www.KitaboSunnat.com

عہد تابعین کی

جلیل القدر خواتین

تالیف احمد خلیل جمعہ

ترجمہ محمود احمد غضنفر

مکتبہ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (**Upload**) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (**Download**) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

عہدِ تابعین کی

جلیل القدر خواتین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عہد تابعین کی

جلیل القدر خواتین

تالیف احمد خلیل جمعہ

ترجمہ محمود احمد غضنفر

مکتبہ الفہیم

مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM

Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road

Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101

Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224

Email :faheembooks@gmail.com

Facebook : maktabaalfaheem

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب — عہدِ تابعین کی جلیل القدر خواتین

تالیف — احمد خلیل جمعہ

ترجمہ — محمود احمد غضنفر

طابع وناشر — مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی

سال اشاعت — مارچ ۲۰۱۵ء

تعداد اشاعت — ایک ہزار ایک سو

صفحات — 334

ملنے کا پتہ

مکتبۃ الفہیم ریحان مارکیٹ، دھوبیا املی روڈ، صدر چوک مئوناتھ بھنجن

القرآن پبلیکشنز سری نگر، زاہد مختار پبلیکیشنز سری نگر	مکتبہ دارالسلام سری نگر، مکتبہ مسلم سری نگر، بیت القلم سری نگر
اسلام ورلڈ بنگلور ، کوہِ نور انٹرپرائزز اورنگ آباد	دکن ٹریڈرس مغل پورہ، حیدرآباد 040-24521777
عمری بک ڈپو، کرلا ممبئی 9819961879	مکتبہ الاحسان - مکتبہ دارین ندوۃ العلماء روڈ لکھنو
شمسی بک سینٹر، شمسی مالدہ - اسلام بک سینٹر، شمسی مالدہ	منور جمال مکتبہ معارف بھنڈی بازار ممبئی 9833845651
مکتبہ دار السلام اننت ناگ کشمیر ، مکتبہ الحرمین کولکاتا	مکتبہ نعیمیہ دیوبند - مکتبہ عکاظ محلہ بڑ ضیاء الحق - دیوبند
صدیقیہ بک ڈپو - بھنڈی بازار ممبئی 9769882781	فیضی بک ڈپو، ٹولی چوکی حیدرآباد، 8686474855
سلفی اسلامی بکس، ممبئی، 9220543191	ھدی بک ڈسٹری بیوٹرس حیدرآباد 9849330850
محفوظ بک ڈپو مالیگاؤں، خیر بک ڈپو ڈمریاگنج	عبداللہ بک ڈپو، مالیگاؤں، سٹی بک ڈپو، مالیگاؤں
مکتبہ السنۃ، گھوری محلہ، ممبئی 8097444448	اطفال بک ڈپو، مالیگاؤں، ہمالیہ بک ڈپو، اورنگ آباد
بیسٹ سیلر سری نگر، مکتبہ دارالسلام اننت ناگ، کشمیر	دارالکتاب شولہ پور، پاکیزہ بک ہاؤس سبزی باغ پٹنہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

	عظمت صحابہ	۷
	حرف آغاز	۹
۱۔	عائشہ بنت طلحہؓ	۱۱
۲۔	فاطمۃ بنت حسینؓ	۲۴
۳۔	میسون بنت بحدلؓ	۴۰
۴۔	ھند بنت المھلبؓ	۵۱
۵۔	الرباب بنت امری القیسؓ	۶۵
۶۔	صفیۃ ابی عبیدؓ	۷۵
۷۔	عمرۃ بنت عبد الرحمانؓ	۸۶
۸۔	حفصۃ بنت سیرینؓ	۹۴
۹۔	فاطمہ بنت المنذرؒ	۱۰۵
۱۰۔	ام کلثوم بنت علیؓ	۱۱۱
۱۱۔	خیرۃ ام الحسن البصریؒ	۱۲۸
۱۲۔	سودہ بنت عمارہؓ	۱۳۴
۱۳۔	فاطمہ بنت علیؓ	۱۴۳
۱۴۔	عاتکۃ بنت یزیدؓ	۱۵۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۵۔	ام الخیر بنت الحریش	۱۶۲
۱۶۔	ام کلثوم بنت ابی بکر	۱۷۳
۱۷۔	سکینہ بنت الحسین	۱۸۲
۱۸۔	معاذۃ بنت عبداللہ	۱۹۷
۱۹۔	نائلہ بنت الفرافصۃ	۲۰۶
۲۰۔	عائشۃ بنت سعد	۲۲۰
۲۱۔	ام عاصم بنت عاصم	۲۲۸
۲۲۔	سلمٰی بنت حفصہ	۲۳۸
۲۳۔	ام الدرداء الصغریٰ	۲۴۹
۲۴۔	فاطمہ بنت عبدالملک	۲۶۵
۲۵۔	ام مسلم الخولانیہ	۲۷۷
۲۶۔	ام البنین بنت عبدالعزیز	۲۸۵
۲۷۔	ام سنان بنت خیثمہ	۲۹۷
۲۸۔	زینب بنت علی	۳۰۵
۲۹۔	حفصہ بنت عبدالرحمان	۳۱۵
۳۰۔	الزرقاء بنت عدی	۳۲۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عظمت صحابہ وتابعین
قرآن حکیم کی روشنی میں

﴿وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهَارُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾

(سورہ التوبۃ۔ ۱۰۰)

''اور مہاجرین وانصار میں سے جن لوگوں نے قبول اسلام میں سبقت کی اور جن لوگوں نے خوش دلی کے ساتھ ان کی اتباع کی اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش ہیں اور اللہ نے ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے' یہ بڑی کامیابی ہے۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف آغاز

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین
وعلی آلہ واصحابہ اجمعین و بعد!

روئے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے بعد بنی نوع انسان میں اعلیٰ' ارفع' مقدس' جلیل القدر اور عظیم المرتبت گروہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی جماعت ہے۔ جنھوں نے براہ راست نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور آپ سے علم وعمل کی گراں قدر نعمتیں اور برکات حاصل کیں اور پھر ان سے علوم و فیوض کی روشنی حاصل کرنے والے تابعین عظام رحمھم اللہ چشم فلک نے دیکھے جن کا پاکیزہ وجود انسانی معاشرے کے لیے برکت' نعمت' رحمت اور سعادت کا باعث بنا اور اس دور کی جلیل القدر خواتین نے بھی علم وعمل اور جہاد کے میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ ان عظیم المرتبت خواتین کی سوانح حیات کو نہایت ہی دلپذیر' دلآویز اور دلکش انداز میں مشہور و معروف مصنف' مؤلف' ادیب اور مؤرخ شیخ احمد خلیل جمعہ نے قلم بند کیا اور اپنی اس کتاب کا نام "نسآء من عصر التابعین" رکھا۔

جس میں تیس عدد جلیل القدر تابعیات کا تذکرہ کیا گیا ہے چونکہ یہ کتاب عربی زبان میں لکھی گئی ہے جس سے صرف اس زبان سے واقف ہی استفادہ کر سکتے ہیں اور یہ کتاب چونکہ اپنے مندرجات کے اعتبار سے بڑی معلومات افزا معنی خیز اور دلچسپ ہے اس لیے عزیزم برادرم عمر فاروق قدوسی کے دل میں خیال آیا کہ اسے اردو قالب میں منتقل کیا جائے تاکہ اردو داں طبقہ اس سے مستفید ہو سکے۔ یہ خدمت میرے سپرد کی گئی ہے میں نے اس کام کا آغاز ۳ مئی ۲۰۰۰ء کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کردہ توفیق اور صلاحیت کی بنا پر کیا اور ۱۳ اگست ۲۰۰۰ء بروز جمعرات اسی کے فضل و کرم سے یہ کام اختتام پذیر ہوا۔ اس کی طباعت و اشاعت کی سعادت مشہور و معروف اشاعتی ادارے مکتبہ قدوسیہ لاہور کے حصہ میں آ رہی ہے۔ امید ہے یہ کتاب خواتین اسلام کی تعلیم و تربیت کے لیے نہایت مفید ثابت ہو گی اس سے پہل ''صحابیات مبشرات،، کو زیور طباعت سے آراستہ کرنے کا کارنامہ بھی مکتبہ قدوسیہ نے سرانجام دیا جسے علمی حلقوں میں بڑی پذیرائی حاصل ہوئی۔

دعا ہے کہ اللہ رب العالمین اپنی بارگاہ میں علمی ورثے کی حفاظت اور عوام الناس کی طرف منتقل کرنے کی خدمت کو حسن قبولیت سے نوازے اور اپنے خاص فضل وکرم سے اس میدان میں مزید خدمات سرانجام دینے کی توفیق ارزانی عطا کرے۔ آمین یارب العالمین

﴿وصلی اللہ علی النبی محمد وعلی آله واصحابه اجمعین﴾

ابوضیاء محمود احمد غضنفر
۱۵ اگست ۲۰۰۰ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ بنت طلحہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

ابوزرعہ دمشقی فرماتے ہیں کہ:
حضرت عائشہ بنت طلحہؒ ایک ایسی جلیل القدر خاتون ہیں جنھیں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کرنے کا شرف حاصل ہوا۔
علامہ عجلی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ:
''حضرت عائشہ بنت طلحہؒ کو مدنیہ تابعیہ اور ثقہ راویہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے''۔
علامہ مزی بیان فرماتے ہیں کہ:
''ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی تلمیذات رشیدات میں سب سے زیادہ عالمہ فاضلہ حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن، حضرت حفصہ بنت سیرین اور حضرت عائشہ بنت ابی طلحہؒ ہیں۔''

پاک گھرانہ:

یہ جلیل القدر تابعیہ دور نبوت میں ایک عظیم المرتبت گھرانے کی چشم و چراغ تھیں۔ جس نے ام المومنین حضرت عائشہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا کی نگرانی میں خانہ نبوت کی آغوش میں پرورش پائی۔ یہ علم و ادب اور شرف و عظمت کے اعتبار سے تمام خواتین میں ممتاز مقام رکھتی تھیں۔
یہ جلیل القدر عظیم المرتبت تابعیہ کس گھرانے میں ظہور پذیر ہوئیں' ان کی پاکیزہ سیرت بیان کرنے سے پہلے ہم ان کے شریف الطبع اور عظیم المرتبت خاندان کے شجر اسلام کی آبیاری کے حوالے سے بنیادی کردار کو پہچاننے کی دعوت دیں گے۔
ان کے والد گرامی قدر سیدنا حضرت طلحہ بن عبیداللہ التیمی القرشی رضی اللہ عنہ ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دس خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ایک ہیں جنہیں زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی گئی تھی۔ یہ سخی وغنی صحابہ کرام میں سے ایک تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی سخاوت کو دیکھتے ہوئے ان کا لقب ہی طلحہ سخی، طلحہ مخیرؓ اور طلحہ فیاض رکھ دیا تھا۔

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے انہیں خوش رو، خوش کلام وفصیح البیان کے نام سے پکارا۔ ان کے لیے یہ اعزاز ہی باعث فخر ہے کہ یہ ان خوش نصیب آٹھ صحابہ کرام میں سے ایک ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ان کی والدہ ام کلثوم بنت سیدنا ابوبکر صدیق تیمیہ قرشیہ رضی اللہ عنہما ہیں جنہیں جلیل القدر تابعیہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جنہیں ان کی والدہ محترمہ حبیبہ بنت خارجہ انصاریہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جنم دیا۔ ام کلثوم وہ خوش نصیب خاتون ہیں جن اس کے بارے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات سے چند لمحات پہلے اپنی بیٹی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا "یہ تیرے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔" حضرت عائشہؓ نے بڑے تعجب سے کہا "میں اپنی بہن اسماء کو جانتی ہوں، دوسری بہن میری کون ہے؟" فرمایا "جو میری بیوی حبیبہ بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے، مجھے القاء ہوا ہے کہ یہ ایک بیٹی کو جنم دے گی۔" جیسے کہا تھا ویسے ہی ہوا، ام کلثوم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔

حضرت عائشہ بنت طلحہ کی خالہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں اور ان کی دوسری خالہ ذات النطاقین حضرت اسماء بنت صدیق رضی اللہ عنہما تھیں۔

یہ ہے وہ پاکیزہ اور شریف گھرانہ جس میں ام عمران حضرت عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ تیمیہ قرشیہؒ نے پرورش پائی۔

شادی:

حضرت عائشہ بنت طلحہؒ کی شادی خانہ آبادی ان کی خالہ ام المؤمنین حضرت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رائے سے ان کے خالو کے بیٹے سے ہوئی' خاوند کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھا۔ ان کے ہاں ایک بیٹے نے جنم لیا جس کا نام عمران رکھا گیا' اسی مناسبت سے حضرت عائشہ بنت طلحہ کی کنیت ''ام عمران'' تھی۔ عمران کے بعد تین بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی، جن کے نام بالترتیب عبدالرحمٰن' ابوبکر' طلحہ اور نفیسہ ہیں۔ ان کا بیٹا حضرت طلحہ بن عبداللہ قریش کے سخی اور معزز لوگوں میں سے تھا۔ معروف شاعر حزین دیلی ان کا اور ان کی والدہ کے حسب و نسب کا تذکرہ اشعار میں کچھ اس انداز سے کرتا ہے:

وان تلك يا طلح أَعطيتنى
عذا فرة تستخف الضفارا

''اے طلحہ! اگر تو مجھے ایسے طاقت ور اور پھرتیلے اونٹ عنایت کردے جو کجاوے کے پٹے کو بالکل ہلکا پھلکا سمجھتے ہیں۔''

فما كان نفعك لى مرةً
ولا مرتين ولكن مرارا

''آپ کی جانب سے مجھے یہ فائدہ ایک یا دو مرتبہ نہیں ہوا بلکہ آپ کی جانب سے تو مجھے بار بار فائدہ پہنچا ہے۔''

ابوك الذى صدّق المصطفٰى
وسار مع المهتدى حيث سارا

''تیرے باپ نے حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی تصدیق کی اور وہ اپنے پیرومرشد کے ساتھ اسی جانب چلے جہاں وہ چلے۔''

وامك بيضاء تيمية
اذا نسب الناس كانت نضارا

''تیری والدہ قبیلہ تیم کی خوش رنگ سرخ وسفید چشم و چراغ ہے اور جب لوگوں کا حسب ونسب بیان کیا جاتا ہے تو وہ سونے کی خالص ڈلی دکھائی دیتی ہیں۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہونہار راویۂ حدیث:

حضرت عائشہ بنت طلحہؓ اپنی خالہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ہم شکل ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی منظور نظر بھی تھیں، وہ اس سے بڑا پیار کرتی تھیں، حضرت عائشہ بنت طلحہؓ نے سب لوگوں سے بڑھ کر حضرت عائشہ صدیقہؓ سے علم وادب حاصل کیا، ان کی شاگردی کا شرف حاصل کیا اور ان سے احادیث نبویہ کو روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ ان سے روایت کردہ احادیث حدیث کی صحیح کتابوں کی زینت ہیں۔

حضرت عائشہ بنت طلحہؓ نے اپنی خالہ محترمہ سے علم وادب اور عادات واطوار کی خوشہ چینی کی۔ حضرت عائشہ بنت طلحہ ان فضیلت مآب جلیل القدر صحابیات میں سے ہیں جن سے حدیث کو روایت کیا گیا۔ ان سے اکابر تابعین اور عظیم المرتبت علماء کرام کی جماعت نے حدیث بیان کی۔ ان میں سے ان کا بیٹا طلحہ بن عبداللہ، بھتیجا طلحہ بن یحییٰ، ایک دوسرے بھتیجے معاویہ بن اسحاق، ان کے علاوہ منہال بن عمرو، فضیل بن عمر فقیمی، حبیب بن ابی عمرۃ، عطاء بن ابی رباح اور عمرو بن سعید قابل ذکر ہیں۔

مرویات عائشہ بنت طلحہؓ:

(۱) حضرت عائشہ بنت طلحہؓ سے مروی ایک روایت پیش خدمت ہے جسے حافظ ابن عساکر نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کیا، فرماتی ہیں:

''میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! انصار کا بچہ جو ابھی شعور کی عمر کو نہ پہنچا ہو جنت کی چڑیوں میں ایک چڑیا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' کیا اس کے علاوہ بھی کچھ کہنا چاہتی ہو، دیکھو اللہ نے جنت بنائی اور اس کے رہنے والے بھی پیدا کئے، اس نے جہنم بنائی اور اس کے رہنے والے بھی پیدا کئے، حالانکہ وہ اپنے آباء واجداد کی پیٹھوں میں ہوتے ہیں۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۲) ابوداؤد نے منہال بن عمرو کے حوالے سے درج ذیل حدیث بیان کی ہے۔

عن عائشه بنت طلحه عن ام المومنین عائشةؓ قالت: ما رایت احداً كان اشبه سَمتاً ولا هديا ودلا برسول الله من فاطمة كرم الله وجهها، كانت اذا دخلت عليه قام اليها فاخذ بيدها و قبلها واجلسها فی مجلسه، وكان اذا دخل عليها قامت اليه فاخذت بيده فقبلته واجلسته فی مجلسها (ابو داؤد، کتاب الادب)

''حضرت عائشہ بنت طلحہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے فاطمۃ الزہراء کرم اللہ وجھھا سے بڑھ کر ہیئت و کیفیت، طریق کار اور خوب سیرتی کے اعتبار سے رسول اکرم ﷺ سے زیادہ مشابہہ کسی اور کو نہیں دیکھا جب حضرت فاطمہؓ آپؐ کے پاس آتیں تو اٹھ کر ان کی طرف آگے بڑھتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر چومتے اور اپنی جگہ پر اسے بٹھاتے۔ اسی طرح جب نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ بھی آگے بڑھ کر استقبال کرتیں، آپ کا ہاتھ پکڑ کر چومتیں اور اپنی جگہ پر آپؐ کو بٹھاتیں۔''

(۳) مسلم شریف میں طلحہ بن یحییٰ بن طلحہ عائشہ بنت طلحہ سے اور وہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:

''فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ تم میں زیادہ لمبے ہاتھ والی آخرت میں تم سب سے جلدی مجھے آ ملے گی۔''

راوی کہتے ہیں کہ ازواج مطہرات اپنے ہاتھوں کی پیمائش کرنے لگیں تا کہ وہ یہ جان سکیں کہ ان میں سے زیادہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ ہم میں سے زیادہ لمبے ہاتھ نبی کریم ﷺ کی بیوی زینب بنت جحش کے تھے، اس لیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور اللہ کی راہ میں صدقہ دیتی تھیں۔'' (مسلم، باب من فضل زینب ام المومنین)

عائشہ بنت طلحہ علماء کی نظر میں:

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عائشہ بنت طلحہ ایک ایسی تابعیہ خاتون ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جنہیں خانۂ نبوت سے روحانی غذا میسر آئی کہ وہ تمام خواتین میں علم، قدر و منزلت اور صدق و وفا کے اعتبار سے بلند مقام پر نافذ ہو' اس لیے علماء وفضلاء جو روایت حدیث کو جانتے پہچانتے ہیں اور جن کو علم حدیث میں تجربہ حاصل ہے انھوں نے حضرت عائشہ بنت طلحہ کی تعریف کی ہے' ان کے لیے یہی بڑے فخر کی بات ہے کہ جرح و تعدیل کے امام' حدیث اور محدثین کے سرخیل یحییٰ بن معین نے حضرت عائشہ بنت طلحہ کو ثقہ قرار دیتے ہیں اور ان کی حدیث سے حجت پکڑتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ خواتین میں عائشہ بنت طلحہؓ ثقہ اور حجت ہیں۔''

ابوزرعہ دمشقی نے حضرت عائشہ بنت طلحہ کی تعریف کرتے ہوئے ان کے فضائل و مناقب بیان کئے۔ فرماتے ہیں کہ ''حضرت عائشہ بنت طلحہ ایک ایسی جلیل القدر خاتون ہیں جو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حدیث بیان کرتی ہیں اور لوگ ان سے بڑی قدر و منزلت اور ادب و احترام سے حدیث روایت کرتے ہیں۔''

علامہ العجلی ان کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''حضرت عائشہ بنت طلحہ مدنیۃ' تابعیہ اور ثقہ ہیں۔''

ابن حبان نے کتاب الثقات میں حضرت عائشہ بنت طلحہ کا تذکرہ کرتے ہوئے بڑی تعریف کی ہے۔

البدایہ والنھایہ میں حافظ ابن کثیرؒ نے اپنے شیخ المزی کا فرمان نقل کیا کہ ''ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی تلمیذات رشیدات میں عمرہ بنت عبدالرحمان، حفصہ بنت سیرین اور عائشہ بنت طلحہ سب سے زیادہ عالمہ فاضلہ تھیں۔''

عائشہ بنت طلحہ کی کرامت:

حضرت عائشہ بنت طلحہؓ بہت زیادہ ذکر الٰہی میں مصروف رہا کرتی تھیں' ان کی زبان صبح شام تسبیحات سے تر رہتی' ان کا دل صاف شفاف تھا۔ یہ حضرت طلحہؓ کی بیٹیوں میں یکتائے روزگار تھی۔ یہ ایک مہم سر کرنے کے لیے کمربستہ ہوتیں جسے انھوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے خواب میں دیکھا تھا۔ اس خواب کا تذکرہ طبقات ابن سعد، المعارف، سیر اعلام النبلاء' العقد الفرید' الاستیعاب اور اسد الغابہ میں ملتا ہے۔

حضرت عائشہ بنت طلحہ نے اپنے والد کی وفات کے تقریباً تیس سال کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ اسے یہ کہہ رہے تھے' میری بیٹی مجھے اس پانی سے نکالو جو مجھے تکلیف دے رہا ہے' سیلابی جگہ نے مجھے اذیت دی ہے۔ جب وہ اپنی نیند سے بیدار ہوئیں' اپنے اعوان وانصار کو اکٹھا کیا اور اپنے اہل وعیال کے ہمراہ سفر پر روانہ ہوئیں۔ انھوں نے قبر کو کھودا' حضرت طلحہ کا جسم اسی طرح تر و تازہ تھا جس طرح انہیں دفن کیا گیا تھا۔ ان کا کوئی بال بھی بیکا نہ ہوا تھا۔ البتہ ان کے جسم کا ایک پہلو اس پانی کے لگنے کی وجہ سے زخم کی مانند سبز رنگ کا ہو چکا تھا جو ان کے جسم پر بہہ رہا تھا۔ قبر سے لاش کو نکالنے کی ذمہ داری عبدالرحمٰن بن سلامہ تیمی کے سپرد کی گئی۔ پھر انہیں چادروں میں لپیٹا گیا' ان کے لیے بصرہ میں خاندان ابوبکر کے گھروں میں سے ایک گھر خریدا گیا اور اس میں دفن کیا گیا۔ حضرت طلحہؓ کی قبر بصرے میں مشہور و معروف تھی۔

مصعب بن زبیر کے ساتھ:

جب حضرت عائشہ بنت طلحہ کے خاوند عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ فوت ہو گئے تو انہوں نے امیر عراق مصعب بن زبیر قریشی اسدی سے شادی کر لی۔ مصعب بن زبیر بڑے بہادر شہسوار تھے' ایسے حسین و جمیل کہ ان کے حسن و جمال کو حسد بھری اور رشک بھری نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ ان کے بارے عبیداللہ بن قیس اپنے اشعار میں کہتا ہے:

انما مصعب شهاب من الله
تجلت عن وجهه الظلمآء

''بلاشبہ مصعب اللہ کا چمکیلا ستارا ہے۔ جس کے چہرے سے تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ملكه ملك عزة ليس فيها
جبروت منه ولا كبرياء

''اس کی حکومت عزت ووقار کی حکومت ہے اس کی طرف سے نہ کوئی ظلم ہوتا ہے اور نہ تکبر و کبریائی۔''

يتقي الله في الامور وقد
افلح من كان همه الاتقاء

''معاملات میں وہ اللہ سے ڈرتا رہتا ہے۔ وہ کامیاب ہو گیا جس کا مقصد تقویٰ اختیار کرنا ہوتا ہے۔''

مصعب بن زبیر خاندان قریش کی دانشور خاتون عائشہ بنت طلحہ سے شادی کرنے کے خواہش مند پہلے ہی تھے۔ ایک دفعہ کعبہ مشرفہ و معظمہ کے صحن میں حضرت زبیر کے تینوں بیٹے عبداللہ' مصعب اور عروہ اور ان کے ساتھ عبداللہ بن عمر اور بعض کہتے ہیں عبدالملک بن مروان بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ مصعب بن زبیر نے کہا بھائیو! آج سب اپنی اپنی دلی تمنا کا برملا اظہار کرو' سب نے کہا پہلے آپ اپنی دلی تمنا پیش کریں: کہنے لگے ''سنو! میری دلی تمنا یہ ہے کہ مجھے عراق کی حکومت مل جائے اور سکینہ بنت حسین اور عائشہ بنت طلحہ سے میری شادی ہو جائے۔'' ان کی یہ تمنا اپنے وقت پر پوری ہوئی۔ ہر ایک کو پانچ ہزار درہم حق مہر دیا اور اتنا ہی گھریلو جہیز کا سامان بنا کر دیا۔ عروہ بن زبیر نے دینی علم حاصل کرنے کی تمنا کا اظہار کیا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ لوگ مجھ سے حدیث کا علم حاصل کریں' ان کی تمنا بھی پوری ہوئی۔

عبدالملک بن مروان نے یہ تمنا ظاہر کی کہ مجھے خلافت مل جائے سو وہ انہیں مل گئی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حصول جنت کی تمنا کا اظہار کیا امید ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے سارے گناہ معاف کر کے جنت ان کے لیے واجب کر دی ہو گی۔

مصعب عائشہ بنت طلحہؓ سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ بلاشبہ وہ اپنے دور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی بلند پایہ اور مالدار خاتون تھیں' اس دور کی سبھی خواتین ان کی ظاہری و باطنی خوبیوں کی معترف تھیں ۔ یہ حضرت عائشہ بنت طلحہ کے حق میں بہت بڑی شہادت ہے۔ عورتیں دوسری عورتوں کے بارے مردوں کی نسبت زیادہ معلومات رکھتی ہیں اور وہ اسرار و رموز سے زیادہ واقف ہوتی ہیں۔

مصعب بن زبیر کے بعد:

مصعب بن زبیر کے قتل ہو جانے کے بعد عائشہ بنت طلحہ کی شادی عمر بن عبید اللہ بن معمر التیمی سے ہوئی۔ ان کے ساتھ یہ آٹھ سال رہیں وہ ۸۲ھ میں وفات پا گئے یہ ان کی وفات پر بہت روئیں۔ عربوں میں یہ رواج تھا جو خاتون اپنے خاوند کی وفات پر رونے کا یہ انداز اختیار کرتی تھی اس کا یہ مطلب ہوتا تھا کہ اب اس کے بعد یہ کسی سے بھی شادی کا ارادہ نہیں رکھتی' جب یہ بیوہ ہوئیں ایک سال مکہ میں اور ایک سال مدینہ میں قیام کرتیں۔ طائف میں ان کا تجارتی کاروبار تھا جس کی بذات خود نگرانی کیا کرتی تھیں۔ ان کو شعر و ادب کے ساتھ بھی بڑی گہری دلچسپی تھی جو ان کی فہم و فراست، باریک بینی، حسن رائے اور ادبی ذوق پر دلالت کرتی ہے۔

جاہ و جلال کے واقعات:

حضرت عائشہ بنت طلحہ بہت مال دار تھیں اور انہیں یہ پسند تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کے آثار ظاہر بھی ہونے چاہئیں ان کے بارے یہ بات مشہور ہے کہ جب انھوں نے حج کا ارادہ کیا تو چالیس شاہی خچروں پر ساز و سامان لادا گیا ان پر ہودج اور محمل بھی کسے گئے تھے۔

فقیہ مدینہ حضرت عروہ بن زبیر ان کے بارے میں ایک شعر کہتے ہیں:

عائش يا ذات البغال الستين
أ كل عام هكذا تحجين؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"اے ساٹھ خچروں والی عائشہ کیا ہر سال تو اسی طرح حج کرتی ہے؟"

یہ وہ صفات ہیں جن کی وجہ سے حضرت عائشہ بنت طلحہ کو دوسروں پر امتیاز حاصل ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے ظاہری اور باطنی نعمتوں سے وافر مقدار میں سرفراز کر رکھا تھا۔ ایک مرتبہ انھوں نے اپنی سوتن سکینہ بنت حسین کے ہمراہ حج کیا۔ حضرت عائشہ بنت طلحہ کے پاس ساز و سامان اور سواریاں قدرے زیادہ تھیں۔ سواریوں کو ہانکنے والا حدی خواں عروہ بن زبیر کا یہ شعر بآواز بلند بار بار پڑھ رہا تھا

عائشه یا ذات البغال الستين

أ كل عام هكذا تحجين؟

"اے عائشہ! ساٹھ خچروں والی کیا تو ہر سال اسی طرح حج کیا کرے گی؟"

یہ صورت حال سکینہ کو بڑی ناگوار گزری تو اس کا حدی خوان سواری سے اتر کر یہ شعر بآواز بلند کہنے لگا۔

عائش هذه ضرة تشكوك

لولا ابوها ما اهتدىٰ ابوك

"اے عائشہ! سوتن تیرا شکوہ کر رہی ہے اگر اس کا باپ نہ ہوتا تو تیرے باپ کو ہدایت نہ ملتی۔"

عائشہ بنت طلحہ کے واقعات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ فخر و مباہات سے دلچسپی ان کی عادت میں شامل تھی۔ ان کے باپ کی طرف سے بھائی اسحٰق بن طلحہ بیان کرتے ہیں ایک دن میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس حاضر ہوا' وہاں عائشہ بنت طلحہ اپنی والدہ ام کلثوم سے کہہ رہی تھیں کہ میں آپ سے بہتر ہوں اور میرا باپ آپ کے باپ سے بہتر ہے۔ اس کی والدہ نسبت بتاتے ہوئے کہنے لگی واقعی تم مجھ سے بہتر ہو۔ نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرمانے لگیں کیا میں تمہارے درمیان فیصلہ نہ کردوں دونوں نے کہا کیوں نہیں ضرور چشم ماروشن دل ماشاد۔ آپ کا فیصلہ سر آنکھوں پر' حضرت عائشہ نے فرمایا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکر رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے تو آپ نے اسے کہا کہ تم جہنم کی آگ سے آزاد ہو اس دن سے آپ کا نام عتیق رکھ دیا گیا۔ طلحہ بن عبید اللہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا اے طلحہ! تم ان لوگوں سے ہو جن کی باری پوری ہو چکی ہے۔

حضرت عائشہ بنت طلحہ کا علم و عرفان:

کم ہی ایسا دیکھنے میں آیا کوئی خاتون مالدار بھی ہو حسین و جمیل بھی اور علم و عرفان میں بھی ممتاز مقام رکھتی ہو۔ لیکن عائشہ بنت طلحہ میں یہ سب خوبیاں پائی جاتی تھیں۔ ان کا تعلق خواتین کے اس طبقے کے ساتھ تھا جو ان خواتین سے یکسر مختلف طرز عمل اختیار کرتی ہیں جنہیں ریشم و کمخواب کے فاخرانہ لباس اور ہیرے جواہرات کے زیورات میں دلچسپی ہر چیز سے غافل کر دیتی ہے۔ انھوں نے اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو استعمال کیا تو ساتھ ساتھ دینی علوم و معارف میں بھی پوری طرح دلچسپی لیتی رہیں' دین کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا' شرعی قدروں کو پامال نہ ہونے دیا۔

عائشہ بنت طلحہؒ دانشور، فصیح الکلام، حاضر جواب' جرأت مندانہ گفتگو کے سلیقے اور متنوع معلومات سے آگاہ تھیں۔ درج ذیل واقعہ ان کے علم و عرفان اور حق بات کہنے کی جرأت پر دلالت کرتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ بنت طلحہؒ دمشق میں خلیفہ ھشام بن عبد الملک کے ہاں تشریف لے گئیں۔ ہشام نے کہا: محترمہ عائشہ! کیسے آنا ہوا؟

فرمانے لگیں: آسمان سے بارش ہونا بند ہو گئی ہے اور حکمران نے حق بات پر پابندی لگا دی ہے۔

ہشام بن عبد الملک نے کہا: میں آپ کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آؤں گا اور میں آپ کے حقوق کو پہچانتا ہوں۔

ہشام بن عبد الملک نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے بنو امیہ کے مشائخ و علماء کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اطلاع دی کہ محترمہ عائشہ بنت طلحہ میرے پاس تشریف لائی ہیں تاکہ علمی گفتگو ہو سکے۔ یہ اطلاع پا کر سبھی علماء و مشائخ شاہی دربار میں حاضر ہوئے۔ عرب کے حالات، اشعار اور تاریخی واقعات پر گفتگو شروع ہوئی' ہر موضوع پر حضرت عائشہ بنت طلحہ کا بڑا جامع، پر مغز اور بصیرت افروز تبصرہ ہوتا بلکہ فلکیات کے بارے میں اپنی ماہرانہ رائے کا اظہار اس انداز میں کیا کہ ہر طلوع اور غروب ہونے والے ستارے کا باقاعدہ انھوں نے نام لیا۔

خلیفہ ہشام بن عبدالملک یہ سن کر حیران رہ گیا اور بڑے تعجب سے پوچھنے لگا۔ عرب واقعات' اشعار اور تاریخی معلومات کا ہونا تو سمجھ میں آتا ہے یہ ستاروں کے بارے میں اتنی معلومات آپ نے کہاں سے حاصل کیں۔ فرمایا کہ میں نے یہ علم اپنی خالہ ام المومنین سیدہ عائشہؓ سے حاصل کیا ہے۔ ہشام بن عبدالملک نے ایک لاکھ درھم ان کی خدمت میں پیش کیا اور بڑے ہی اعزاز و اکرام کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا۔

حضرت عائشہ بنت طلحہ اپنے دور کی عقیل وفہیم' حسین وجمیل' عالم و فاضل' عفت مآب وعزت مآب' دولت مند وسخاوت پسند' فصیح البیان وبلیغ الکلام' عظیم المرتبت اور جلیل القدر خاتون تھیں۔ ۱۰۱ھ میں وفات پائی۔ اللہ ان پر رحمت کی برکھا برسائے۔ اور اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت عائشہ بنت طلحہؓ کے حالات زندگی درج ذیل کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں:

۱۔ اعلام النساء: ۱۵٤/۳

۲۔ نوادر المخطوطات: ۸۰/۱

۳۔ الطبقات الکبریٰ: ۲۲۳/۳۔۲٤٤

٤۔ المعارف: ۲۲۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

٥۔ سیر اعلام النبلاء: ٤٠/١
٦۔ العقدالفرید: ٣٢٣/٤
٧۔ الاستیعاب: تذکرہ طلحہ بن عبیداللہ
٨۔ اسد الغابة: تذکرہ طلحہ بن عبیداللہ
٩۔ تہذیب التہذیب: ٤٣٧/١٢
١٠۔ابوداؤد: ٥٢١٧
١١۔ترمذی: ٣٨٧٢
١٢۔مستدرك حاکم: ١٥٢/٣
١٣۔صحیح مسلم: ١٤٤/٧
١٤۔سیر اعلام النبلاء: ٣٦١/٤
١٥۔تہذیب التہذیب: ١٨٨/٢
١٦۔تقریب التہذیب: ١٥٠/١
١٧۔سیرت ام کلثوم بنت ابی بکرؓ
١٨۔ جهرة انساب العرب: ١٣٧/١

✿ ✿ ✿

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت فاطمہ بنت حسین رحمہا اللہ تعالیٰ

ان کے خاوند حسن بن حسین نے وفات کے وقت ان سے کہا:

''آپ ایک پسندیدہ خاتون ہیں۔''

عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا:

''وہ شر کو جانتی ہی نہ تھی اس لیے شر سے کنارہ کش رہی!''

خاندانی شرافت:

حضرت فاطمہ بنت حسینؒ کی پرورش علم وتقویٰ کی بنیاد پر ایک پاکیزہ اور معزز گھرانے میں ہوئی تھی۔ ان کے والد گرامی قدر حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما تھے جو معزز اور کامل پیشوا کے درجہ پر فائز تھے جنہیں رسول اللہ ﷺ کا نواسہ ہونے کا شرف حاصل تھا' جو رسول اللہ ﷺ کے محبوب نظر اور دنیا میں ان کی خوشبو تھے۔

مشہور شاعر کعب بن زھیر اپنے اشعار میں ان کا تذکرہ اس قابل رشک انداز میں کرتا ہے

مسح النبی جبینہ
فلہ بیاض بالخدود

''نبی نے ان کی پیشانی کو ہاتھ لگایا انہیں رخساروں کے ذریعے شہرت ملی''

و بوجھہ دیباجۃ
کرم النبوۃ والجدود

''اوران کے چہرے سے نبوت اور آباؤ اجداد کی عظمت وشرافت کی حفاظت ہوئی''

ان کی والدہ ام کلثوم ایک جلیل القدر صحابی طلحہ بن عبیداللہ کی بیٹی ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کی دادی اپنے دور کی تمام خواتین کی سردار' جگر گوشہ رسول' سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ تھی۔

ان کے دادا اور نانا دو ایسے جلیل القدر صحابی ہیں جنہیں زندگی میں جنت کی بشارت ملی۔

ان کے پردادا حضرت علی بن ابی طالب تھے .و نبی کریم ﷺ کے داماد' چچا کے بیٹے اور جنت کی بشارت پانے والے صحابہ کرام میں سے ایک تھے۔

ان ۔کے نانا طلحہ بن عبیداللہ تھے جو معزز و جلیل القدر صحابہ میں سے ایک تھے اور ان خوش نصیب صحابہ کرام میں سے تھے جنہیں زندگی میں :ت کی بشارت ملی۔

ان کے تایا حسن بن علی رضی اللہ عنہما تھے جنہیں امامت، سیادت، رسول اللہ ﷺ کی خوشبو، نواسہ رسولؐ ،ونے اور نوجوانان جنت کا سردار ہونے کا شرف حاصل تھا۔

اس پاکیزہ یکتائے روزگار گھرانے میں فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب قرشیہ ہاشمیہ نے جنم لیا تھا جو سیدات، تابعیات، فاضلات میں سے ایک تھیں۔

حضرت فاطمہ بنت حسینؓ ۴۰ھ میں پیدا ہوئیں۔عبادت گزاری کی محبت' تقویٰ شعاری کی عادت اور صحابہ کرام سے حصول علم کی لگن میں جوان ہوئیں۔اس طرح ان کی شخصیت میں پاکیزہ حسب و نسب اور علم و دانش نیز روایت حدیث کا امتزاج پیدا ہوگیا۔

روایت حدیث:

فاطمہ بنت حسین حدیث نبوی کو روایت کرنے والی خواتین میں سے ایک ہیں اور یہ ان تابعی خواتین میں سے ہیں جنھوں نے کثرت کے ساتھ صحابہ کرام اور تابعین عظام سے حدیث بیان کرنے کی سعادت حاصل کی' پھر ان سے آگے کثرت کے ساتھ حدیث بیان کی گئی۔

جن صحابہ کرام سے حضرت فاطمہ بنت حسینؓ نے روایت کیا ان کے اسمائے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گرامی یہ ہیں:۔

۱۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ان سے آپ نے مرسل حدیث بیان کی ہے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔

۳۔ اپنے ابا جان حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما

اور آپ نے جن جلیل القدر صحابیات سے حدیث روایت کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ دادی فاطمۃ الزہراءؓ سے آپ نے مرسل حدیث روایت کی ہے۔

۲۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔

۳۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا۔

۴۔ پھوپھی زینب بنت علی رضی اللہ عنہما۔

رہے وہ لوگ جنھوں نے حضرت فاطمہ بنت حسینؒ سے حدیث روایت کی ان کی تعداد بہت زیادہ ہے' ان میں اکثریت اکابر تابعین کی ہے۔ علم وعرفان سے آراستہ ان کے بیٹوں نے احادیث بیان کیں۔ جن کے نام عبداللہ، حسن اور ابراھیم ہیں اور یہ تینوں حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کے بیٹے ہیں۔

پھر ان سے ان کے دوسرے بیٹے محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے حدیث بیان کی۔ ان کے علاوہ دیگر تابعین میں سے شیبہ بن نعمامہ' یعلی بن ابی یحییٰ اور عمارہ بن غزیہ نے حضرت فاطمہ بنت حسینؒ سے حدیث بیان کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت فاطمہ بنت حسینؒ سے جن خواتین نے احادیث بیان کیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ ام ابی المقدام ہشام بن زیاد۔

۲۔ ام الحسن بنت جعفر بن حسن بن حسن۔

اصحاب سنن میں سے ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ نے حضرت فاطمہ بنت حسین سے مروی احادیث کو نقل کیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابن حبان نے حضرت فاطمہ بنت حسین کو ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔

مرویات فاطمہ بنت حسینؓ:

(۱) مرویات فاطمہ بنت حسین میں سے ایک وہ روایت ہے جسے ان کے بیٹے محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے اپنی والدہ حضرت فاطمہ بنت حسین کے حوالے سے بیان کیا' اس نے حضرت عبداللہ بن عباس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لا تديموا الي المجذومين النظر))

(ابن ماجه' كتاب الطب باب الجذام)

''تم کوڑھیوں کی طرف ٹکٹکی لگا کر نہ دیکھو یعنی ان کی طرف نظریں جما کر نہ دیکھو'

حضرت فاطمہ بنت حسین نے اپنے باپ حضرت حسینؓ سے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

٧٧لا تديموا النظر الى المجذومين واذا كلمتموهم فليكن بينكم و بينهم قيد رمح)) (مسند احمد: ١/٧٨)

''تم کوڑھیوں کی طرف ٹکٹکی لگا کر نہ دیکھو اور جب تم ان سے باتیں کرو تو تمہارے اور ان کے درمیان ایک نیزے کا فاصلہ ہونا چاہیے۔''

(۲) حضرت فاطمہ بنت حسین سے ان کے بیٹے عبداللہ بن حسن نے مرسل حدیث بیان کی۔ حضرت فاطمہ فرماتی ہیں:

((كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل المسجد قال بسم الله والسلام على رسول الله' اللهم اغفرلي وافتح لي ابواب رحمتك واذا خرج قال بسم الله والسلام على رسول الله اللهم اغفرلي ذنوبي وافتح لي ابواب فضلك))

(تاريخ دمشق: ص ٢٧٥)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''حضرت فاطمہ بنت حسین فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوتے تو یہ کلمات کہتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ پھر یہ دعا مانگتے الٰہی! مجھے بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ جب مسجد سے نکلتے تو یہ کلمات کہتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ پھر یہ دعا مانگتے الٰہی میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔''

حضرت فاطمہ بنت حسین سے یہ مرسل حدیث مروی ہے:

((ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبض ولہ بردان فی الحف یقملان)) (تاریخ الاسلام للذھبی: ۵۹۰/۱)

''نبی کریم ﷺ نے جب وفات پائی تو آپ کی دو چادریں کھڈی میں بنی جارہی تھیں۔''

دونوں میں جو آپ کو پسند ہے اس کا انتخاب کر لیجئے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فاطمہ بنت حسین کو ظاھری و باطنی حسن و جمال کی نعمت سے سرفراز فرمایا تھا' وہ اخلاق وادب اور عفت وعصمت کی پیکر تھیں' ان کی بہن سکینہ بنت حسین بھی ہو بہو اسی طرح کی تھیں۔ عربوں کے ہاں شروع سے یہ ریت چلی آرہی ہے کہ اگر کوئی شخص براہ راست اپنے لیے کسی گھر میں جا کر رشتہ مانگ لے تو اسے قطعاً معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ ایک روز حسن بن حسن جو مثنیٰ کے لقب سے مشہور تھے اپنے چچا حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے گھر گئے اور عرض کی چچا جان آپ مجھے اپنا بیٹا بنا لیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بھتیجے چشم ما روشن دل ماشاد میں تو خود چاہتا تھا کہ تم کسی دن اپنی خواہش کا اظہار کرو۔ بیٹا میری اس وقت دو بیٹیاں ہیں فاطمہ اور سکینہ' مجھے آپ سے بہتر اور کون ہوسکتا ہے جس کے بارے آپ کا دل مانے میں وہی آپ کے عقد میں دینے کے لیے برضا ورغبت تیار ہوں۔

فاطمہ بنت حسین شکل و شباہت اور عادات و اطوار کے لحاظ سے اپنی دادی فاطمۃ الزھراءؓ سے ملتی جلتی تھی۔ نظر انتخاب اسی پر پڑی اور ان دونوں کو رشتہ ازدواج

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں منسلک کر دیا گیا۔

حضرت فاطمہ بنت حسینؓ کے ہاں حسن بن حسنؒ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد عبداللہ' حسن' ابراهیم' زینب اور ام کلثوم نے جنم لیا۔ یہ پہلا موقع ہے جس میں حضرت حسن اور حضرت حسین کی اولاد رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئی تھی۔

عبداللہ بن حسن بنو ھاشم کے شیخ بنے اور ان سب میں انہیں فوقیت حاصل تھی۔ علم وفضل' شرافت وعظمت کے اعتبار سے سارے بنی ھاشم میں انہیں ممتاز مقام حاصل تھا۔ ان کی پیدائش حضرت فاطمہ الزھراء کے گھر میں ہوئی اس لیے عبداللہ بن حسن اپنے بارے میں یہ کہا کرتے تھے "میں سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوں مجھے دختر رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ جنم دیا۔"

عبداللہ بن حسنؒ رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل تھے۔ عبداللہ بن فاطمہ بنت حسین کے محاسن کا تذکرہ کرتے ہوئے مصعب زبیری کہتے ہیں:

"ہر اچھی چیز کی انتہا عبداللہ بن حسن کی طرف ہوتی ہے۔"

جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ حسین وجمیل کون ہے؟

جواب میں کہا جاتا ہے: "عبداللہ بن حسن۔"

جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ سب لوگوں میں افضل کون ہے؟

تو جواب میں کہا جاتا ہے: "عبداللہ بن حسن۔"

جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ سب لوگوں میں زیادہ قادر الکلام کون ہے؟

تو جواب میں یہ کہا جاتا ہے: "عبداللہ بن حسن!"

حضرت فاطمہ بنت حسین نے اپنی اولاد کی نگہداشت اور تعلیم وتربیت میں بڑا اہم اور بنیادی کردار ادا کیا۔ اولاد کو اخلاق فاضلہ سے آراستہ کیا اور علم وادب کی روحانی غذا دی۔ انہیں اپنے زمانے میں علماء کا سردار ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

حضرت فاطمہ بنت حسین نے اپنے شوہر کے ساتھ چند سال زندگی بسر کی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زیادہ طویل عرصہ گزارنے کا موقع نہ ملا کہ وہ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

آپ زندہ دل خاتون ہیں:

جب حسن بن حسن کی وفات کا وقت آیا تو اس نے فاطمہ بنت حسینؓ سے کہا آپ ایک دل پسند اور پسندیدہ خاتون ہیں' آپ کے ساتھ میری زندگی کے دن نہایت ہی خوشگوار گزرے۔ میں دنیا میں صرف تمہاری جدائی کا غم چھوڑ کر جا رہا ہوں' میرا آپ سے صرف یہ مطالبہ ہے کہ میرے بعد مجھے اندیشہ ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفانؓ آپ کے رشتہ کا مطالبہ کرے گا۔ اس سے شادی نہ کرنا۔ اس کے علاوہ آپ جس سے بھی چاہیں رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں۔ اس نے کہا آپ کوئی فکر نہ کریں' ہر طرح سے مطمئن رہیں۔

حسن بن حسن وفات پا گئے۔ عبداللہ بن عمرو جنازے میں شریک ہوئے۔ عدت کے ایام پورے ہوئے تو عبداللہ بن عمرو نے نکاح کا پیغام دیا انھوں نے جواب میں کہا میں نے تو آپ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک نہ ہونے کی قسم کھا رکھی ہے۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا میں ایک غلام کے بدلے دو غلام اور ایک چیز کے بدلے دو چیزیں دینے کے لیے تیار ہوں۔ قسم کا کفارہ میرے ذمے رہا۔ انھوں نے سوچا اس کے ساتھ شادی نہ کرنے کے معاہدے پر عمل پیرا ہونا کوئی شرعی مسئلہ تو ہے نہیں' کیوں نہ یہ پیشکش قبول کر لی جائے۔ یہ رشتہ ویسے بھی مناسب ہی دکھائی دیتا ہے۔ کچھ سوچ بچار کے بعد یہ پیشکش قبول کر لی' قسم کا معاوضہ عبداللہ بن عمرو نے ادا کیا۔ مزید حق مہر کے طور پر دس لاکھ درہم فاطمہ بنت حسینؓ کو ادا کیے۔ ان سے محمد الدیباج' قاسم اور رقیہ پیدا ہوئے۔ فاطمہ کے بڑے بیٹے عبداللہ بن حسن فرماتے ہیں کہ مجھے خودداری و حمیت کی بنا پر عبداللہ بن عمرو سے تو قدرے نفرت تھی لیکن اس کے بیٹے محمد الدیباج میرے سوتیلے بھائی سے مجھے بہت پیار تھا۔

شادی کے موقع پر مشہور و معروف شاعر موسیٰ نے یہ اشعار کہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طلحة الخير جدكم
و لخير الفواطم

''طلحہ الخیر تمہارے نانا ہیں۔۔۔ فاطمہ نامی خواتین بہت بہتر ثابت ہوئیں''

انت للطاهرات من
فرع تيم وهاشم

''تو پاکیزہ خواتین کی اولاد ہے جو بنو تیم اور بنو ھاشم کی شاخ ہیں''

ارتجيكم لنفعكم
و لدفع المظالم

''میں تم سے فائدے کا امیدوار ہوں۔۔۔ اور مظالم سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے مدد کا خواہشمند ہوں''

عبداللہ بن عمرو نے اسے لباس، دینار اور خوشبو دینے کا حکم دیا۔

بلند مرتبہ اور عظمت شان:

دور تابعین میں حضرت فاطمہ رحمہا اللہ تعالیٰ کا خواتین میں بڑا ہی مقام و مرتبہ تھا۔ امراء و خلفاء کے ہاں ان کی آواز سنی جاتی تھی۔ آپ کی ہر بات کو سرکاری محکموں میں بڑی اہمیت دی جاتی تھی۔ ان کے احترام اور عظمت شان کی بنا پر خلیفہ یزید بن عبدالملک نے مدینہ منورہ کے گورنر کو صرف ایک حرف شکایت پر معزول کر دیا تھا۔

ہوا یہ کہ مدینے کا گورنر عبدالرحمٰن بن ضحاک بن قیس فہری نے عبداللہ بن عمرو کی وفات کے بعد فاطمہ بنت حسین کی طرف شادی کا پیغام بھیجا۔ آپ نے کہا بخدا اب میرا شادی کا کوئی ارادہ نہیں۔ اب میں صرف اپنے بچوں کی دیکھ بھال کروں گی۔ اس نے بڑا اصرار کیا' جب وہ مایوس ہو گیا تو اس نے دھمکی دیتے ہوئے کہا: اگر آپ نے میری پیشکش کو قبول نہ کیا تو تمہارے بڑے بیٹے عبداللہ بن حسن کو عبرتناک سزا دوں گا۔

حضرت فاطمہ بنت حسین نے اس نازک ترین صورت حال کو دیکھتے ہوئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خلیفۂ وقت یزید بن عبدالملک کو شکایت لکھ بھیجی۔ انھوں نے خط میں اپنی قرابت داری اور مدینے کے گورنر ابن ضحاک کی دھمکی کا تذکرہ بھی کیا۔ جب حکمران یزید بن عبدالملک نے یہ خط پڑھا تو غصے سے آگ بگولا ہو گیا اور اپنے ہاتھوں میں پکڑا ہوا نیزہ زمین پر مار کر کہنے لگا۔ ابن ضحاک کی یہ جرأت۔ کون ہے جو اس کو ایسی دردناک سزا دے سکے کہ اس کی چیخیں مجھے یہاں دمشق میں اپنے بستر پر سنائی دیں؟ اسے بتایا گیا کہ عبدالواحد بن عبداللہ نضری یہ فریضہ سرانجام دے سکتا ہے۔

کاغذ منگوایا' اپنے ہاتھ سے عبدالواحد کو خط لکھا وہ اس وقت طائف میں تھا۔ خط میں یہ تحریر کیا:۔

السلام علیکم!

میں نے آپ کو مدینے کا گورنر مقرر کر دیا ہے جب تمہیں میرا یہ خط ملے تو مدینہ منورہ پہنچ کر ابن ضحاک کو اس کے منصب سے معزول کر دینا اور اس پر چالیس ہزار دینار جرمانہ عائد کر دینا اور اسے ایسی عبرتناک سزا دینا کہ اس کی چیخیں مجھے یہاں اپنے بستر پر سنائی دیں۔

ابن ضحاک کو یہ خبر پہنچ گئی تو وہ خوف زدہ ہو کر شام بھاگ گیا اور وہاں مسلمہ بن عبدالملک کے ہاں جا کر پناہ لے لی۔

خلیفہ وقت یزید بن عبدالملک سے مسلمہ بن عبدالملک نے ابن ضحاک کے لیے معافی طلب کی لیکن اس نے معاف نہ کیا۔ بلکہ غصے سے کہنے لگے ایک عظیم خانوادہ کی جلیل القدر اور عظیم المرتبت خاتون اور اس کے ساتھ یہ ظالمانہ سلوک، یہ گھٹیا انداز میں اسے قطعاً معاف نہیں کروں گا۔ بلکہ اسے مدینہ منورہ عبدالواحد نضری کی عدالت میں پیش ہونے کا حکم صادر کر دیا، جب یہ وہاں پہنچا تو مدینے کے موجودہ گورنر جناب عبدالواحد بن عبداللہ النضری نے اس پر چالیس ہزار دینار جرمانہ عائد کر دیا اور اسے اون کا کھردرا اور تکلیف دہ لباس پہنا کر گلیوں میں پھرایا گیا۔

ابن اثیر اپنی کتاب الکامل میں رقم طراز ہیں کہ ابن ضحاک نے اپنے دور میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انصار مدینہ کو بہت تکالیف دیں۔ شعراء نے تنگ آ کر اس کے خلاف اشعار بھی کہے۔ نیک لوگوں نے اس کی مذمت کی، جب عبدالواحد بن عبداللہ نضری مدینہ منورہ گورنر کی حیثیت سے آئے تو یہ بڑے نیک سیرت اور حسن اخلاق کے پیکر تھے۔ بڑے مخیر اور سخی تھے' جب بھی یہ کوئی کام سرانجام دینا چاہتے تو فقہائے مدینہ میں سے قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ بن عمر سے ضرور مشورہ کر لیا کرتے تھے۔

حضرت فاطمہ بنت حسین کی کرامات:

ابن عساکر اپنی کتاب تاریخ دمشق میں حضرت فاطمہ بنت حسین کی کرامت کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت فاطمہؒ کی قدر و قیمت اور احترام و اکرام مختلف طبقات پر مشتمل لوگوں کے دلوں میں کس قدر زیادہ تھا۔

ہوا یہ کہ حسن بن حسن نے مسور بن مخرمہ کی بیٹی کا اپنے لیے رشتہ مانگا جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ عربوں میں اس انداز کو معیوب نہیں سمجھا جاتا' جس سے بھی براہ راست رشتہ مانگا جاتا ہے وہ اس میں اپنی اہانت نہیں سمجھتا بلکہ خندہ پیشانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اگر پسند ہو تو قبول کر لیتا ہے اور اگر ناپسند ہو تو اسے مسترد کر دیا جاتا ہے۔ جسے مسترد کر دیا جائے وہ بھی اسے اپنی توہین نہیں سمجھتا۔ صورت حال یہ تھی کہ حسن بن حسن کے حرم میں پہلے سے فاطمہ بنت حسین موجود تھی۔ مسور بن مخرمہ نے مسکراتے ہوئے کہا:

''اے صاحبزادۂ رسول ﷺ! اگر آپ مجھ سے جوتے کے ایک تسمے کے بدلے میری بیٹی سے شادی کا مطالبہ کرتے تو میں برضاء و رغبت اپنی بیٹی کو تیرے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیتا لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں کہ فاطمہ میری شاخ ہے میرے دل کا ٹکڑا ہے۔ جو اس کو خوش کرے وہ مجھے خوش کرتا ہے جو اس کو ناراض کرے وہ مجھے ناراض کرتا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اگر انکی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زندگی میں ان کی بیٹی کے تیرے نکاح میں ہوتے ہوئے کسی اور سے شادی کرتا تو وہ یقیناً ناراضگی کا اظہار کرتیں کیونکہ کوئی ماں بھی دلی طور پر یہ پسند نہیں کرتی کہ اس کی بیٹی پر کوئی سوتن آئے۔ میں خانوادۂ رسول ﷺ کی ناراضگی مول نہیں لے سکتا لہٰذا آپ میری طرف سے معذرت قبول کریں۔

فاطمہ اور شعر:

فاطمہ بنت حسین نے ایک علمی، ادبی اور روحانی خاندان میں پرورش پائی۔ اسی لیے ان کے احساسات میں ادبی چاشنی کی آمیزش دکھائی دیتی ہے۔ ادبی ذوق کی بنا پر جب بھی کوئی اہم ترین اور حساس واقعہ رونما ہوتا تو ان کے خیالات و احساسات میں ایک تلاطم برپا ہو جاتا جس کے نتیجے میں یہ خیالات برجستہ شعروں میں ڈھلنا شروع ہو جاتے۔ انھوں نے جب اپنے خاوند حسن بن حسن کا جنازہ دیکھا تو اپنا چہرہ ڈھانپ کر یہ شعر کہا:

و کانوا رجاء ثم امسو رزیۃً
لقد عظمت تلك الرزایا وجلت

''پہلے وہ امید کی کرن تھے پھر سراپا احسان بن گئے پھر یہ احسانات عظیم سے عظیم تر ہوتے چلے گئے''

فاطمہ کی جرأت:

حضرت فاطمہ بنت حسین بڑی دلیر تھیں خواہ کوئی بھی سامنے ہو حق بات کہنے سے ہچکچاتی نہیں تھیں۔ جب ان کے والد گرامی کو شہید کر دیا گیا تو اہل شام نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کو جن میں فاطمہ، اس کی بہن سکینہ، پھوپھی ام کلثوم بنت علی اور زینب کو یزید بن معاویہ کے دربار میں پیش کیا تو فاطمہ نے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا:

یزید! کیا رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں قیدی ہیں؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا: نہیں یہ سب آزاد ہیں اور قابل احترام واکرام ہیں' آپ اندر جا کر اپنے چچا کی بیٹیوں سے ملاقات کریں۔

فاطمہ محل کے اندر تشریف لے گئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ تمام سفیانی خواتین یعنی خاندان ابوسفیان کی مستورات زار وقطار رو رہی تھیں۔ بعد ازاں حسینی خواتین مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئیں اور وہاں جا کر قیام پذیر ہوئیں۔

اخلاق اور اقوال زریں:

فاطمہ بنت حسین کے اخلاق کریمانہ جوان کو جاننے والے صف اول کے لوگ احاطۂ تحریر میں لائے اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ حیا اور عبادت میں بڑے بلند مقام پر فائز تھیں۔ وہ ددھیال اور ننھیال کی طرف سے نجیب الطرفین تھیں' حیا میں تمام خواتین میں ممتاز اور دنیاوی زیب وزینت میں ان کا دور کا بھی کوئی واسطہ نہ تھا۔

امیر المومنین ہشام بن عبدالملک اس کے گواہ ہیں۔ ابن عساکر تاریخ دمشق میں بیان کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت حسین اپنی قوم کے سرخیل افراد کے ہمراہ مدینہ منورہ سے ہشام بن عبدالملک کے پاس تشریف لائیں۔ ہشام نے ابریش کلبی جس کا اصل نام سعید بن ولید تھا اس سے کہا گذشتہ رات میری قوم کے سرخیل وسردار لوگ میرے پاس آئے' ان میں سب سے زیادہ شرمیلی اور حیادار خاتون حضرت فاطمہ بنت حسین تھیں۔ اخلاق فاضلہ حضرت فاطمہ بنت حسین کی فطرت کا حصہ بن چکے تھے' وہ شر کے راستے سے بہت دور خیر اور اہل خیر کے ساتھ ہمدردی سے پیش آنے والی تھیں۔ وہ نیکی کے کام سرانجام دینے میں بڑی حریص تھیں اور ان امور خیر کی ادائیگی میں بڑی دلچسپی لیتیں۔ لوگوں کے ساتھ جود وکرم' احسان ومروت سے پیش آتیں۔

تاریخی واقعات بیان کرنے والے بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ کمیت بن زید اسدی آپ کے پاس آیا تو آپ فرمانے لگیں کہ یہ اہل بیت کے مناقب بیان کرنے والا ہمارا شاعر ہے۔ آپ نے اپنے ہاتھوں سے ستو بنائے اور اسے پینے کے لیے دیئے' اس نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نوش جان کیے پھر آپ نے اسے تیس دینار دینے کا حکم صادر فرمایا یا کوئی سواری دینے کا حکم دیا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے روتے ہوئے کہنے لگا اللہ کی قسم! میں یہ دینار نہیں لونگا' میں کسی دنیاوی لالچ کی خاطر آپ لوگوں کا احترام نہیں کر رہا' میرے دل میں آپ لوگوں میں چاہت' احترام اور عزت محض اللہ کی رضا کے لیے ہے۔

حضرت فاطمہؒ کے اقوال زریں آپ کی دانش کی فراوانی' تجربے کی خوبی' مروت و ہمدردی کے کمال اور دل میں اللہ کے خوف کا پتہ دیتے ہیں۔ آپ کے اقوال زریں تاریخ کی مستند کتابوں میں درج ہیں جن میں حضرت فاطمہ بنت حسین نے اپنی اولاد کو اکٹھا کیا اور ان سے فرمایا:

میرے بیٹو! احمق اپنی حماقت کی وجہ سے کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے اور نہ ہی وہ زندگی کا کوئی مزہ لے سکے۔ یاد رکھو! جرأت مند اور بہادر لوگ ہی ہمیشہ زندگی کی آسائش سے لطف اندوز ہوا کرتے ہیں' اللہ کے خوبصورت پردوں میں ہمیشہ پناہ لینے کی تمنا کیا کرو۔

عمر بن عبدالعزیز کے ہمراہ:

حضرت فاطمہ بنت حسینؒ مسلسل ذکر الٰہی اور تسبیحات پڑھنے میں مصروف رہتیں۔ فضل و شرف اور دینی جذبہ انتہا درجے کا پایا جاتا تھا۔ غیر ضروری کوئی بات بھی اپنی زبان پہ نہ لاتیں ان کا دل پاک صاف' سینہ حسد اور بغض سے مبرا' مخلوق خدا کو کبھی بھی وہ نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھتی تھیں' وہ شر کے مفہوم سے بھی قطعی ناآشنا تھیں۔ اسی لیے لوگوں کی نگاہ میں ان کی بہت قدر و قیمت تھی۔ خصوصاً عمر بن عبدالعزیز بڑی عزت اور احترام و اکرام کے ساتھ پیش آتے تھے۔ وہ ان کی قدر و منزلت کو اچھی طرح پہنچانتے تھے ان کی بڑی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ہاں گئی ان سے کسی نہ کہا کہ یہ عظیم خاتون یہ جانتی ہی نہیں کہ شر کیا ہوتا ہے تو عمر بن عبدالعزیز نے کہا: ''یہ شر کو نہ جاننے کی بنا پر شر سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہمیشہ مجتنب رہیں۔''

جو بھی نبی کریم ﷺ کے اہل بیت میں سے ہوتا یا ان کے ساتھ کسی کی رشتہ داری ہوتی' عمر بن عبدالعزیز اس کا بہت احترام و اکرام کیا کرتے تھے۔ جو ان کے پاس اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مال غنیمت آتا اس میں سے باقاعدہ قابل قدر حصہ اہل بیت اور ان کے رشتہ داروں کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔

حضرت فاطمہ بنت حسین حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اس عمل کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا کرتی تھی۔ اہل بیت کی خبر گیری ان کا قابل تحسین کارنامہ تھا۔ ایک دفعہ حضرت فاطمہ نے امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کی جانب شکریے کا خط لکھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لعبد الله عمر امير المومنين

من فاطمه بنت الحسين، سلام عليك

فانى احمد اليك الله الذى لا اله الا هو۔

اما بعد!

فاصلح الله امير المومنين اعانه على ما ولاه وعصم له دينه۔ يا امير المومنين لقد اختدم من آل رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان لا خادم له واكتسى من كان عارياً واستنفق من كان لا يجد ما يستنفق''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''فاطمہ بنت حسین کی جانب سے اللہ کے بندے امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں۔

السلام علیکم!

میں اس اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتی ہوں جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔

اللہ تعالیٰ امیر المومنین کے سب کام درست کرے اور اس کی حکومتی فرائض سرانجام دینے پر مدد کرے اور اس کے دین کی حفاظت کرے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امیر المومنین آل رسول اللہ ﷺ میں سے جس کے پاس کوئی خادم نہیں تھا اسے خادم مل گیا۔ جس کے پاس لباس کی کمی تھی اسے لباس مل گیا۔ جسے خرچ کے لیے کوئی چیز میسر نہ تھی اسے خرچ مل گیا۔''

حضرت عمر بن عبد العزیز نے خط پڑھا' اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور اس کا شکر بجا لائے۔ خط دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور حضرت فاطمہ کی طرف پانچ سو دینار بھیجے اور کہا: ''آپ ان سے ضرورت مند کی مدد کر سکتی ہیں۔'' اور ان کی جانب ایک خط لکھا جس میں حضرت فاطمہ بنت حسین اور اہل بیت کی خوبیوں کا تذکرہ تھا اور اس خط میں ان حقوق کا تذکرہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کے رکھے ہیں۔

جب امیر المومنین عمر بن عبد العزیز فوت ہو گئے تو حضرت فاطمہ بنت حسین بہت زیادہ غمگین ہوئیں ان کے محاسن اور فضائل کا تذکرہ کیا۔

علامہ ابن اثیر نے الکامل میں اور علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں حضرت جویریہ کے حوالے سے لکھا ہے۔ فرماتی ہیں کہ:

ہم حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب کے گھر گئے انھوں نے امیر المومنین عمر بن عبد العزیز کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ باقی رہتے تو ہم کسی کے محتاج نہ ہوتے۔

حضرت فاطمہ بنت حسین محفوظ و مامون زندگی بسر کرتے ہوئے ۱۱۰ھ کو اپنے داعیٔ اجل کی آواز پر لبیک کہتی ہوئیں اللہ کو پیاری ہو گئیں اور انہیں مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا۔

فاطمہ بنت حسین ان مثالی خواتین میں سے ایک تھیں جنھوں نے دنیا کے زوال پذیر ہونے والے مال و متاع کو چھوڑ کر ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کو حاصل کرنے کو ترجیح دی۔ اسی طرح ہمیشہ رہنے والی جنت کی وہ حق دار ٹھہریں۔

آیئے ہم بھی وہ دلآویز دعا کریں جو حضرت فاطمہ کیا کرتی تھیں۔

اللهم افتح لي ابواب رحمتك

اللهم افتح لي ابواب فضلك

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''الٰہی! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

الٰہی! میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔''

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت فاطمہ بنت حسین رحمہا اللہ کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ تاریخ دمشق

۲۔ تهذيب التهذيب: ٤٤٢/١٢

۳۔ تقريب التهذيب: ٦٠٩/٢

٤۔ تهذيب التهذيب: ٤٢٣،٤٢٢/٧

٥۔ تقريب التهذيب: ٥١/٢

٦۔ ابن ماجه: ٣٥٤٣

٧۔ مسند امام احمد بن حنبل: ٢٣٣/١

٨۔ تاريخ اسلام للذهبى: ٥٩٠/١

٩۔ البدايه والنهايه: ١٩٠/٨

١٠۔ نسب قريش: ٥١

١١۔ العقد الفريد: ٩١/٦

١٢۔ نورالابصار: ٢٠٥

١٣۔ تاريخ الطبرى: ١٠٥،١٠٤/٤

١٤۔ الكامل فى التاريخ: ١١٣/٥

١٥۔ السمط الثمين: ١٩٦،١٩٥

١٦۔ الاعلام: ١٣٠/٥

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت میسون بنت بحدل رحمہا اللہ تعالیٰ

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ:

میسون بنت بحدل حسن و جمال، عقل و دانش اور دین متین کے اعتبار سے جلیل القدر، عظیم الشان اور دور اندیش خاتون تھیں۔ (البدایہ والنھایہ)

اعلیٰ صفات:

ایک ایسی خاتون جو اسی دن شہرت کی بلندیوں کو پہنچی جب اس نے دیہاتی زندگی کو خیر باد کہتے ہوئے امراء وخلفاء کے محلات میں قدم رکھا تھا۔ یہ بلند مرتبہ تابعی خواتین میں سے ایک نمایاں مقام ومرتبہ پر فائز خاتون تھیں۔

یہ حسن و جمال کے اعتبار سے اپنی قوم کی معدودے چند ستودہ صفات خواتین میں سے ایک نمایاں خاتون تھیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں جو عقل و دانش اور فہم و فراست اور ادب و شرف سے نوازا جس کی بنا پر یہ دنیا کی تاریخ میں مشہور ترین خاتون کہلائیں۔

حافظ ابن کثیر البدایہ والنھایہ میں رقمطراز ہیں کہ:

''میسون بنت بحدل حسن و جمال، عقل و دانش اور دین متین کے اعتبار سے ایک دور اندیش خاتون تھیں۔''

اس خاتون میں پائی جانے والی صفات نے اسے ان عالی مقام خواتین کی فہرست میں شامل کر دیا جن کے مقام ومرتبہ کو زمانے میں ہمیشہ یاد رکھا گیا، جن کا فضل وشرف نوشتۂ دیوار بن گیا، جن کے اقوال وآثار و مقالات کو تاریخی ورثے کے طور پر محفوظ کر لیا گیا۔ جس سے شہرت دوام میں اور زیادہ پختگی پیدا ہوئی۔ یہ معزز و نامور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خاتون اپنے بعد میں آنے والی خواتین کے لیے ایک مثالی نمونہ بن گئیں۔

ابن عساکر اس خاتون کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے کہ:

''میسون بنت بحدل بن انیف الکلبیہ قبیلہ بنو حارثہ میں سے تھیں۔ یہ معاویہ بن ابوسفیان کی بیوی اور یزید بن معاویہ کی والدہ تھیں۔ انہوں نے امیر معاویہ بن ابی سفیان سے حدیث بیان کرنے کا اعزاز حاصل کیا اور ان سے محمد بن علیؒ نے حدیث بیان کرنے کا شرف حاصل کیا۔''

دانشور شریف طبع:

میسون بنت بحدل جب امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں تو آپ اسے دیہاتی ماحول سے نکال کر شہر میں لے آئے۔ وہ جمال دلنشیں، حسن دلفریب، عقل ضیاء پاش اور بصیرت دلگداز سے آراستہ و پیراستہ تھیں۔ امیر معاویہؓ نے انہیں ان کے دینی جذبات و خیالات اور عقل و دانش کی فراوانی کی بنا پر مناسب مقام و مرتبہ دیا۔ وہ تاریخی مصادر و دستاویزات میں ایک ایسے واقعے کی جھلک دکھائی دیتیں جس سے اس عظیم خاتون کی عقل و دانش کی خوبی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ایک دن اس خاتون کے سرتاج حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے تو ان کے ساتھ ایک خادم بھی تھا۔ میسون بنت بحدل نے اجنبی کو دیکھتے ہی پردہ کرلیا اور پوچھا کہ آپ کے ساتھ یہ کون ہے؟ فرمانے لگے یہ میرا خادم ہے اور صورت حال یہ ہے کہ مردانہ صفات سے محروم ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس سے پردہ کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ انہوں نے برجستہ جواب دیا کسی کے مثلہ ہونے یعنی اعضاء بریدہ ہونے سے حرام چیزیں حلال تو نہیں ہوجایا کرتیں اور بدستور پردے میں رہیں۔ امیر معاویہؓ یہ جواب سن کر حیران رہ گئے۔ اس عالمانہ اور ادیبانہ جواب سے ان کی طبعیت پر نہایت خوشگوار اثر مرتب ہوا۔ بلاشبہ یہ جواب اس خاتون

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی فقاہت اور علمی بصیرت پر دلالت کرتا تھا۔ اس سے انہیں بہت خوشی ہوئی۔ طبعی میلان میں مزید اضافہ ہوا' یہی وجہ ہے کہ انہی کا بیٹا اپنے باپ کے بعد مسند خلافت پر جلوہ نشیں ہوا۔

ان قابل ستائش عمدہ عادات کی بنا پر میسون بنت بحدل امیر معاویہؓ کی بیگمات میں سب سے زیادہ مشہور ہوئیں۔ ان کے ہاں یزید نے جنم لیا جو مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا۔ بعض مورخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان سے ایک بیٹی نے بھی جنم لیا جس کا نام ''امۃ رب المشارق'' تھا لیکن یہ بیٹی بچپن میں ہی فوت ہوگئی۔

فراست و ذہانت:

میسون بنت بحدل کے حوالے سے جو باتیں ہم تک پہنچی ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ موصوفہ تمام خواتین میں صاحب فراست و ذہانت اور نادرۃ المثال تھی۔ سیدنا معاویہ بن ابی سفیانؓ اپنی اس رفیقہ حیات سے بہت مانوس اور متاثر تھے' ان کی رائے کو اہمیت دیا کرتے تھے کیونکہ ان کی رائے بڑی جچی تلی ہوا کرتی تھی۔ جب امیر معاویہ نے نائلہ بنت عمارہ الکلبیہ سے شادی کی تو اپنی بیوی میسون سے کہا جاؤ اپنے چچا کی بیٹی سے ملاقات کرو دیکھو وہ کیسی ہے؟ میسون بنت بحدل اپنے خاوند کا حکم پا کر اس کے پاس گئی' ملاقات کر کے واپس آئی تو اس سے پوچھا ہاں! بتایئے! ملاقات کے دوران اسے کیسا پایا؟ اس نے بتایا ماشاء اللہ چشم بد دور بہت خوبصورت ہے۔ ہاں البتہ اس کے جسم پر ایک ایسا تل مجھے دکھائی دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے خاوند کو قتل کر دیا جائے گا اور اس کا سر اس کی گود میں رکھا جائے گا۔ کچھ عرصے کے بعد میاں بیوی کے درمیان ناچاقی پیدا ہوگئی جس کے نتیجے میں اسے طلاق دے دی گئی۔ اس کے بعد حبیب بن مسلمہ فہری سے شادی ہوئی' اس نے بھی کچھ عرصہ کے بعد طلاق دے دی' پھر نعمان بن بشیر انصاری سے شادی ہوئی' اسے قتل کر دیا گیا اور اس کا سر اس کی گود میں رکھا گیا۔ میسون بنت بحدل نے اس خاتون کے جسم کے ایک حصے پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تل دیکھ کر جو قیافہ لگایا تھا وہ درست ثابت ہوا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عظیم خاتون بڑی صاحب فراست تھیں۔

میسون اور ان کا بیٹا یزید:

ان یزید خیر شبان العرب
احکمهم عند الرضی والغضب

''بلا شبہ یزید نوجوانان عرب میں بہتر ہے۔ خوشی اور ناراضگی میں وہ سب سے بڑھ کر بردبار واقع ہوا ہے''

یبدر بالبذل وان سیل وھب
تفدیه نفسی ثم امی واب

''وہ خرچ میں جلدی کرتا ہے اگرچہ سیلاب ہی کیوں نہ درپیش ہو، میری جان اور میرے ماں باپ اس پر قربان''

واسرتی کلهم من العطب

''میرا سارا خاندان روئی کی طرح نرم دل ہے۔''

یہ اور اس طرح کے دیگر اشعار پڑھ کر میسون بنت بحدل بچپن میں اپنے بیٹے کا دل بہلایا کرتی تھی۔ وہ اپنی فہم و فراست کے ذریعے اپنے بیٹے میں شرافت، بردباری، نرم خوئی جیسی عمدہ عادات پیدا کیا کرتی تھی جن عادات و اطوار کو اپنا کر بڑے لوگوں نے دنیا میں اپنا نام پیدا کیا اور انہیں انسانی معاشرے میں اعلیٰ مقام پر فائز کیا اور انہیں عظیم المرتبت شخصیات کے طور پر متعارف کرایا۔

اس لئے میسون بنت بحدل اپنے بیٹے کی خاص طور پر نگرانی کیا کرتی تھیں اور اس میں اوصاف حمیدہ پیدا کرنے کی غرض سے خصوصی تربیت دیا کرتی تھیں۔

جب بیٹا ابھی پیٹ میں تھا تو میسون بنت بحدل کو خواب آیا' اس نے دیکھا کہ اس کے جسم سے ایک چاند نکلا ہے۔ یہ خواب اس نے اپنی والدہ کو بتایا تو اس نے اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے کہا تم ایک ایسے بچے کو جنم دو گی جو مسند خلافت پر جلوہ نشیں ہوگا اور لوگوں سے اس کے ہاتھ پر بیعت لی جائے گی' یہ خواب اسے اکساتا رہا یہاں تک کہ اس نے یزید کو جنم دیا۔

ایک دن وہ بیٹھی اپنے بیٹے کو کنگھی کر رہی تھیں اور بنا سنوار رہی تھیں۔ امیر معاویہ اپنی دوسری بیگم فاختہ بنت قرظہ کے ساتھ بیٹھے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ جب میسون بنت بحدل کنگھی پٹی کرنے سے فارغ ہوگئیں تو اس نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا' اسے وہ بڑا ہی پیارا لگا' اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ یہ منظر دیکھ کر امیر معاویہ نے برجستہ کہا:

''جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو پھر اسے آراستہ کرنے والا کوئی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا اے آراستہ و پیراستہ کرنے والی! اسے نظر بد سے بچانے کے لئے کلام الٰہی کا سہارا لو۔''

یزید وہاں سے چل پڑا اور فاختہ بنت قرظہ اسے غور سے دیکھنے لگیں پھر اس نے سکناپے کی جلن سے مجبور ہو کر اپنی سوکن میسون بنت بحدل کو کچھ جلی کٹی سنائیں۔ امیر معاویہ نے کہا واللہ! اس کا بیٹا تیرے بیٹے عبداللہ سے کہیں بہتر ہے۔ فاختہ سے جوان کا بیٹا تھا وہ ذہنی اعتبار سے قدرے کمزور تھا۔ فاختہ بنت قرظہ نے اپنے خاوند کی زبان سے جب بیٹے کے بارے میں باتیں سنیں تو پیچ و تاب کھاتے ہوئے کہنے لگی ''بھلا یہ کیا ہوا' اللہ کی قسم! آپ تو اسے یونہی میرے بیٹے پر ترجیح دیتے رہتے ہیں۔''

آپ نے فرمایا: ''اچھا میں آپ کو اسی نشست میں دکھلا دیتا ہوں کہ تیرے بیٹے میں کیا صلاحیت ہے۔'' اسے بلایا اور کہا بیٹے میں تجھے انعام دینا چاہتا ہوں' بولو تمہارے دل کی پسند کیا ہے؟ اس نے کہا ابا جان شکار کے لیے ایک کتا اور سواری کے لیے ایک گدھا درکار ہے۔

انھوں نے بیوی سے کہا دیکھ لی اپنے بیٹے کی پسند!

پھر میسون بنت بحدل کے بیٹے یزید کو بلایا اسے بھی یہی کہا کہ بیٹے میں تجھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انعام دینا چاہتا ہوں! بیٹے نے سنتے ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دربار میں سجدہ کیا پھر باادب کھڑے ہوکر کہنے لگا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ جس نے آپ کے دل میں مجھے انعام دینے کا خیال پیدا کیا۔ ابا جان میری دلی خواہش ہے کہ آپ مجھے اپنا ولی عہد نامزد کردیں۔ حج سے واپسی پر میرے لیے ولی عہدی کا حکم صادر فرمادیں۔ اہل شام کے ہر فرد کے وظیفے میں دس دینار کا اضافہ کردیں۔ میری اس سفارش کو شرف قبولیت عنایت فرمائیں۔ بنو جمح' بنو سہم اور بنو عدی کے یتیموں کی دیکھ بھال کریں۔"

امیر معاویہؓ نے پوچھا بنو عدی کے یتیموں کی آپ سفارش کیوں کر رہے ہیں؟ اس نے کہا وہ میرے حلیف ہیں' انھوں نے میرے گھر کی طرف نقل مکانی کی۔ امیر معاویہؓ نے اپنے بیٹے کی باتیں غور سے سنیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"میں نے تیری سب باتیں مان لیں اور اس کے چہرے کو چوما۔" پھر فاضہ بنت قرظہ سے مخاطب ہوکہ کہنے لگے۔ "اب بتایئے تمہارا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

اس نے کہا "امیر المومنین! اسے میرے بارے میں بھی وصیت کردیں۔ آپ اسے مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔"

دیہات کی طرف شوق:

باوجود اس کے کہ میسون بنت بحدل فصاحت و بلاغت میں بہت شہرت رکھتی تھیں۔ امیر معاویہؓ اسے بڑی عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے لیکن میسون بنت بحدل کو دیہات میں گزرا ہوا بچپن کبھی نہیں بھولتا تھا۔ وہ اکثر اپنے گھر والوں، ان کی سادہ صاف ستھری زندگی کو اور ان سے دوری کو یاد کرکے اکثر و بیشتر رو دیا کرتی تھیں' اسے عالیشان محلات' اونچے اور عمدہ پلنگ' راہداریوں میں رکھے گئے آب خورے' قطار در قطار لگے ہوئے تکیے' دیوار تا دیوار بچھے ہوئے قالین' شہر کے دلکش مناظر' تہذیب و تمدن اور شہر میں رہائش قطعاً پسند نہ تھے۔ میسون بنت بحدل ان رعنائیوں کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پرکاہ کی بھی کوئی حیثیت نہیں دیتی تھی۔

ان کے چند مشہور اشعار یہ ہیں:

لبیت تخفق الارواح فیہ

احب الی حتی من قصر منیف

''ایسا گھر جس میں ہوائیں پھڑ پھڑاتی ہوں، مجھے بلند و بالا محل سے زیادہ پیارا لگتا ہے''

وبکر یتبع الاظعان سقباً

احب الی من بغل زفوف

''نوجوان اونٹ جس کو ہانکنے کے لیے چھڑی استعمال کی جاتی ہے مجھے تیز رفتار خچر سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔''

وکلب ینبح الطراق عنی

احب الی من قط الیف

''اور وہ کتا جو راہگیروں کو مجھ سے دور رکھنے کے لیے بھونکتا ہے مجھے مانوس بلے سے زیادہ اچھا لگتا ہے''

و لبس عباءۃ و تقر عینی

احب الی من لبس الشفوف

''ایسا چوغہ پہننا جو میری آنکھ کو ٹھنڈا کرے مجھے باریک لباس سے زیادہ پیارا لگتا ہے''

و اکل کسیرۃ فی کسر بیتی

احب الی من اکل الرغیف

''اپنے گھر کے خستہ کونے میں روٹی کا ٹکڑا کھانا، چپاتی کھانے سے مجھے زیادہ مرغوب لگتا ہے''

واصوات الریاح بکل فج

احب الی من نقر الدفوف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''ہر راستے سے ہواؤں کی آوازیں مجھے ڈھول کی گنگناہٹ سے زیادہ پیاری لگتی ہیں''

وخرق من بني عمي نحيف
احب الي من علج عليف

''میرے چچازاد کمزور اور خرقہ پوش بھائی مجھے تنومند اور پیٹو لوگوں سے زیادہ اچھے دکھائی دیتے ہیں۔''

خشونة عيشي في البدو اشهي
الي نفسي من العيش الطريف

''دیہاتی کھردری زندگی میرے دل کو نادر و پرکیف زندگی سے زیادہ دلفریب دکھائی دیتی ہے۔''

فما ابغي سوى وطني بديلاً
فحسبي ذاك من وطن شريف

''میں اپنے دیس کے بدلے کچھ نہیں چاہتی وہ مجھے ہر شریف وطن سے زیادہ محبوب دکھائی دیتا ہے۔''

امیر معاویہ گھر تشریف لائے' اور انھوں نے خود یہ اشعار اپنے کانوں سے سنے' آپ اس صورت حال کو دیکھ کر اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ خاتون اس ماحول میں خوش نہیں' یہ ابھی تک دیہاتی فضاؤں میں گم ہے۔ یہ آسائش' یہ محلات' یہ آسودہ حالی اس کے دل کو نہیں لبھا سکتی' یہ سب رعنائیاں اس کے نزدیک پرکاہ کی حیثیت نہیں رکھتیں۔ لہٰذا آپ نے مناسب یہی سمجھا کہ اسے طلاق دے دی جائے۔ آپ نے یہ کہتے ہوئے طلاق دی کہ اس محل میں جو کچھ بھی تھا سب اس کا ہے اس کے سپرد کر دیا جائے اور اسے بحفاظت اس کے دیہات میں پہنچا دیا جائے۔ لہٰذا ایسے ہی ہوا وہ اس فیصلے سے بہت خوش ہوئیں اور اپنا بیٹا یزید ہمراہ لیا اور اپنے دیہات میں جا بسیں اور وہاں دیہاتی ماحول میں یزید بن معاویہ نے خالص عربی زبان پر عبور حاصل کیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علامہ بغدادی اپنی کتاب "خزانة الادب" میں رقمطراز ہیں:

کہ امیر معاویہؓ نے جب اسے طلاق دی تو فرمایا:

کنت فبنت (پہلے تو میری تھی اب الگ ہو چکی) تو اس نے برجستہ کہا:

ما سررنا اذ کنا۔ ولا اسفنا اذ بنا جب ہم اکٹھے تھے تو خوش نہ تھے اب جب ہم الگ ہوئے تو کوئی افسوس نہیں

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وحبب اوطان الرجال الیهم
مآرب قضاها الشباب هنا لکا

''مردوں کو اپنے وطن محبوب دکھائی دیتے ہیں۔ وہاں انھوں نے اپنی جوانی کے دن گزارے ہوتے ہیں۔''

اذا ذکروا الاوطان ذکرتهم
عهود الصبا فیها فحنوا لذالکا

''جب وہ اپنے وطنوں کو یاد کرتے ہیں تو انہیں بچپن میں کئے ہوئے عہد و پیان یاد آجاتے ہیں تو ان کا دل اپنے وطن کی طرف کھنچنے لگتا ہے۔''

ابن حبیب بغدادی میسون بنت بحدل کی طلاق کا واقعہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ جب امیر معاویہ نے میسون بنت بحدل کو طلاق دے دی تو محمد بن حاطب جمحی آیا وہ مخبوط الحواس تھا۔ امیر معاویہؓ نے اس سے پوچھا کیسے آئے ہو؟

اس نے کہا: میں نکاح کرنے کے لیے آیا ہوں!

آپ نے کہا: کس سے؟

وہ بولا میسون بنت بحدل سے۔ آپ خاموش ہو گئے سر جھکا کر گہری سوچ میں مبتلا ہو گئے۔ اس نے کہا امیر المومنین اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟ میرے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

آپ نے کہا: تم گدھے ہو چلو بھاگو یہاں سے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چونکہ وہ ایک مخبوط الحواس ایک احمق انسان تھا' وہ بآواز بلند مسلسل یہ کہتا ہوا اپنے گھر کی طرف بھاگا۔ لوگو میں گدھا ہوں!

میسون بنت بحدل رحمہا اللہ کا انتقال ۸۰ ھ میں ہوا۔

یہ عہد تابعین کی ایک جلیل القدر عظیم المرتبت خاتون کی سیرت کی ایک جھلک ہے جسے اعزازات کے نقطہ عروج تک پہنچنے کا شرف حاصل ہوا' جو خلیفۃ المسلمین کی رفیقہ حیات بنی' جسے دنیا کی ہر نعمت میسر آئی' نوکر چاکر' کنیزیں' خدمت گار' مال و دولت کی فراوانی' عالیشان محلات' زرق برق لباس' قیمتی زیورات' ہیرے جواہرات کی بہتات' کیا کچھ نہ تھا جو اسے میسر آیا لیکن یہ ساری دلفریب رعنائیاں اس کے دل کو لبھا نہ سکیں۔ دیہات میں گزرے ہوئے بچپن کے حسین لمحات کے دلفریب تصورات کو بھلا نہ سکیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ میسون بنت بحدل پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے ثواب دنیا وآخرت سے مالا مال کرے اور ابرار کی فہرست میں شامل کرے۔ آمین!

میسون بنت بحدل کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ كتاب الحيوان للجاحظ: ۱۷۷/۱

۲۔ تاريخ دمشق: ۳۹۷

۳۔ البدايه والنهايه: ۱٤۸/۸

٤۔ بهجة المجالس للقرطبي: ٤٥/۲

٥۔ الكامل في التاريخ: ۱۰/٤

٦۔ تاريخ الطبري: ۲٦٤/۳

۷۔ الأغاني: ۱۱۹/۱٤

۸۔ حياة الحيوان: ۲۱۲/۲

۹۔ الحماسة الشجرية: ٥۷٤،٥۷۳/۲

۱۰۔ تاريخ دمشق: ٤۰۱،٤۰۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔شاعرات العرب: ۳۹۷،۳۹۶

۱۲۔الأعلام: ۳۳۹/۷

۱۳۔خزانة الأدب: ۵۹۳/۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ہند بنت مہلب رحمہا اللہ تعالیٰ

مشہور فقیہ ایوب سختیانی فرماتے ہیں کہ میں نے ہند بنت مہلب سے زیادہ عقل مند کوئی اور خاتون نہیں دیکھی۔

عقلمند خاتون:

فقیہ تابعی حضرت ایوب السختیانی فرماتے ہیں کہ:

''میں نے ہند بنت المہلب جیسی عقلمند کوئی خاتون نہیں دیکھی۔''

یہ عقلمند خاتون ہند کون ہے جس کی تعریف میں عابد' زاہد' حافظ' ثقہ اور اپنے دور کے فقہاء کے سردار تابعی رطب اللسان دکھائی دیتے ہیں۔

بلاشبہ یہ خاتون کمال علم اور ادب واخلاق کی معرفت کے اعتبار سے بڑے ہی نصیب والی تھی۔ کیا آپ تک اس عظیم خاتون ہند کی کوئی بات پہنچی ہے؟

یہ ہیں ہند بنت المہلب بن ابی صفرۃ الازدیۃ البصریۃ رحمہا اللہ تعالیٰ

اس عظیم المرتبت خاتون کا والد گرامی امیر قوم' بطل حریت' قائد لشکر المہلب بن ابی صفرۃ ہیں۔ ابوصفرۃ کا نام سالم بن سراق ازدی تھا۔ یہ جلیل القدر تابعی تھے۔ انھوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص' سمرہ بن جندب' عبداللہ بن عمر اور براء بن عازبؓ سے حدیث بیان کی۔ مہلب سخی' بہادر' عالم فاضل اور دانشور تھے۔ انہوں نے ۸۲ھ میں غازی کی حیثیت سے وفات پائی۔

ہند بنت مہلبؒ سے تاریخ کے مشہور ومعروف کردار حجاج بن یوسف ثقفی نے شادی کی۔ اس عظیم خاتون کے اپنے اس شوہر کے ساتھ اتنے زیادہ واقعات رونما ہوئے جس سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہند بنت مہلب عنفوان شباب ہی سے عقل و دانش کی فراوانی' ہمت و جرأت کے کمال' فصاحت و بلاغت سے آراستگی' حکمت و دانش کی بلندی اور کمال درجے کے ادب و احترام اور عادات و اطوار کی خوبی کے اعتبار سے اپنے دور کی ایک مشہور و معروف خاتون تھیں۔

ایک خاص سربراہی نشست میں حجاج بن یوسف نے اپنے چند مصاحبین خاص کو مدعو کیا۔ مجلس میں خواتین کے بارے باتیں چل نکلیں' ان کے حالات کا جائزہ لیا گیا' ہر ایک نے بحث میں بھرپور حصہ اور اپنی تجاویز بڑے کھلے انداز میں پیش کیں۔ حجاج بن یوسف نے اپنی رفیقہ حیات کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے اس کے فضائل و مناقب بیان کئے۔ اس کی عمدہ عادات و اطوار کا تذکرہ کیا۔ حجاج نے دوران گفتگو اپنی جملہ بیویوں کا بڑے ہی خوشگوار موڈ میں کچھ اس انداز میں تذکرہ کیا۔ اس نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا:

میری چار بیویاں ہیں:

۱۔ ہند بنت مہلب بن ابی صفرہؒ

۲۔ ہند بنت اسماء بن خارجہ

۳۔ ام جلاس بنت عبدالرحمٰن بن اسید

۴۔ امۃ الرحمان بنت جریر بن عبداللہ البجلی

ہند بنت مہلب کے ہاں ہوتا ہوں تو عرب کا ایک گبھرو جواں دکھائی دیتا ہوں۔ ہند بنت اسماء کے پاس ہوتا ہوں تو میں سربراہان مملکت کے درمیان بیٹھا ایک بادشاہ دکھائی دیتا ہوں۔ ام جلاس کے پاس ہوتا ہوں تو یوں دکھائی دیتا ہے کہ ایک بدوی اپنے دیگر بدوی ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا ہے اور شعر و شاعری کا دور چل رہا ہے اور جب اپنی بیوی امۃ الرحمٰن کے پاس ہوتا ہوں تو یوں دکھائی دیتا ہے کہ جیسے علماء و فقہاء کی مجلس میں بیٹھا علمی مسائل پر تبادلہ خیال کر رہا ہوں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث روایت کرنے والی عالمہ فاضلہ خاتون:

ہند بنت مہلب نے اپنے شوہر کے ساتھ حسن معاملہ اوراس کی ناراضگی سے بچاؤ پر ہی اکتفاء نہیں کیا اور نہ اس کے قدم محلات کے دروازوں تک پہنچ کر رک گئے کہ ان کی زیب وزینت میں ہی الجھ کر رہ جائے بلکہ اس نے اکابر تابعی علماء سے وافر مقدار میں علم حاصل کیا جنہوں نے براہ راست صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ان سے علم حاصل کیا اور اسے چہار دانگ عالم میں پھیلا دیا۔

ہند بنت مہلب نے سب سے پہلے علم کا قریبی دروازہ کھٹکھٹایا یعنی اپنے والد محترم سے علم حاصل کیا اور ان سے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ ان کے والد محترم مہلب بن ابی صفرہ خود بھی حدیث کے راوی تھے۔ ان کے علاوہ اس جلیل القدر خاتون نے تابعین کے امام اور سردار حضرت حسن بصری سے حدیث بیان کرنے کا شرف حاصل کیا اور اسی طرح ابوشعثاء جابر بن زید سے بھی حدیث بیان کی اور اس عظیم المرتبت عالمہ و فاضلہ خاتون سے اس کے دو بھتیجوں حجاج بن ابی عیینہ بن مہلب اور اس کے بھائی محمد بن ابی عیینہ نے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ ان کے علاوہ زیاد بن عبداللہ قرشی اور عتیک کے غلام ابوسلمہ نے حدیث بیان کی۔

شریف الطبع، فقیہہ خاتون:

ہند بنت مہلب فقہ وعلم اور شرافت سے آراستہ ہوتے ہوئے نیز ایک امیر کبیر کی بیوی اور ایک امیر شریف کی بیٹی ہونے کے باوجود وہ اپنے ہاتھ سے کام کیا کرتی تھیں حالانکہ ہر قسم کی آسائشیں اسے میسر تھیں، دائیں بائیں' آگے پیچھے فراوانیوں' رعنائیوں اور نعمتوں کی بھر مار تھی۔ انہیں محنت کرتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں ہوتی تھی کیونکہ محنت کرنے میں اجر وثواب بھی ملتا ہے اور محنت کرنے والا نفسانی وسوسوں اور شیطانی خیالات سے بھی بچا رہتا ہے۔ ہند بنت مہلب محنت کے ساتھ ساتھ دینی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسائل میں تفقہ، علم حدیث میں مہارت پیدا کرنے کے لیے کوشاں رہتی تھیں۔

ان کے بارے میں ان کا ایک شاگرد زیاد بن عبداللہ القرشی بیان کرتا ہے کہ میں ایک روز حجاج بن یوسف کی بیوی ہند بنت مہلب کے پاس حاضر ہوا، اس نے ہاتھ میں سوت کی اٹی پکڑی ہوئی تھی۔ امیر المومنین کی بیوی ہوتے ہوئے بھی آپ سوت کاتی ہیں؟ میں نے سوال کیا تو وہ جواب دیتی ہیں کہ میں نے اپنے ابا جان کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں زیادہ طاقت ور اور اجر وثواب میں بڑھ کر وہ ہے جو شیطان کو بھگاتا ہے اور وسوسوں کو ختم کرتا ہے۔'' (مجمع الزوائد: ۹۳/۴)

حسن بصری کے حوالے سے روایت کرتی ہیں: فرماتی ہیں کہ ایک روز میں نے حسن بصری سے کہا اے ابوسعید (یہ حسن بصری کی کنیت ہے) کیا کوئی شخص اپنی بہن کی گردن، اس کی بالیاں یا اس کے بال دیکھ سکتا ہے؟ انھوں نے کہا نہیں۔ عزت و توقیر کے حوالے سے بھی اپنی بہن کی گردن بالیاں یا سر کے بالوں کو عمداً ٹکٹکی لگا کر نہیں دیکھ سکتا۔

اس واقعے سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ ہند بنت مہلب عورت کی پاک دامنی کا کس قدر خیال رکھتی تھیں۔ وہ خواتین کی اخلاقی پاکیزگی کے بارے میں نہایت عمدہ، اعلی اور ارفع خیالات رکھتی تھیں۔ حضرت ابوایوب سختیانی فرماتے ہیں کہ میں نے ہند بنت مہلب جیسی عقلمند خاتون آج تک نہیں دیکھی۔

ہند بنت مہلب حق بات کہنے میں سب سے زیادہ جرأت کا مظاہرہ کرنے والی خاتون تھی۔ وہ حق بات کہتے ہوئے کسی سے ڈرتی نہیں تھیں اور نہ ہی وہ کسی کی بے جا تعریف کرتی تھیں۔ جو خوبی کسی میں موجود ہوتی صرف وہی بیان کرتیں اس میں کمی بیشی کرنا ان کی عادت نہ تھی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہند بنت مہلب کے استاذ جابر بن عبداللہ ان کے ہاں تشریف فرما تھے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ اباضی فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔ اس فرقے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا بانی عبداللہ بن اباض تھا۔ یہ خوارج کی نسبت قدرے معتدل مزاج کے تھے۔
فرماتی ہیں کہ میرے استاذ شرعی احکامات پر سختی سے عمل پیرا ہونے کی ہمیں تلقین کیا کرتے تھے۔ وہ پردے کا اہتمام کرنے کی بھی سختی سے تاکید کیا کرتے تھے۔ مجھے کبھی بھی انھوں نے اباضی نظریات اپنانے کی دعوت نہیں دی تھی۔

ہند اور عمر بن عبدالعزیز:

ہند بنت مہلب نے امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کے ہاں ایک خوشگوار موقف اختیار کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بلا کی ذہین' دانشمند' اپنے دلائل کو فصاحت و بلاغت کے پیرائے میں پیش کرنے والی عظیم المرتبت خاتون تھیں۔ ایک دفعہ ہند بنت مہلب خناصرہ شہر میں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کے پاس تشریف لائیں وہاں ان کا بھائی یزید بن مہلب قید تھا۔

انہوں نے کہا: ''امیر المومنین آپ نے میرے بھائی کو گرفتار کیوں کیا ہے؟ اس بیچارے کو کیوں قیدی بنا رکھا ہے؟''

انھوں نے کہا: ''اس اندیشے کے پیش نظر اس کو گرفتار کیا گیا کہ کہیں یہ لوگوں کی لاٹھی کو توڑ نہ دے یعنی لوگوں کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔'' یہ بات سن کر انہوں نے کہا: ''کیا سزا جرم کے بعد دی جاتی ہے یا جرم کرنے سے پہلے ہی سزا دے دی جاتی ہے۔''

ہند بنت مہلب کو خلفائے بنی امیہ کے ہاں بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا' ان کی ہر بات کو بڑی اہمیت دی جاتی تھی اسے بڑے غور سے سنا جاتا تھا۔ علامہ ابن اثیر اپنی کتاب الکامل فی التاریخ میں رقمطراز ہیں کہ ''ایک دفعہ ہند بنت مہلب نے خلیفہ یزید بن عبدالملک کو پیغام بھیجا کہ میرے بھائی ابو عیینہ بن مہلب کو امان کا پروانہ دے دیا جائے تو اس نے ان کی قدر و منزلت کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے بھائی کو امان دینے کے احکامات صادر کر دیئے۔''

مہلب کا خاندان سیادت' قیادت' سربراہی' سرداری کے اعتبار سے تاریخ میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک اہم مقام پر فائز تھا۔ ان کے بارے مشہور ہے کہ آل مہلب کے تین سردار یکے بعد دیگرے گزرے ہیں:

١۔ المہلب بن ابی صفرہ

٢۔ اس کا بیٹا یزید بن مہلب

٣۔ پوتا مخلد بن یزید (پوتا بچپن میں ہی قوم کا سردار بنالیا گیا تھا)

خاندان مہلب کا ایک مشہور و معروف شاعر مغیرہ بن حبناء خاندان کی تعریف میں شعر کہتا ہے' ان میں سے چند ایک اشعار بطور نمونہ ملاحظہ کریں:

آل المهلب قوم ان مدحتهم
كانوا الاكارم آباء و اجداداً

''مہلب کا خاندان ایسا ہے کہ اگر میں ان کی تعریف کروں تو وہ آباؤ اجداد کے اعتبار سے معزز دکھائی دیں گے۔''

ان العرانيين تلقاها محسدة
ولاترى للئام الناس حساداً

''بلاشبہ معززین کو ہی حاسدین سے واسطہ پڑتا ہے' آپ کو کمینے لوگوں کے ساتھ کوئی بھی حسد کرنے والا دکھائی نہیں دے گا۔''

ہند بنت مہلب کے بھائی یزید بن مہلب کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

وما مات المهلب مذ رأينا
على اعوادم نبره يزيدا

''مہلب جب وفات پا گئے تو ہمیں اس کے منبر کی لکڑیوں پر اس کا بیٹا یزید دکھائی دیا''

له كفان كف ندى وجود
واخرى تمطر العلق الحديدا

''اس کی دو ہتھیلیاں ہیں ایک جود و سخا کی ہتھیلی ہے اور دوسری ہتھیلی میں ہتھیار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پکڑ کر دشمنوں کے پرخچے اڑاتا ہے۔''

خواتین کے بارے ان کے اقوال و آراء:

شاید عورت مردوں کی نسبت اپنی ہم جنس عورتوں کے اسرار و رموز کے بارے میں زیادہ اچھی طرح جانتی ہے۔ اسی لیے ہند بنت مہلب کے اقوال زریں زیادہ تر عورتوں کے راز ہائے دروں کے بارے میں دکھائی دیتے ہیں جن سے ان کے علم و عرفان کی گہرائی کا پتا چلتا ہے۔ اس کی ہر بات میں حکمت و دانائی جھلکتی ہے۔ خواتین کے بارے میں اس نے ایک نہایت ہی خوبصورت بات کہی:

''دو چیزیں ایسی ہیں کہ عورت کو ان پر اندھا دھند اعتماد نہیں کر لینا چاہیے' ایک اجنبی مرد اور دوسری خوشبو۔''

یہ ان کی بنیادی بات حکمت و دانائی پر مبنی ہے۔ دین کے دائرے میں رہتے ہوئے نہایت پتے کی بات کہی۔ شریعت نے مرد و زن کے اختلاط کو اسی لیے حرام قرار دیا کہ اس اختلاط کی بنا پر کسی وقت بھی حدود سے تجاوز ہو سکتا ہے اور عورت کو گھر سے باہر نکلتے وقت خوشبو کا استعمال کرنا حرام ہے کیونکہ یہ بھی دوسروں کے لیے کشش کا باعث بنتی ہے جو عورت کی اخلاقی قدروں کو پامال کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔ یہ بات ہند بنت مہلب کی فقہی بصیرت پر دلالت کرتی ہے۔ ہند بنت مہلب کی اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مردوں اور عورتوں کی نفسیات کو خوب اچھی طرح جانتی تھیں۔

ہند بنت مہلب کی یہ رائے ہے کہ پردہ عورتوں کے لیے نہایت مفید ہے خواہ وہ کسی طبقے سے بھی تعلق رکھتی ہوں' پردہ عورتوں کی ناموس کے تحفظ کا باعث بنتا ہے۔ عورتوں کا اصل پردہ یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں ٹھہری رہا کریں۔ ان کا اپنے گھروں سے یونہی بلا مقصد نکلنا ان کے لیے خطرے کا باعث بن سکتا ہے۔ وہ اپنی ہم جنس خواتین کو نصیحت کرتے ہوئے کہتی ہیں۔ ''میرا خیال یہ ہے کہ ایک آزاد عورت کی بہتری اس کی نرم خوئی اور مانوس طبیعت میں ہے جبکہ اس کی خرابی و بربادی ترش

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

روئی اور سخت گیری میں ہے۔ یہ دونوں عادات توفیق ہی سے میسر آتی ہیں اور توفیق ہی کی بنیاد پر الگ ہوتی ہیں۔''

عورت کا حقیقی حسن و جمال اس کے زیورات' جواہرات یا ریشمی زرق برق لباس میں نہیں ہوتا اور نہ اس کے چہرے مہرے کی خوبصورتی پر حقیقی حسن و جمال کا اطلاق ہوتا ہے بلکہ اس کا حقیقی حسن و جمال عقل و دانش اور علم و ادب ہوا کرتا ہے۔ ہاں ہاں عقل و ادب ہی تو عورت کا اصلی حسن و جمال ہے جس کے ذریعے عورت اپنے خاوند کا دل خوش کرتی ہے اور اپنے ماحول کو خوشگوار بناتی ہے۔ علم و ادب ہی کے ذریعے اپنی اولاد کو روحانی غذا مہیا کرتی ہے اور مختلف نظریات رکھنے والے لوگوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے معاملات طے کرتی ہے۔

حکمت وسخاوت:

ہند بنت مہلب ان جلیل القدر خواتین میں سے ہیں جنہیں عہد تابعین میں حکمت و دانائی کی نعمت سے نوازا گیا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْراً كَثِيراً﴾(سورہ البقرۃ: ۲۶۹/۲)

''جس کو حکمت عطا کر دی جاتی ہے تو گویا اسے خیر کثیر عطا کر دی گئی۔''

شاید ہند بنت مہلب کی حکمت و دانائی کا مصدر اس کا پاکیزہ گھرانہ ہو جس میں وہ پروان چڑھیں یا معاشرت زندگی ہو جو اس دور میں اخلاقیات کے لحاظ سے ارتقاء پذیر تھی۔ میں تو یہ کہوں گا کہ ہند بنت مہلب علم کی محبت اور عبادت کی لگن کے ماحول میں پروان چڑھیں' جود و کرم سے لگاؤ ان کی فطرت میں شامل تھا جس سے لوگوں کے دل کھنچے چلے آتے ہیں' اس کے جود و کرم کے چرچے جو اس دور کی خواتین میں زبان زد عام تھے ان کے قابل رشک اور نادر الوجود نفسیات پر دلالت کرتے ہیں جو خواتین ان کی زیارت کے لیے آتیں یہ ان کا بہت احترام و اکرام کیا کرتی تھیں۔ ان کا یہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نظر یہ تھا کہ جود و کرم کرنے والا ہاتھ جہاں بھی ہو غنیمت ہوا کرتا ہے۔ ام عبداللہ العتکی بیان کرتی ہیں:

میں ہند بنت مہلب کے پاس جایا کرتی تھی وہ موتیوں پر تسبیح کیا کرتی تھیں جب وہ تسبیح سے فارغ ہو جاتیں تو وہ موتی ہماری طرف اچھال دیتیں اور کہتیں کہ یہ تم آپس میں تقسیم کر لو۔

یہ اس خاتون سے بعید از امکان نہیں جس نے جود و کرم کی قسم کھا رکھی ہو اور وہ ایسے ہی ماحول میں پروان چڑھی ہو۔ امام بیہقی اپنی کتاب ''المحاسن والمساوی'' میں رقمطراز ہیں کہ ہند بنت مہلب نے ایک دفعہ اکتالیس غلام آزاد کیے۔

ہند بنت مہلب اپنی اس سخاوت کی عادت کو اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کا فضل و کرم تصور کیا کرتی تھیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں پر شکر بجالانے کے حوالے سے انگیخت کرنے اور لوگوں کو نعمت کی حفاظت کرنے کی توجہ دلانے پر مبنی اقوال زریں میں سے ایک قول یہ ہے۔ فرماتی ہیں:

''بہت کم ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک نعمت کے زائل ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ وہ واپس آتی ہو۔''

فرماتی ہیں:

''جب تم کسی نعمت کو آتا دیکھو تو اس کا شکر بجالانے میں جلدی کیا کرو کہیں وہ تمہارے ہاتھ سے نکل نہ جائے۔''

ہند بنت مہلب کے ان اعلیٰ وعمدہ خیالات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی آیات قرآنیہ پر بڑی گہری نظر تھی۔ وہ آیات پر غور وخوض کرتی رہتی تھیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراھیم: ١٤ / ٧)

''اگر تم نے شکر کیا تو ہم تمہیں مزید نعمتیں عطا کریں گے۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہند بنت مہلب اطاعت اور معصیت کی مختصر تعریف کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

''اطاعت محبت سے جڑی ہوئی ہوتی ہے' مطیع محبت کرنے والا ہوتا ہے اور مطاع سے محبت کی جاتی ہے۔ خواہ اس کے گھر کا فاصلہ کتنا ہی دور کیوں نہ ہو اور اس تک پہنچنے کے وسائل کتنے ہی تھوڑے کیوں نہ ہوں اور نافرمانی بغض کے ساتھ جڑی ہوئی ہوتی ہے' گنہگار لوگوں کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہوتا ہے اگرچہ وہ تیرے ساتھ رحم دلی سے پیش آئے اور تجھے اس کی جانب سے کوئی فائدہ بھی پہنچے۔''

ہند بنت مہلب کی زبان سے یہ حکمت و دانائی کی بات اس چیز کا پتہ دیتی ہے کہ انہیں شریعت مطہرہ کی روشنی میں حقوق و واجبات کی پوری معرفت حاصل ہے۔

ہند اپنے آپ کو دلاسہ دیتی ہے:

یہ بات مشہور ہے کہ عورت غم کی گھڑیوں میں مرد کی نسبت بہت کم صبر کرنے والی ہوتی ہے لیکن ہند بنت مہلب اس میدان میں بڑی دانشور خاتون تھیں' تعزیت کے اوقات میں بھی اس نے کمال صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوسروں کے لیے ایک مثال قائم کر دی۔ ایسے نازک مواقع پر بھی وہ حکمت بھری باتیں نہایت حوصلے سے کیا کرتی تھیں۔ غم کی گھڑیوں میں رونے دھونے اور کپڑے پھاڑنے کا ان کے نزدیک کوئی تصور تک نہ تھا۔ ابوالفرج اصبہانی اپنی کتاب ''الأغانی'' میں رقمطراز ہے کہ:

''بنو امیہ کے دور کا ایک مشہور و معروف شاعر ثابت قطنة' ہند بنت مہلب کے پاس اس وقت تعزیت کی غرض سے آیا جب ان کا بھائی مفضل قتل کر دیا گیا تھا۔ وہاں لوگ ان کے اردگرد بیٹھے تعزیت کر رہے تھے' اس نے مفضل کے مرثیے میں چند اشعار کہے جسے ۱۰۲ھ میں قتل کر دیا گیا تھا۔

يا هند كيف بنصب بات يبكيني

وعائر في سواد الليل يوذيني

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اے ہند! یہ کیسی تکلیف آ پہنچی جو رات بھر مجھے رلاتی رہی اور رات کی تاریکی میں عار دلانے والا مجھے اذیت پہنچاتا رہا''

كأن ليلى والأصداء هاجدة
ليل السليم واعيا من يداويني

''میری رات اور آوازیں جاگتی رہیں زخمی کی رات کی مانند جس نے اس شخص کو عاجز کر دیا جو میرا علاج کرتا ہے۔''

كان المفضل عزا في ذوي يمن
وعصمةً وثمالاً في المساكين

''مفضل قوت اور برکت والوں میں عزت دار ہے اور مساکین کی عزت کا رکھوالا اور ان کا مددگار ہے۔''

ہند نے ثابت قطنہ سے کہا ''تشریف رکھئے! آپ نے میرے بھائی کی تعزیت کا حق ادا کر دیا۔ مصیبت سے کوئی چارہ کار نہ تھا یہ آ کر ہی رہنی تھی کتنے ہی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو زندگی کی نسبت مر کر زیادہ عزت پاتے ہیں۔ جو شخص اپنے دین کی مدافعت اور اپنے رب کی اطاعت کرتا ہوا جام شہادت نوش کر جائے اس کا اتنا افسوس اور غم نہیں ہوتا۔ مصیبت تو اس شخص کی ہوتی ہے جس میں بصیرت کی کمی ہو اور مرنے کے بعد اس کا کوئی نام ونشان نہ رہے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ مفضل اللہ تعالیٰ کے ہاں گمنام نہ ہو۔'' یہ بات عام بیان کی جاتی تھی کہ اس روز ہند بنت مہلب کی باتیں تعزیت کا ایک نادر نمونہ تھیں۔

حجاج کا خواب اور ہند کی طلاق:

بڑا عجیب وغریب واقعہ رونما ہوا۔ حجاج بن یوسف نے ایک خواب کو بنیاد بنا کر اپنی دونوں بیویوں ہند بنت مہلب اور ہند بنت اسماء کو طلاق دے دی۔ کیا خواب کی واقعی یہی حقیقی تعبیر تھی؟ کیا اللہ تعالیٰ نے اسے حقیقت بنا دیا۔ آیئے ہم اس عجیب و

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غریب خواب کی کہانی سنتے ہیں!

ہوا یہ کہ حجاج بن یوسف ثقفی نے اپنے خواب میں دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھیں جڑ سے اکھڑ گئی ہیں۔ ہند بنت مہلب اور ہند بنت اسماء دونوں حجاج بن یوسف کی بیویاں تھیں' اس نے یہ تعبیر کی کہ میری دونوں آنکھوں سے مراد میری دونوں بیویاں ہیں' ان کے اکھڑنے سے مراد یہ ہے کہ ان کو طلاق دے کر الگ کر دیا جائے۔ لہٰذا خواب کی تعبیر پوری کرنے کے لیے اس نے دونوں کو طلاق دے دی۔ اور یہ سمجھا کہ ان دونوں کو گھر سے نکال کر اس نے اپنا خواب پورا کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد بھائی محمد بن یوسف بھی فوت ہو گیا۔ یہ خبر پہنچی تو سر پکڑ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا ہائے افسوس خواب کی اصل تعبیر تو یہ تھی' میں نے یہ کیا کر دیا' ان بیچاریوں کو یونہی طلاق دے بیٹھا۔ میری آنکھوں سے مراد تو میرا بھائی محمد بن یوسف اور بیٹا محمد بن حجاج تھے' یہ دونوں ایک ہی دن فوت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر یہ شعر پڑھنے لگا:

حسبی حیاة الله من کل میت
وحسبی بقاء الله من کل هالك

''ہر میت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی زندگی میرے لیے کافی ہے اور ہر تباہ و برباد ہونے والے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی بقاء میرے لیے کافی ہے۔''

پھر اپنے ہم نشینوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کوئی ہے جو شعر کے ذریعے مجھے دلاسہ دے۔ مشہور و معروف شاعر فرزدق نے کہا امیر المومنین آپ فرمائیں تو میں اس خدمت کے لیے تیار ہوں۔ پھر اس نے یہ کہنا شروع کیا:

ان الرزیة لا رزیة مثلها
فقدان مثل محمد و محمد

''اس جیسی مصیبت کبھی دیکھی نہ تھی افسوس محمد بن یوسف اور محمد بن حجاج دونوں اس دنیا سے کوچ کر گئے''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ملكان قد خلت المنابر منهما

اخذ الحمام عليها بالمرصد

''یہ دونوں بادشاہ تھے ان دونوں سے منبراب خالی ہو گئے موت ان دونوں کی گھات میں تھی۔''

طلاق کی صورت میں ہند بنت مہلب اور حجاج بن یوسف کے درمیان ازدواجی تعلقات تو ختم ہو گئے لیکن یہ عظیم خاتون دوسری صدی ہجری کے ابتدائی ایام تک زندہ رہیں۔ یہ دور تقریباً امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کا تھا' ان کی وفات ۱۰۱ھ میں ہوئی۔ ہند بنت مہلب کی وفات کے بارے میں حتمی کوئی رائے تو نہیں دی جا سکتی البتہ آثار وقرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی وفات عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد ہوئی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہند بنت مہلب پر اپنی رحمت وغفران کی برکھا برسائے۔ ہم اس جلیل القدر اور عظیم المرتبت خاتون کو الوداع کہتے ہوئے ان کی اس حکمت بھری بات کو پھر دہراتے ہیں۔ فرماتی ہیں:

''جب تم نعمتوں کو اپنی طرف آتا دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانے میں جلدی کیا کرو کہیں تمہاری بے پروائی کی وجہ سے یہ نعمتیں تمہارے ہاتھ سے نکل نہ جائیں۔''

ہمارے پروردگار تیرا شکر ہے کہ تو نے اپنی بے شمار نعمتوں سے ہمیں نوازا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين۔

جلیل القدر اور عظیم المرتبت خاتون ہند بنت مہلب کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ تاريخ الطبرى: ٦٨٤/٣

۲۔ تاريخ دمشق ٤٦٢

۳۔ العقد الفريد لابن دقيق العيد: ١٠٤/٦، ١٠٥

٤۔ سير أعلام النبلاء: ٤٨١/٤، ٤٨٣

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۵۔ تهذيب التهذيب: ۲/ ۳۸، ۳۹

۶۔ مجمع الزوائد: ٤/ ۳۸

۷۔ ميزان الاعتدال: ٤/ ۴۳۹

۸۔ معجم البلدان: ۲/ ۳۹۰

۹۔ الكامل فی التاريخ: ۵/ ۸۹

۱۰۔ بهجة المجالس للقرطبی: ۱/ ۳۱٦

۱۱۔ وفيات الاعيان: ۲/ ۵۳، ۵٤

۱۲۔ ربيع الابرار: ۵/ ۱۹۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت رباب بنت امرؤ القیس رحمۃ اللہ علیہا

مؤرخ ہشام کلبی کہتا ہے:

"رباب تمام خواتین میں بہتر اور افضل تھی۔"

حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لعمرك انني لا حب دارا
تحل بها سكينة والرباب
احبهما وابذل جل مالي
وليس للائمي فيها عتاب
ولست لهم وان عتبوا مطيعا
حياتي او يُغيبني التراب

قوم کے سردار کی بیٹی:

مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ میں امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس عظیم افراد کی مجلس لگی ہوئی ہے جس میں علی بن ابی طالبؓ ان کے دونوں صاحبزادے حسن اور حسینؓ، صحابہ کرام کی جماعت، اسلام کے سپوت اور فرزندان اسلام تشریف فرما ہیں۔

شام میں لشکر اسلام کی فتوحات پر گفتگو ہو رہی تھی۔ اس دوران ایک پردیسی اس مجلس میں وارد ہوا جو چہرے مہرے اور ظاہری علامات سے سردار دکھائی دے رہا تھا وہ مجلس میں راستہ بناتا ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے آ کھڑا ہوا، سلام عرض کیا،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ ''آپ کون ہیں؟ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟'' اس پردیسی شخص نے بڑے ادب واحترام سے عرض کیا' میں ایک نصرانی ہوں مجھے امرؤ القیس بن عدی الکلبی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہچان گئے اور آپ نے اہل مجلس کو تعارف کراتے ہوئے کہا یہ قبیلہ بنو کلب کا سردار ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امرؤ القیس کی طرف توجہ کرتے ہوئے ہوئے ارشاد فرمایا ''کیا ارادے ہیں' کیسے آنا ہوا؟'' اس نے کہا ''امیر المومنین! میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں!'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سامنے اسلام کی تعلیمات کی ایک جھلک پیش کی' اللہ تعالیٰ نے اس کی بصیرت کے دروازے کھول دیئے' اس نے اسلام قبول کرنے کا اعزاز حاصل کرلیا۔ حضرت عمر بن خطاب کو یہ شرف حاصل ہوا کہ امرؤ القیس کلبی جیسے ایک قیمتی انسان نے ان کے ذریعے اسلام قبول کیا۔ یہ اعزاز انہیں سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر اور قیمتی دکھائی دیتا تھا۔ بلکہ دنیا بھر سے زیادہ بہتر محسوس ہوتا تھا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے امرؤ القیس میں خیر کی علامتیں بھانپ لی تھیں' اپنی فہم وفراست سے ان کی خوبیوں کا اندازہ لگالیا تھا۔ آپ نے محسوس کیا کہ یہ ان اشخاص میں سے ہے جن پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ آپ نے ایک نیزہ منگوایا' اس پر ایک جھنڈا باندھا اور اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے فرمایا کہ میں نے آپ کو شام میں رہائش پذیر قبائل بنو قضاعہ میں سے مسلمانوں کا امیر مقرر کردیا ہے۔ امرؤ القیس وہاں سے پلٹا' مسجد کے دروازے سے نکلا' اسلام کی نورانی چمک اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیان دکھائی دے رہی تھی۔

عوف بن خارجہ مری اس دن مجلس میں موجود تھا' وہ یہ منظر دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گیا' کہنے لگا اللہ کی قسم! میں نے یہ پہلی دفعہ دیکھا کہ ایک اسلام قبول کرنے کے بعد ابھی وہ ایک رکعت نماز ادا بھی نہیں کرتا کہ اسے مسلمانوں کی ایک جماعت کا امیر مقرر کردیا جاتا ہے۔ واہ سبحان اللہ!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مقرر کردہ امیر تھا' ابھی اسلام کی سر بلندی و سرفرازی کی خاطر کوئی کارنامہ سرانجام نہ دیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی فہم وفراست اور دوراندیشی کی بنا پر اسے مسلمانوں کی ایک جماعت کا امیر بنا دیا۔ آپ کی اس سلسلے میں قیافہ شناسی غلط ثابت نہ ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دونوں صاحبزادوں کے ہمراہ اس شخص سے ملے' اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا چچا جان میں علی بن ابی طالب ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کا چچا زاد بھائی ہوں اور ان کا داماد بھی' یہ میرے دونوں لاڈلے بیٹے حسن اور حسین ہیں۔ امرؤ القیس یہ اعلیٰ نسبت سنتے ہوئے بہت خوش ہوئے' ملاقات کو اپنے لیے سعادت سمجھا' وہ کہنے لگا آپ سے ملاقات میری خوش قسمتی ہے۔ پھر تفصیلی باتیں ہونے لگیں اور اسی ملاقات میں اس نے اپنی ایک بیٹی سلمٰی کا نکاح حضرت حسن سے کر دیا اور دوسری بیٹی رباب کا نکاح حضرت حسینؓ سے کر دیا۔ اس نے سوچا کہ دنیا میں اس سے بڑھ کر عزت والا گھر مجھے اور کہاں سے ملے گا۔ کیوں نہ اس طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ گھرانے سے اپنی نسبت جوڑ لی جائے۔

جس دن سے رباب بنت امرؤ القیس کی شادی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے طے پائی اسی دن سے رباب کی شہرت عزت اور احترام کو چار چاند لگ گئے۔ پہلے وہ صرف ایک قبیلے کے سردار کی بیٹی تھی۔ اب وہ دنیا و آخرت کے سردار گھرانے کی ایک فرد بن گئی۔ رسول اللہ ﷺ کے محبوب نواسے سے رشتہ جوڑ کر عزتوں کے آسمان کو چھو لیا، دنیا میں اس نے قریشی خاندان میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ اس طرح اس کی سرداری اور عزت و شرف کو چار چاند لگ گئے۔

بہتر خاتون:

سب کا یہ بالاتفاق خیال ہے کہ امرؤ القیس کی بیٹی رباب تمام خواتین میں ایک بلند مقام پر فائز تھیں' یہ ان جلیل القدر تابعیات میں سے ہیں جنھوں نے علم' تقویٰ اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اخلاص کے اعتبار سے اپنے دور میں گہرے اثرات چھوڑے۔

رباب ایک ایسی خاتون تھیں جو بڑی ہی ذہین فطین تھیں' اس کی زبان سے نہایت عمدہ اشعار کی خوشبو اور ادب کی نہایت ہی خوشگوار لہر منظر عام پر جھلکتی دکھائی دیتی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے ظاہری حسن و جمال سے بھی خوب نواز رکھا تھا۔ بہت سی خوبیاں اس میں جمع ہو چکی تھیں جن کی بنا پر وہ اپنے سرتاج حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی نظروں میں پسندیدہ تھی۔

حضرت حسینؓ اور ربابؓ کی شادی کے ثمرات عبداللہ بن حسین اور آمنہ بنت حسین کی صورت میں سامنے آئے۔ آمنہ سکینہ کے نام سے دنیائے خواتین میں مشہور و معروف ہوئیں۔

اس خوش قسمت اولاد کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان محبت کے جذبات میں مزید اضافہ ہو گیا۔ حضرت حسینؓ اپنی زوجہ محترمہ رباب کی دلی طور پر بڑی قدر کیا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہوئے بڑی محبت' پیار اور سکون محسوس کرتے تھے۔ اس کا اتنا زیادہ خیال رکھا کرتے تھے کہ بسا اوقات آپ کے قریبی رشتہ دار طنز و مزاح کے تیر بھی چلاتے لیکن حضرت حسینؓ ان باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی کسی کی ایسی بات کی طرف کوئی دھیان دیتے تھے بلکہ آپ اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ والہانہ محبت و پیار کی وجہ سے اس گھر کو بھی بہت پسند کرتے تھے جس میں یہ دونوں رہائش پذیر تھیں۔ آپ نے ایک موقع پر اپنے جذبات کا اظہار اشعار کی صورت میں کیا:

آپ فرماتے ہیں:

لعمرك اننی لا حب دارا
تحل بها سكينة والرباب
احبهما وابذل جل مالی
وليس للائمی فيهما عتاب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ولست لهم و ان عتبوا مطيعا
حياتى او يغيبنى التراب

''مجھے تیری عمر کی قسم میں اس گھر کو پسند کرتا ہوں جس میں سکینہ اور رباب رہتی ہیں۔ میں ان دونوں یعنی بیٹی اور بیوی کو پسند کرتا ہوں اور اپنا کثیر مال ان پر خرچ کرتا ہوں' میں ان کے بارے میں اپنے ملامت کرنے والے کو کوئی عتاب نہیں دیتا۔

میں ان بدخواہوں کے پیچھے نہیں لگوں گا اگرچہ وہ میری زندگی اجیرن کردیں یامٹی مجھے غائب کردے۔''

اپنی بیوی رباب اور بیٹی سکینہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

كأن الليل موصول بليل
اذا زارت سكينه والرباب

''جب سکینہ اور رباب اپنی قوم کی ملاقات کے لیے چلی جاتی ہیں تو ان جدائی کے دنوں میں یوں دکھائی دیتا ہوں کہ جیسے رات رات سے ملی ہوئی ہو۔''

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنی بیوی رباب کو یونہی اہمیت نہیں دیتے تھے بلکہ وہ ان خواتین میں سے تھیں جو اپنے خاوند کی قدرومنزلت کو پہچانتی ہیں' ان کے حقوق کا خیال رکھتی ہیں۔ اس کی نشوونما کامل تعلیم وتربیت کی بنیاد پر ہوئی تھی۔ حسن تربیت اور خاندان نبوت میں رہن سہن سے ان کی خوبیوں میں مزید نکھار پیدا ہو گیا تھا' اس طرح کے اخلاق اپنانے سے انسان بلندیوں کو چھو لیتا ہے۔

خاتونِ غم:

سرزمین عراق میں بپا ہونے والے معرکۂ کربلا میں رباب بنت امرؤ القیس اپنے خاوند حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھیں' بنو ہاشم کی اور بہت سی خواتین بھی ان کے ساتھ تھیں۔ حضرت حسینؓ کی بہن زینب بنت علیؓ اس کی دونوں بیٹیاں سکینہ اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فاطمہ اوران کے علاوہ بہت سی معزز خواتین ان کے ساتھ شریک سفر تھیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

''اے بہن! اے ام کلثوم! اے زینب! اے سکینہ! اے فاطمہ! اے رباب! جب میں شہید ہو جاؤں تو تم میں کوئی بھی اپنے گریبان چاک نہ کرنا اور نہ ہی اپنا چہرہ پیٹنا اور نہ ہی اخلاق سے گری ہوئی کوئی بات کہنا۔''

سب خواتین نے شدت غم سے اپنے سر جھکا لیے پھر رباب کو اپنی بیٹی سکینہ کے بارے میں وصیت کی۔ سرزمین کربلا محرم ۶۱ھ کو حضرت حسینؓ شہید کر دیے گئے۔ رباب نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے غم میں اپنے دلگداز مرثیے دنیا بھر میں پھیلا دیئے۔ میں چاہتا ہوں کہ رباب کے حضرت حسینؓ کے غم میں لکھے گئے چند اشعار ہم پڑھیں اور دیکھیں کہ ایک وفا شعار خاتون اپنے شہید خاوند کے غم میں کن خیالات کا اظہار کرتی ہے اور خاوند بھی ایسا جس میں تمام خوبیاں ایک ساتھ جمع ہوں۔

کیا آپ ایسی جلیل القدر عظیم الشان ہستی کو بھلا سکتے ہیں؟ رباب اپنے غم کو کچھ یوں ہلکا کرنے کی کوشش کرتی ہیں:

ان الذی کان نورا یستضآء به
بکربلاء قتیل غیر مدفون
سبط النبی جزاك الله صالحة
عنا وجنبت خسران الموازین
قد کنت لی جبلاً صعباً ألوذ به
وکنت تصحبنا بالرحم والدین
من للیتامیٰ، ومن للسائلین ومن
یعنی ویاوی الیه کل مسکین؟

''بے شک وہ شخص جو ایک ایسا نور تھا جس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی وہ کربلا کے میدان میں بغیر دفن کیے پڑا ہوا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اے نبی کے نواسے! تجھے اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے اچھا بدلہ عطا کرے اور قیامت کے روز میزان حسنات کے گھاٹے سے بچائے رکھے۔
تو میرے لیے ایک دشوار گزار پہاڑ تھا جس میں میں پناہ حاصل کرتی تھی اور تو نے ہمارا ساتھ رحم دلی اور دینداری کی بنیاد پر دیا۔
یتیموں کے سہارا اور سوالیوں کا مددگار کون ہے؟ اور کون ہے جس کے پاس کوئی مسکین آ کر پناہ لے؟''

رباب اسی رونے دھونے پر اکتفا نہیں کرتیں بلکہ جس طرح حسینؓ اس گھر کو بھی بہت پسند کرتے تھے جس میں رباب اور سکینہ رہائش پذیر تھیں اسی طرح رباب حسینؓ کے مقتل کو اپنے اشعار میں ہمیشہ یاد رکھتیں اور گاہے گاہے اس کا تذکرہ کرتی رہتیں۔ اس کا ننھا بیٹا عبداللہ بھی باپ کے ساتھ اسی میدان میں شہید کر دیا گیا تھا۔ ایک دن بیٹی سکینہ نے اپنی والدہ کو یہ مرثیہ پڑھتے ہوئے سنا:

واحسینا فلا نسیت حسینا
اقصدته اسنة الاعداء
غادروه بکربلاء صریعا
لاسقی الله جانبی کربلاء

''ہائے حسین! میں حسین کو کبھی نہیں بھول سکتی جس کا دشمن کے نیزوں نے قصد کیا۔ وہ اسے کربلا میں گرا کر چھوڑ گئے۔ اللہ کربلا کی دونوں اطراف کو سیراب کرے۔''

سکینہ اپنی والدہ سے کوئی کم غمزدہ نہ تھیں بلکہ اپنی بہن' پھوپھیوں اور خاندان ہاشم کی تمام خواتین کی طرح بہت ہی غمگین تھیں کیونکہ ان سب کو قتل حسینؓ سے بہت زیادہ اذیت پہنچی تھی۔ یہ بھلا کیوں نہ روتیں' کیوں نہ آنسو بہاتیں جبکہ میدان کربلا میں درندے شہداء کی لاشوں سے کھیل رہے تھے' یوں دکھائی دیتا تھا جیسا کہ چیر پھاڑ کرنے والے درندوں کے لئے وہ عید کا دن ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابك حسينا ليوم مصرعه
بالطف بين الكتائب الخرس
اضحت بنات النبی اذ قتلوا
فی ماتم والسباع فی عرس

"حسینؓ پر آنسو بہاؤ اس دن کے لئے جس دن اس کی شہادت گونگے لشکروں کے درمیان طف مقام پر واقع ہوئی۔
جب انہیں شہید کیا گیا تو نبی کی بیٹیاں ماتم کناں ہوئیں اور درندے عید منا رہے تھے۔"

رباب کی وفاداری اور وفات:

کربلاء میں دردناک تیز آندھی کے اختتام پذیر ہونے کے بعد رباب اہل بیت کی جلیل القدر خواتین کے ہمراہ غم و آلام کو دامن میں لئے واپس مدینہ منورہ آ گئیں۔

شباب اہل جنت کے سردار حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا منور چہرہ رباب کی آنکھوں سے کبھی اوجھل ہی نہ ہوتا' خیالات میں ہمیشہ انہی کی تصویر چھائی رہتی' کبھی ایک لحظہ کے لیے تصویر خیالات سے اوجھل نہ ہوتی۔

رباب بنت امرؤ القیس مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہوئیں۔ جب عدت ختم ہوئی تو معززین قریش کی جانب سے نکاح کے پیغام وصول ہونے لگے کیونکہ جو خوبیاں ان میں پائی جاتی تھیں وہ کم ہی کسی خاتون میں ایک ساتھ دیکھنے میں آتی ہیں لیکن اس عظیم المرتبت خاتون کو اپنے حبالہ عقد میں لانا ان کی قسمت میں کہاں؟

رباب ؓ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ وفاداری کا حلف اٹھا رکھا تھا اور اپنے طور پر یہ عہد کر رکھا تھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد وہ کسی سے بھی شادی نہیں کرے گی۔

اس نے نکاح کی خواہش کا اظہار کرنے والوں کو نہایت خوبصورت انداز میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جواب دیتے ہوئے کہا' جس سے اس کی وفاداری اور ادب واحترام جھلکتا ہے۔ فرماتی ہیں:

''اللہ کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو اپنا سسر نہیں بناؤں گی۔''

اس طرح انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کے بعد کسی کو اپنا خاوند بنانے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی کو اپنا سسر بنانے سے صاف انکار کر دیا۔ وہ کہتی ہیں:

واللہ لا ابتغی صھرا بصھرکم
حتی اغیب بین الرمل والطین

''اللہ کی قسم میں تیرے رشتہ کے سوا کسی سے رشتہ نہیں چاہتی یہاں تک کہ مجھے ریت اور مٹی کے درمیان غائب کر دیا جائے۔''

اسی لیے ہشام بن سائب کلبیؒ کہتے ہیں:

''رباب سب خواتین میں بہتر اور افضل تھیں۔''

زرکلی اعلام میں رقمطراز ہے:

''رباب اپنے خاوند حسینؓ کی شہادت کے بعد ایک سال تک زندہ رہیں وہ اپنے گھر کی چھت کے سائے تلے نہ آئیں یہاں تک کہ وہ بوسیدہ ہوگئی اور غمزدہ حالت میں ہی وفات پائی۔''

ابن کثیرؒ کہتے ہیں'' حضرت حسین کی بیوی رباب کی وفات ۶۲ھ میں ہوئی۔''

رباب بنت امرؤ القیس اپنے خاوند حسین بن علیؓ کی شہادت کے تقریباً ایک سال بعد اپنے خاوند اور چھوٹے سے بیٹے عبداللہ کے قتل کے غم میں مبتلا وفات پا گئیں۔ ننھے عبداللہ کو باپ کے ساتھ ہی شہید کر دیا گیا تھا۔

منوں مٹی نے رباب کے جسم کو تو اپنے اندر چھپا لیا لیکن تاریخ میں اس کا نام زندہ جاوید ہوگیا۔ وہ وفاداری کے عنوان سے تمام خواتین کے لیے ایک مثالی نمونہ بن گئیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ رباب پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔ اس کے خاوند کو اپنی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مرضیات کے پہلو میں لے لے اور اسے جنت الفردوس میں اپنے خاوند کی رفاقت نصیب فرمائے۔

رباب بنت امرؤ القیس کے حالات زندگی مرتب کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ الاعلام: ۱۳/۳

۲۔ الکامل لابن اثیر: ۸۸/٤

۳۔ البدایہ والنهایه: ۲۲۰/۸

٤۔ عیون الاخبار: ۲۱۲/۱

٥۔ الأغانی: ۱٥۸/۱٤

٦۔ شاعرات العرب: ۱۲۸

۷۔ نسب قریش: ٥۹

۸۔ مقاتل الطالبین: ۹٤

۹۔ نوادر المخطوطات: ٦٤/۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت صفیہ بنت ابی عبید رحمہا اللہ تعالیٰ

علامہ العجلی کہتے ہیں کہ:

''صفیہ بنت ابی عبید ایک مدنی، تابعی اور ثقہ خاتون تھیں۔''

علامہ ابن کثیر ارشاد فرماتے ہیں:

''صفیہ بنت ابی عبید نیک عبادت گزار خاتون تھیں۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی بیوی تھیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ زندگی بھر اس کے ساتھ عزت واحترام اور محبت سے پیش آتے رہے۔''

متقی خاوند کی نیک بیوی:

صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود الثقفیہ حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی زوجہ محترمہ تھی جو اپنے دور کے ایک مثالی امام اور شیخ الاسلام تھے اور وہ ابو عبدالرحمان قرشی عدوی کے نام سے مشہور ومعروف تھے۔

صفیہ بنت ابی عبید عبادت گزار، شب زندہ دار، نیکوکار تابعیات میں سے ایک تھیں جنھوں ہر طرف سے فضل و شرف کو اپنے اندر جمع کرلیا تھا۔ یہ ان خیر اندیش بیگمات میں سے تھیں جو اپنے شوہروں کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کے سلسلے میں بھر پور تعاون کرتی ہیں اور ان کے لیے سازگار ماحول مہیا کرتی ہیں۔ اس جلیل القدر خاتون نے اپنے خاوند کی عادات، حسن اخلاق اور ان کے طرز عمل سے وہ کچھ حاصل کیا جس سے یہ خاتون دور تابعین میں بلند مقام پر فائز ہوگئی۔

اس جلیل القدر خاتون کے خاوند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسلسل بلا ناغہ روزہ رکھا کرتے تھے یہ ان عظیم المرتبت صحابہ کرام میں سے تھے جو بلا ناغہ روزہ رکھنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے حوالے سے مشہور و معروف تھے۔ جیسا کہ حضرت عمر بن خطابؓ آپ کے فرزند ارجمند عبداللہؓ، ابوطلحہ انصاریؓ اور حمزہ بن عمرؓو وغیرہ۔

خواتین میں بلا ناغہ روزہ رکھنے کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہؓ مشہور و معروف تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان سات صحابہ کرام میں سے ہیں جنھوں نے کثیر الروایہ ہونے کے حوالے سے شہرت پائی۔ نبی کریم ﷺ سے زیادہ احادیث روایت کر۔ ۔ ۂ کا جن سات صحابہ کرام کو اعزاز حاصل ہوا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' روایت کردہ احادیث کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴)۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' روایت کردہ احادیث کی تعداد دو ہزار چھ سو تیس (۲۶۳۰)۔

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' روایت کردہ احادیث کی تعداد دو ہزار دو سو چھیاسی (۲۲۸۶)۔

۴۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' روایت کردہ احادیث کی تعداد دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰)۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک ہزار چھ سو ساٹھ (۱۶۶۰)۔

۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ' روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک ہزار پانچ سو چالیس (۱۵۴۰)۔

۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ' روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک ہزار ایک سو ستر (۱۱۷۰)۔

صفیہ بنت ابی عبید کی شادی جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہوئی انہیں ان جلیل القدر چار صحابہ کرام میں شمار کیا جاتا ہے جو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(عبادلہ) کے نام سے مشہور ومعروف تھے اور ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ عبداللہ بن عباس۔

۲۔ عبداللہ بن مسعود۔

۳۔ عبداللہ بن جابر۔

۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم

ثقہ راویہ:

ابن حبان نے اپنی عمدہ کتاب ''الثقات'' میں صفیہ بنت ابی عبید کو ایک ایسی ثقہ راویہ قرار دیا ہے جس سے حدیث اخذ کی جاتی ہے۔ علامہ عجلی بیان کرتے ہیں کہ صفیہ بنت ابی عبید مدنیہ' ہے تابعیہ اور ثقہ خاتون ہیں۔

صفیہ بنت ابی عبید'' نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور آپ سے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ صفیہ بنت ابی عبید نے تین امہات المومنین کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور ان سے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

۱۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما۔

۲۔ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما۔

۳۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔

ان کے علاوہ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

صفیہ بن ابی عبید سے اکابر ثقہ تابعین کی ایک جماعت نے احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا جن کو علم وفضل کے میدان میں ایک بلند مقام حاصل تھا۔ مثال کے طور پر ہشام بن عبداللہ بن عمر' نافع بن عبداللہ بن عمر' عبداللہ بن دینار' عبداللہ بن صفوان بن امیہ اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ۔

صفیہ بنت ابی عبید کے حوالے سے امام مسلم نے بھی اپنی کتاب ''صحیح المسلم''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں روایت نقل کی ہے۔ ابو داؤد اور نسائی نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں ان سے احادیث روایت کی ہیں۔'' ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے صفیہ بنت ابی عبید نے یہ حدیث روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لو نجا احد من ضغطة القبر لنجا منها سعد))

(سیر اعلام النبلاء: ۱/۱۹۱)

''قبر کے شکنجے سے اگر کسی نے نجات پانا ہوتی تو سعد اس سے ضرور نجات پا جاتے۔''

اسی سے ملتی جلتی ایک حدیث نافع نے ان سے روایت کی کہتے ہیں کہ ہم صفیہ بنت ابی عبید کے پاس آئے انہوں نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا آپ نے فرمایا:

((ان كنت لارى لو ان احدا اعفى من ضخطة القبر لعفى سعد بن معاذ ولقدضم ضمه)) (مجمع الزوائد: ۳/۰۵)

''میرا خیال ہے کہ اگر کسی کو قبر کے بھینچنے سے معاف کیا جانا ہوتا تو سعد بن معاذؓ کو معاف کیا جاتا اسے بھی ایک دفعہ بھینچا گیا۔''

موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے روایت کیا اس نے کہا کہ مجھے صفیہ بنت ابی عبید نے بتایا کہ اس نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فجر کی نماز میں سورۂ کہف پڑھتے ہوئے سنا۔

شادی اور مہر:

دو جلیل القدر امام بیان کرتے ہیں جن میں ایک امام طبری اور دوسرے امام ابن کثیر ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے صفیہ بنت ابی عبید سے اپنے والد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زندگی میں شادی کی اور یہ ۱۶ھ کا واقعہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صفیہ بنت ابی عبید کو چار سو درہم مہر ادا کیا اور میں نے خفیہ طور پر دو سو درہم کا مزید اضافہ کر دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت نافع کا بیان ہے' کہتے ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے صفیہ بنت ابی عبید سے شادی کی' چار سو درہم حق مہر ادا کیا گیا صفیہ نے پیغام بھیجا کہ یہ مہر ہمارے لیے ناکافی ہے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ابا جان سے خفیہ دو سو درہم مزید ادا کر دیئے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس شادی میں برکت نازل فرمائی' اس بابرکت شادی کے نتیجے میں پانچ بیٹے پیدا ہوئے جو سب جید علماء بنے جن کے نام ابوبکر، ابوعبیدہ، واقد، عبداللہ اور عمر تھے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔

صفیہ بنت ابی عبید نے اپنی تمام اولاد بیٹوں اور بیٹیوں کی تربیت بہت ہی احسن انداز میں کی تاکہ وہ عمری خاندان کے نقش قدم پر چلیں' اسی لیے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی بیوی صفیہ کی بہت قدر کیا کرتے تھے۔ دل میں اس کا بہت احترام و اکرام کیا کرتے تھے' اس کے بچوں کی تربیت کے اعتبار سے کردار پر بہت ہی خوش تھے۔ حضرت صفیہ بڑی نیک صالح اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ زندگی بھر اس کے ساتھ عزت واحترام' محبت اور تکریم کا سلوک کرتے رہے۔

عمر اور صفیہ:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی بہو صفیہ کی بڑی قدر کیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ اس کے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے سلوک کرتے تھے۔ جس کا واقعی انہیں استحقاق حاصل تھا۔ لیکن رشتہ داری کے لحاظ سے جس کا مقام و مرتبہ ان سے بڑا تھا اس کے ساتھ ویسا ہی رویہ اختیار کرتے جس کا اسے استحقاق حاصل تھا۔ ایسا کرنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے ناممکن تھا کہ اپنی بہو صفیہ کو ان سے بڑے درجے پر فائز رشتہ داروں پر ترجیح دینے لگیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں تو عدل وانصاف کا تقاضا یہ تھا کہ ہر حق دار کو اس کے حق کے مطابق ادا کریں۔ حضرت صفیہ کی شادی کے ابتدائی ایام ۱۶ھ میں اللہ تعالیٰ نے فتوحات کے دروازے کھول دیئے' مفتوحہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مشرقی ممالک سے مال غنیمت مدینہ منورہ پہنچا اس میں ان سلی نہایت عمدہ اعلیٰ اور نفیس چادریں تھیں' ان میں ایک چادر تو بڑی کھلی اور نہایت عمدہ قسم کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جو صحابہ تشریف فرما تھے انھوں نے مشورہ دیا کہ یہ چادر اگر عبداللہ کی بیوی صفیہ کو دے دی جائے تو نہایت مناسب رہے گا' ان کی نئی نئی شادی ہوئی ہے' یہ تحفہ ان کی خوشی میں بہت ہی زیادہ اضافے کا باعث بنے گا۔ یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں یہ چادر اس سے بھی ایک بہتر خاتون کو نہ دوں اور وہ ہے ام عمارہ نسیبہ بنت کعبؓ جس کے بارے میں جنگ احد کے موقع پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''میں نے اپنے دائیں بائیں ام عمارہ کو دیکھا کہ وہ بڑے جوش وجذبے کے ساتھ میرا دفاع کرتے ہوئے دشمن سے لڑائی لڑ رہی ہے۔''

صفیہ اور اس کے خاوند کی چند باتیں:

حضرت صفیہ رحمہا اللہ تعالیٰ کی اپنے خاوند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ چند خوشگوار یادیں بھی وابستہ ہیں جس سے اس کے فضل وشرف اور مقام ومرتبہ کا پتہ چلتا ہے۔ اس سلسلے میں امام ذہبی رقمطراز ہیں:

''عبداللہ بن جعفر نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے غلام نافع کی دس ہزار درہم قیمت کے بدلے حاصل کرنے کی پیشکش کی۔ یہ بات سنتے ہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیوی صفیہ کے پاس پہنچے ان سے اس موضوع پر بات کی انہوں نے کہا کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ فرمایا کیا ہم دس ہزار درہم سے کہیں زیادہ بہتر انداز نہ اپنائیں ہم اسے اللہ کی رضا کے لیے آزاد کر دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی دراصل یہ نیت تھی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اس آیت کریمہ کی روشنی میں طرز عمل اختیار کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون﴾ (آل عمران:۳/ ۹۲)

''تم ہرگز نیکی نہیں پا سکتے یہاں تک کہ وہ چیز خرچ کرو جسے تم پسند کرتے ہو''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے غلام نافع کو بہت پسند کرتے تھے اور اس پر کسی کو بھی ترجیح نہیں دیتے تھے۔

حضرت صفیہؒ اپنے خاوند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بہت خیال رکھا کرتی تھیں ان کی بڑے ہی احسن انداز میں خدمت کیا کرتی تھیں۔ حضرت نافعؒ حضرت صفیہؒ کی ان خدمات کا تذکرہ کرتے ہیں جو وہ بڑی خوشی' دلچسپی اور اپنائیت کے انداز میں اپنے خاوند کی بجالایا کرتی تھیں۔ بیان کرتے ہیں کہ:

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے' تیمارداری کے لیے جو پہلا شخص آیا اس سے انگور کھانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت صفیہ نے ایک درہم اس شخص کو دیا تاکہ انگوروں کا ایک گچھا خرید لائے۔ وہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے انگور خرید کر واپس ہوا تو ایک سوالی اس کے پیچھے ہولیا' یہ گھر داخل ہوا تو سوالی دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پتا چلا تو آپ نے فرمایا کہ یہ انگور تو اس سوالی کو دے دیئے جائیں۔ حضرت صفیہ نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے وہ انگور اس کے سپرد کر دیے۔ ایک اور درہم دے کر مزید انگور لانے کے لیے اس شخص کو روانہ کیا سائل نے موقع غنیمت جانتے ہوئے پھر ویسے ہی کیا۔ دروازے پر کھڑا ہو گیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پھر یہ حکم دیا کہ انگور اس سائل کو دے دیئے جائیں۔ اس طرح تین چار مرتبہ ایسے ہی ہوا' بالآخر حضرت صفیہؒ نے سائل سے کہا: ارے غور سے میری بات سنئے اگر آئندہ تو یہاں آیا تو میں تجھے کچھ نہ دونگی۔ اس طرح وہ دروازے پر آنے سے باز آیا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انگور نوش جان کئے۔

صفیہ اور سخاوت:

صحابہ کرامؓ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے اپنا مال و دولت بے دریغ خرچ کیا کرتے تھے۔ جود و سخا ان کی پسندیدہ عادت تھی' انفاق فی سبیل اللہ ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بڑی خوش دلی سے سخاوت کیا کرتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ وہ اپنی زوجہ محترمہ کو بھی جود و کرم کی اکثر و بیشتر تلقین کیا کرتے تھے۔ فقراء و مساکین کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کرنا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

سعید بن ابی ہلال بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جحفہ مقام پر پڑاؤ کیا' آپ بیمار تھے مچھلی کھانے کا شوق ظاہر کیا' ساتھیوں نے مچھلی تلاش کی تو انہیں صرف ایک مچھلی ملی۔ حضرت صفیہ نے پکا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دی آپ کھانے ہی لگے تھے کہ اتنے میں ایک مسکین آپ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا بھائی یہ مچھلی آپ لے لیجئے۔ بیوی نے یہ صورت حال دیکھ کر کہا سبحان اللہ آپ ٹھیک ہمارا امتحان لے رہے ہیں اتنی مشکل سے مچھلی تلاش کی وہ بھی ایک ملی' اسے خاص آپ کے لیے تیار کیا اور آپ اس مسکین سے فرما رہے ہیں کہ یہ تم لے جاؤ۔ واہ سبحان اللہ! کیا انوکھا فیصلہ ہے۔ ہمارے پاس زاد راہ ہے اس میں سے اس مسکین کو دے دیتے ہیں یہ مچھلی تو آپ کی چاہت کے مدنظر تیار کی گئی ہے۔ فرمایا عبداللہ کو یہی پسند ہے کہ مچھلی اس فقیر کو دے دی جائے۔ حضرت صفیہ نے کہا اسے ہم ایک درہم دے دیتے ہیں وہ اس کے لیے مچھلی سے زیادہ مفید رہے گا یہ کوئی اپنی ضرورت پوری کر لے گا فرمایا بس میری یہی خواہش ہے اور یہی ضرورت' بس اسی کو پورا کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ طرز عمل اختیار کر کے دراصل اپنے اہل خانہ کو یہ تعلیم دی کہ مساکین کو کھانا کھلانا بڑا ہی افضل عمل ہے' یہ بڑا اعلیٰ اور ارفع کام ہے۔ اسی طرح انھوں نے اپنی اہلیہ کو یہ تعلیم بھی دی کہ انسان کو اپنے نفس پر مکمل کنٹرول ہونا چاہیے تاکہ وہ بوقت ضرورت اسے مرغوبات سے روک بھی سکے' یہ صلاحیت تقویٰ اور نیکی کے قریب ترین ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت تک کھانا تناول نہ کرتے جب تک ان کے دستر خوان پر کوئی یتیم یا مسکین کھانے میں شریک نہ ہو جاتا' اس طرح کم خوری کی وجہ سے ان کا جسم بہت کمزور ہو گیا تھا۔ اس سلسلے میں بعض قریبی رشتہ داروں نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت صفیہؒ سے یہ شکوہ بھی کیا' آپ کو اپنے سر تاج میں کوئی دلچسپی نہیں ان کی یہ جسمانی حالت کیا بن چکی ہے؟ کیا آپ انہیں کچھ کھانے کو نہیں دیتیں؟ حضرت صفیہ نے جواب میں کہا میں کیا کروں؟ ہم جب بھی ان کے لیے کھانا تیار کرتے ہیں یہ کسی حاجت مند کو بلا کر کھلا دیتے ہیں۔

حضرت صفیہؒ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے راستے میں بیٹھنے والے غرباء ،فقراء اور مساکین کو کھانا کھلایا کرتی تھیں اور انہیں کہتی تھیں کہ تم عبداللہ کے راہ میں نہ بیٹھا کرو جب وہ بلائیں مت آیا کرو۔ تمہاری خدمت اسی طرح ہوتی رہا کرے گی' تمہاری یہ حالت دیکھ کر ان کی صحت پر بہت برے اثرات پڑتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی گھر تشریف لاتے تو یہ فرماتے فلاں کی طرف کھانا بھیجو' فلاں کو کھانا کھلاؤ' آپ کو بصد ادب بتا دیا جاتا کہ سب کے ہاں کھانا بھیج دیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تمہارا ارادہ ہے کہ میں رات کا کھانا نہ کھاؤں' زبان سے یہ الفاظ نکالنے کے بعد وہ واقعی اس رات کا کھانا نہ کھاتے۔

ابو نعیم اصفہانی اپنی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' میں رقمطراز ہیں:

وہ حمزہ بن عبداللہ بن عمر کے حوالے سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس زیادہ مقدار میں کھانا ہوتا تو اسی صورت سیر ہو کر کھاتے کہ کسی دوسرے کھانے والے کو اپنے ساتھ شامل کر لیتے۔ : کیلے کبھی سیر ہو کر نہ کھاتے۔ ایک دفعہ عبداللہ بن مطیع تیمارداری کے لیے آئے دیکھا کہ جسم بہت نحیف ہو چکا ہے۔ ان کی بیوی صفیہ سے کہا کیا آپ کو ان کی حالت پر رحم نہیں آتا؟ آپ انہیں اچھا کھانا کھلایا کریں تاکہ جسم میں توانائی پیدا ہو۔ انہوں نے کہا: ہم تو باقاعدہ ان کے لیے عمدہ قسم کا کھانا تیار کرتے ہیں لیکن ان کی یہ عادت ہے کہ وہ کھانا کبھی اکیلے کھاتے ہی نہیں بلکہ اکثر اوقات اپنا کھانا کسی دوسرے کو کھلا دیتے ہیں۔ اہل خانہ کو' حاضرین کو' سب کو کھانے پر مدعو کر لیتے ہیں' آپ خود اس سلسلے میں ان سے بات کر کے دیکھ لیں۔ عبداللہ بن مطیع نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! اگر آپ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کھانا تناول کرلیا کریں تو آپ کے جسم میں توانائی آسکتی ہے برائے مہربانی ذرا اپنا بھی خیال رکھا کریں' جسم کا بھی انسان پر حق ہوتا ہے جس کا پورا کرنا انسان کے فرائض میں شامل ہے۔ یہ بات سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا بھئی! آٹھ سال کا عرصہ بیت چکا کہ میں نے اس دوران ایک مرتبہ بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ اب آپ مجھے کہتے ہیں کہ میں خوب پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں جبکہ اب میری زندگی بہت تھوڑی سی باقی رہ گئی ہے۔

متقی شوہر الوداع:

تاریخ کی مستند کتابوں میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ معظمہ میں وفات پانے والے صحابہ کرام میں سب سے آخر میں یعنی ۷۳ھ میں فوت ہوئے۔ جہاں تک حضرت صفیہؒ کی وفات کا تعلق ہے یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تاریخ وفات کیا ہے البتہ قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی وفات اپنے شوہر کی وفات کے ایک عرصہ بعد ہوئی۔

امام مالک نے اپنی کتاب ''مؤطا'' میں ذکر کیا ہے کہ صفیہ بنت ابی عبید کی آنکھ میں درد ہوا جبکہ وہ اپنے خاوند کی وفات کا سوگ منا رہی تھیں وہ اپنی آنکھوں میں سرمہ اس وقت لگایا کرتی تھیں جب ان کی آنکھوں میں درد یا ورم پیدا ہو جاتا۔ قرآئن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صفیہ اپنے خاوند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات کے بعد کافی عرصہ بقید حیات رہیں یہاں تک کہ یہ بہت زیادہ بوڑھی ہوگئیں۔ سر کے بال خوب اچھی طرح سفید ہوگئے' بڑھاپا چھا گیا' جسمانی کمزوری نے ڈیرے ڈال لیے۔ طبقات ابن سعد نے فلیح کے حوالے سے روایت کیا اور اس نے حضرت نافع سے بیان کیا کہ حضرت صفیہؒ واقعی بہت بوڑھی ہوگئی تھیں' صفا اور مروہ کے درمیان طواف سواری پر بیٹھ کر کیا کرتی تھیں۔

بلاشبہ صفیہ بنت ابی عبیدؒ نے ایک مثالی خاتون، ایک معزز والدہ اور ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مہربان بیوی کے روپ میں اپنی زندگی بسر کی۔ خواتین عالم کو ان کے نقش قدم چلنے کی سعادت حاصل کرنی چاہیے۔

حضرت صفیہ بنت ابی عبیدؒ کے حالات زندگی مرتب کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ مؤطا امام مالك: ۲/۵۹۹

۲۔ حلیته الاولیاء: ۱/۲۹۸

۳۔ صفته الصفوة: ۱/۲۹۳

٤۔ تقریب التهذیب: ۲/۲۹٦

۵۔ سیر العلام النبلاء: ۳/۲۱۷،۲۱۸

٦۔ طبقات ابن سعد: ۸/٤۱۵

۷۔ المغازی: ۱/۲۷۱

۸۔ انساب الاشراف: ۱/۳۲۵،۳۲٦

۹۔ حیاة الصحابه: ۲/۸۷،۸۸

۱۰۔ البدایه والنهایه: ۸/۲۹۲

۱۱۔ مجمع الزوائد: ۳/۵۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رحمہا اللہ تعالیٰ

عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں:

''عمرہ بنت عبدالرحمان ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم حدیث کی سب سے زیادہ واقفیت رکھتی تھیں۔''

یحییٰ بن معین کہتے ہیں:

''عمرہ بنت عبدالرحمان میدان علم میں ثقہ اور حجت کا درجہ رکھتی تھیں۔''

امام ذھبی فرماتے ہیں:

''عمرہ بنت عبدالرحمان عالمہ' فقیہہ' حجۃ اور کثیر العلم تھیں۔''

حدیث عمرہ:

متقی' پرہیز گار' خلیفۂ وقت عمر بن عبدالعزیزؒ کو اہل علم کے دنیا سے کوچ کر جانے اور علم کے ضائع ہونے کا بہت اندیشہ رہتا تھا۔ انھوں نے اپنے دور کے کبار تابعین عظام اور علمائے کرام کے اقوال و آراء اور اجتھاد کو باقاعدہ احاطۂ تحریر میں لانے کا حکم صادر کیا تھا۔

ابن سعد نے اپنی کتاب ''الطبقات'' میں' علامہ بسوی نے اپنی کتاب ''المعرفۃ و التاریخ'' میں' علامہ خطیب بغدادی نے اپنی کتاب ''تقیید العلم'' میں' عبداللہ بن دینار کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مدینہ منورہ میں خط لکھا کہ:

''آپ کو جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بھی ملے' جس سنت کا پتہ چلے یا عمرہ بنت عبدالرحمان کی روایت کردہ کسی حدیث سے آگاہی حاصل ہو اسے لکھ لیا کرو کیونکہ مجھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علم کے پامال ہونے اور اہل علم کے اس دنیا سے کوچ کر جانے کا بہت اندیشہ لاحق رہتا ہے۔"

امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں یہ تحریر کیا ہے کہ:

"آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی جو حدیث آئے یا عمرہ بنت عبدالرحمان کی روایت کردہ کوئی حدیث ہو تو وہ مجھے لکھ بھیجا کریں۔"

امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز جس خاتون کا حدیث رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے حوالے سے تذکرہ کرتے ہیں' وہ کون ہے؟ عمر بن عبدالعزیز ہی اپنے ایک بیان میں تعارف کراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "وہ عمرہ بنت عبدالرحمان بن سعد بن زرارۃ بن علوس انصاریہ، نجاریہ، مدنیہ، فقیہہ تھیں۔ ان کا دادا کبار صحابہ کرام میں سے تھا' وہ سعد بن زرارۃ کا بھائی تھا۔"

عمرہ آغوش عائشہ میں:

عمرہ بنت عبدالرحمان نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آغوش میں پرورش پائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس ہونہار شاگرد کو بڑا قوی حافظہ عطا کیا تھا' اس نے حضرت عائشہؓ سے مروی احادیث کو زبانی یاد کرنے کی سعادت حاصل کی' اس طرح تابعین کی بیگمات و معزز خواتین میں ان کی سردار ہونے کا مرتبہ و مقام حاصل کیا کیونکہ یہ خود بھی بہت بڑی محدثہ، عالمہ، فاضلہ، فقیہہ اور ثقہ تھیں۔

امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ منورہ میں مقرر اپنے گورنر کو عمرہ بنت عبدالرحمان کی مرویات کو مدون کرنے کا حکم یونہی نہیں لکھ دیا تھا بلکہ اس کی درحقیقت وجہ یہ تھی کہ عمرہ بنت عبدالرحمان کو وہ سب احادیث زبانی یاد تھیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے احوال و اقوال کے بارے میں خوب اچھی طرح جانتی تھیں۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ قاسم بن محمد نے امام زھری سے کہا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''مجھے یہ دکھائی دے رہا ہے کہ آپ علم حاصل کرنے کے بڑے حریص ہیں' کیا میں آپ کو منبع علم کے بارے نہ بتاؤں۔'' اس نے کہا ''کیوں نہیں ضرور بتائیے۔'' فرمایا: ''عمرہ بنت عبدالرحمان سے رابطہ کیجئے کیونکہ اس نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آغوش میں پرورش پائی ہے۔

امام زھری کہتے ہیں کہ ''میں اس کے پاس حاضر ہوا واقعی وہ علم کی ناپیدا کنار سمندر تھیں۔''

اس عمدہ و اعلیٰ تربیت میں تمام تر فضل و شرف اماں عائشہؓ کے حصے میں آتا ہے جنہوں نے صحابہ کرام اور تابعین عظام میں سے جید علماء کی جماعت سے روئے زمین کو بھر دیا۔ ان خوش نصیب علماء میں مرد بھی شامل ہیں اور خواتین بھی۔

امیر المومنین عمر بن عبدالعزیزؒ نے تدوین حدیث کے لیے جید علماء کا انتخاب کیا' آپ کی نظر انتخاب کیا خوب تھی۔ خاص اہمیت کی حامل احادیث کے انتخاب کو ترجیح دی اور خاص طور پر عمرہ بنت عبدالرحمان جیسی فاضلہ' عالمہ' فقیہہ اور محدثہ کی مرویات کو جمع کرنے کا اہتمام کیا کیونکہ اس جلیل القدر خاتون میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تربیت کی بنا پر بہت سی خوبیاں جمع ہوگئی تھیں۔ علم حدیث' علم فقہ کے علاوہ احادیث کے ضبط و روایت کے اعتبار سے اس جلیل القدر خاتون کو ایک بلند مقام حاصل تھا۔

فقیہہ' محدثہ' راویہ:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تعلیم و تربیت نے عمرہ بنت عبدالرحمان کو چار چاند لگا دیئے تھے۔ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خوبیاں اپنانے کی وجہ سے اپنے دور کی سب تابعیات میں علم و فقہ کے اعتبار سے ایک اہم امتیازی مقام حاصل کر لیا تھا۔

عمرہ بنت عبدالرحمان نے صرف اپنی استاذ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احادیث روایت کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ام المومنین ام سلمہ، ان کی ماں جائی بہن ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان الانصاریہ، حبیبہ بنت سہل، ام حبیبہ حمنہ بنت جحشؓ سے بھی احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ یہ سب عالمہ، فاضلہ اور جلیل القدر صحابیات تھیں۔ انہوں نے رافع بن خدیجؓ سے بھی حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

عمرہ بنت عبدالرحمان سے بہت سے اکابر تابعین نے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ مثال کے طور پر ان کا بیٹا ابوالرجال محمد بن عبدالرحمان، دو پوتے حارثہ بن محمد اور محمد بن محمد، بھتیجا قاضی ابوبکر بن حزم، امام زہری، یحیٰ بن سعید انصاری، عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

عمرہ بنت عبدالرحمان کی مرویات اسلامی کتب میں جا بجا بکھری پڑی ہیں اور محدثین کی ایک جماعت نے ان احادیث کو روایت کیا۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی مرویات کے نمونے:

(۱) حضرت عمرہ بنت عبدالرحمان سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت آیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیت المال میں سے پانچ کپڑے ارسال کیے تاکہ انہیں ان کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ ان کی بہن حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے اپنی طرف سے وہ بیت المال میں جمع کرا دیا۔ عمرہ بنت عبدالرحمان کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا، یتیموں اور بیواؤں کی غم گسار، یکتائے روزگار اور قابل ستائش جلیل القدر خاتون چل بسی۔"

(۲) فقہ و سیرت کے حوالے سے حضرت عمرہ بنت عبدالرحمان کی مرویات میں سے جسے یحیٰ بن سعید نے روایت کیا وہ یہ ہے کہ عمرہ بنت عبدالرحمان بیان کرتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، آپ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پچیس ذی القعدہ کو روانہ ہوئیں۔ ہمارا خیال تھا کہ یہ حج کے دن ہیں۔ جب ہم مکہ معظمہ کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے تو وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کے بعد احرام کھول دے۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کا تذکرہ قاسم بن محمد سے کیا۔ انھوں نے فرمایا ''بخدا عمرہ بنت عبدالرحمان نے بالکل صحیح انداز میں حدیث آپ کو بیان کی ہے۔''

یہ بات قابل ذکر ہے کہ قاسم بن محمد بذات خود مشہور و معروف سات فقہاء میں سے ہیں۔ وہ حضرت عمرہ بنت عبدالرحمان سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرویات کے بارے میں دریافت کیا کرتے تھے' اس لیے کہ وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علم کی سب سے بڑی اور نمایاں وارث تھیں۔

(۳) حدیث کی روایت کے اعتبار سے حضرت عمرہ بنت عبدالرحمانؒ بڑی روشن اطراف و خوش نصیب واقع ہوئی ہیں۔ اسامہ بن زید جیسے جلیل القدر صحابی نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے حوالے سے عمرہ بنت عبدالرحمان کی حدیث سنی۔ وہ فرماتے ہیں کہ عمرہ بنت عبدالرحمان نے مجھے حدیث بیان کی کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ اپنے صدقات کے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔ کہتی ہیں واہ سبحان اللہ ان لوگوں کی باتیں اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان سے کس قدر مطابقت رکھتی ہیں:

﴿وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ﴾ (الانعام: ۱۳۹/۶)

''وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ان جانوروں کے پیٹ میں ہے یہ ہمارے مردوں کے لیے مخصوص ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے لیکن اگر وہ مردہ ہو تو دونوں اس کھانے میں شریک ہو سکتے ہیں''

عمرہ بنت عبدالرحمان کے بارے میں علماء کے اقوال:

ائمہ کرام اور ثقہ علماء نے محض حقیقت حال واضح کرنے کی خاطر حضرت عمرہ بنت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمان کا تذکرہ بڑا ہی عمدہ پیرائے میں کیا ہے۔ ان کے پیش نظر صرف یہ ہے کہ ہر حق دار کو اس کا حق ملنا چاہیے۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز عمرہ بنت عبدالرحمان کے بھائی محمد بن عبدالرحمان سے کہتے ہیں:

''ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے علم حدیث کو سب سے بڑھ کر جاننے والی حضرت عمرہ بنت عبدالرحمان ہیں۔''

اسی لیے حضرت عمر بن عبدالعزیز علمی مسائل کے بارے میں انہی سے سوال کیا کرتے تھے اور اسی سے فتویٰ حاصل کیا کرتے تھے۔

دو ثقہ اور جلیل القدر علماء میں سے یحییٰ بن معین اور علامہ عجلی نے عمرہ بنت عبدالرحمان کے بارے میں یہ شہادت دی ہے کہ وہ بہت بڑی ثقہ راویہ تھیں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ ''عمرہ بنت عبدالرحمان ثقہ او حجت کے درجے پر فائز تھی۔ علامہ عجلی کہتے ہیں کہ

''عمرہ بنت عبدالرحمان مدنیہ' تابعیہ اور ثقہ راویہ ہیں۔''

علی بن عبداللہ مدینی' یہ علم حدیث کے نمایاں اور بہت بڑے عالم تھے جب بھی یہ عمرہ بنت عبدالرحمان کا نام لیتے تو بڑی عزت اور تکریم سے نام لیتے اور فرماتے:

''عمرہ بنت عبدالرحمان ان علماء میں سے تھیں جن پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اعتماد کا اظہار فرمایا۔''

سفیان بن عیینہ نے ان کے علم کی شہادت دیتے ہوئے کہا کہ ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم حدیث کے بارے میں لوگوں میں زیادہ جاننے والے تین ہیں:

۱۔ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۲۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

۳۔ اور عمرہ بنت عبدالرحمان رضی اللہ عنہا

ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ''حضرت عائشہ' حضرت عمرہ' قاسم اور عروہ علم حدیث میں ثقہ حجت اور قابل اعتماد ہیں۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابن حبان نے اپنی کتاب ''ثقات'' میں عمرہ بنت عبدالرحمان کا تذکرہ کیا' یہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''حضرت عمرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرویات کو سب سے زیادہ جانتی تھیں۔''

محمد بن شہاب زہری فرماتے ہیں کہ ''عمرہ بنت عبدالرحمان ایک ایسا علم کا سمندر ہے جو ختم یا خشک ہونے والا نہیں۔''

مؤرخین اور سوانح نگاروں نے بہت ہی عمدہ پیرائے میں حضرت عمرہ بنت عبدالرحمان کا تذکرہ کیا ہے۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ ''عمرہ بنت عبدالرحمان عالمہ تھیں۔'' یہ جملہ حضرت عمرہ بنت عبدالرحمان کی قدر و منزلت کو دوبالا کر دیتا ہے۔

امام ذہبی کہتے ہیں کہ عمرہ بنت عبدالرحمان عالمہ، فاضلہ، فقیہہ اور کثیر العلم تھیں۔

علامہ ابن العماد حنبلی نے اپنی کتاب ''شذرات'' میں لکھا ہے کہ فقیہہ' فاضلہ' عمرہ بنت عبدالرحمان وہ جلیل القدر خاتون ہیں جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آغوش میں پرورش پائی اور انہی سے اکثر احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا وہ بڑی ہی عادلہ ضابطہ خاتون تھیں' ان سے لوگوں نے علم حاصل کیا۔''

علماء کی تعریف میں کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ:

العز مخصوص به العلماء
ما للانام سواهم ماشاؤوا
ان الاكابر يحكمون على الورىٰ
وعلى الاكابر يحكم العلماء

''عزت علماء کے ساتھ مخصوص ہے اور لوگوں کے لیے وہی کچھ ہے جو وہ چاہیں۔
اکابرین مخلوق پر حکومت کرتے ہیں اور اکابر پر علماء حکومت کرتے ہیں۔''

یہ آخرت کا گھر:

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمان مدینہ منورہ میں زندگی بھر علم کی روشنی پھیلاتی رہیں'

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ ہمیشہ سفر آخرت کے لیے تیار رہتی تھیں' جب وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بھائی محمد بن عبدالرحمان یا اپنے بھتیجے کو بلا کر کہا' ان کا بقیع قبرستان کے قریب ایک باغ تھا' مجھے باغ کے اندر قبر کے لیے جگہ دے دینا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے کہ کسی میت کی ہڈی کا توڑنا ایسے ہی ہے جیسے کسی زندہ کی ہڈی کو توڑ دیا جائے۔

۹۸ھ کو حضرت عمرہ بنت عبدالرحمان نے وفات پائی اور انہیں بقیع غرقد مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ عمرہ بنت عبدالرحمان پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔ اس کی قبر کو تر و تازہ اور پر بہار بنائے اور ہمارے دلوں کو ان کے تذکرے سے آباد رکھے۔ وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمان کے حالات زندگی مرتب کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ طبقات ابن سعد: ۴۰۸/۸
۲۔ المعرفة والتاریخ: ۴۴۲/۱
۳۔ تقیید العلم: ۱۰۵، ۱۰۶
۴۔ سیر اعلام النبلاء: ۵۰۷/۴
۵۔ تهذیب التهذیب: ۴۳۸/۱۲
۶۔ الاعلام: ۷۲/۵
۷۔ تذکرة الحفاظ: ۱۱۲/۱
۸۔ تقریب التهذیب: ۳۵۸/۲
۹۔ الاعلام: ۱۷۲/۸، ۱۷۳
۱۰۔ تهذیب الاسماء واللغات: ۳۳۲/۱
۱۱۔ بغیة الوعاة: ۵۲۸/۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت حفصہ بنت سیرین رحمہا اللہ تعالیٰ

ایاس بن معاویہ کہتے ہیں:

''مجھے کوئی ایسا نہ ملا جسے میں حفصہ'' پر فضیلت دے سکوں!''

یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ:

''حفصہ بنت سیرین ثقہ اور حجت کے درجے پر فائز ہیں۔''

حقیقی وراثت:

اس جلیل القدر خاتون کو علم کے ساتھ محبت اور پڑھائی میں دلچسپی خاندان سے ورثہ میں ملی۔ اس نے ایک ایسے گھرانے میں نشوونما پائی جو تقویٰ' علم' پرہیزگاری اور دنیا سے بے رغبتی رکھنے میں مشہور و معروف تھا۔ اس عظیم المرتبت خاتون نے مدرسہ صحابہ سے سند فراغت حاصل کی' یہ وہ مدرسہ ہے جس نے دنیا کو ایسی علمی شخصیات سے نوازا جو عزت و وقار کے آسمان پر روشنی کے دائروں کی صورت میں چمکے اور انھوں نے زمانے کی گردش کو اپنے علوم سے آراستہ کر دیا۔ اپنے اعمال سے علمی تہذیب و تمدن کی بنیاد ڈالی اور تہذیب کی زندگی کے آثار آج تک زندہ جاوید دکھائی دے رہے ہیں۔ حاملین فضل و شرف اور اصحاب معرفت نے اس جلیل القدر تابعیہ کی فضیلت کی شہادت دی اور اس کی بہت عمدہ تعریف کی' جس سے اپنے دور کی خواتین میں ان کا مرتبہ و مقام بڑا بلند دکھائی دینے لگا۔ ان کے فضل و شرف اور عظمت و پذیرائی کو چار چاند لگ گئے۔ ان کا علمی مرتبہ و مقام آشکار ہوا۔ ان کے بارے میں مشہور و معروف تابعی ایاس بن معاویہ کہتے ہیں کہ ''مجھے تابعین میں کوئی ایسا دکھائی نہیں دیتا جسے میں حفصہ بنت سیرین پر ترجیح دے سکوں۔'' اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت حفصہ بنت سیرین اپنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دور کی تابعی خواتین میں سرداری کے مقام ومرتبہ پر فائز تھیں۔ فقہ وعلم کے حوالے سے ان کے دور میں کوئی بھی ان کا ہم پلہ دکھائی نہیں دیتا۔ علمی گتھیاں سلجھانے کے لیے ان کی طرف رجوع کیا جاتا اور یہ جلیل القدر اور عظیم المرتبت خاتون ام الھذیل' حفصہ بنت سیرین فقیہہ انصاریہ بصریہ تھیں۔ یہ مشہور ومعروف تابعی محمد بن سیرین کی ہمشیرہ تھیں۔

خوشگوار ابتداء:

حضرت حفصہ بنت سیرین کی قابل رشک معطر سیرت کا تذکرہ کرنے سے پہلے ہم ان کے ابتدائی خوشگوار حالات پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے ہیں۔ ان کا والد سیرین' حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔ آپ نے یہ حضرت خالد بن ولیدؓ سے خریدا' انھوں نے اسے سرزمین عراق کی بستی انبار کے قریب ''عین التمر'' سے گرفتار کیا تھا۔ حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے سیرین سے یہ معاہدہ طے کرلیا تھا کہ اگر تم اتنی رقم ادا کردو گے تو میں تجھے آزاد کردوں گا۔ انھوں نے وہ رقم ادا کر کے آزادی حاصل کرلی۔

کچھ ہی عرصہ بعد سیرین نے صفیہ نامی خاتون سے شادی کرلی۔ صفیہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کنیز تھیں۔ یہ بڑی عالمہ فاضلہ اور بابرکت خاتون تھیں۔ انہیں یہ اعزاز حاصل ہوا کہ شادی کے موقع پر تین ازواج مطہرات نے انہیں خوشبو لگائی' تیار کیا اور انہیں اپنی نیک دعاؤں اور تمناؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ انہیں یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ ان کی شادی کی تقریب میں اٹھارہ بدری صحابہ کرام نے شرکت کی جن میں حضرت ابی بن کعب بھی تشریف فرما تھے۔ انھوں نے دعا کی' سب نے آمین کہا۔
واہ سبحان اللہ کیسی بابرکت شادی کی تقریب یہ تھی۔

حفصہ بیان کرتی ہیں کہ ابا جان سیرین نے مدینہ منورہ میں شادی کی' کھانا تیار کیا' ساتھ صحابہ کرام کو مدعو کیا' جن میں حضرت ابی بن کعب بھی تھے انھوں نے اس دن روزہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رکھا ہوا تھا' وہ تشریف لائے' روزے کی وجہ سے کھانے میں تو وہ شریک نہ ہو سکے البتہ انھوں نے دعائے خیر میں شرکت کی۔ واہ سبحان اللہ! کیسی مبارک محفل تھی اور کیسے عظیم الشان مہمان تھے۔ دلہا اور دلہن کے تو کیا کہنے! جن کی شادی کی پر مسرت تقریب میں آسمان علم وتقویٰ کے ستارے اتر آئے۔ اس بابرکت شادی کے بعد حفصہ محمد' یحیٰ' کرتمیہ اور ام سلیم پیدا ہوئے۔ سیرین نے صفیہ کے علاوہ بھی دیگر خاتون سے شادی کی' جس سے معید، انس، سودہ اور عمرہ پیدا ہوئے۔

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ سیرین کی ساری اولاد تابعی تھی اور یہ سب کے سب جلیل القدر ثقہ عالم فاضل کے درجے پر فائز ہوئے۔

امام نووی ؒ فرماتے ہیں:

''سیرین کی ساری اولاد کو ثقہ راوی ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔''

حضرت حفصہ نے اس عالی مقام گھرانے میں پرورش پائی' ان کے لیے تو یہی بہت بڑے فخر کی بات ہے کہ ان کے خاندان کا آقا جلیل القدر صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت حفصہ نے ان کی آنکھوں کے سامنے تعلیم وتربیت حاصل کی اور بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام اور صحابیات سے علمی استفادہ کیا جن میں سرفہرست ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ اور ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہما ہیں۔

حضرت حفصہ نے جس طرح بہت سے تابعین عظام سے حدیث کا علم حاصل کیا' اسی طرح انہوں نے اپنے بھائی یحیٰ اور ابوالعالیہ رفیع بن مھران بصری سے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ یہ بڑے مشہور ومعروف عالم، فاضل، امام، قاری، حافظ اور مفسر تابعی تھے۔

حضرت حفصہ ؒ نے حدیث روایت کرنے کے حوالے سے صرف تابعین عظام پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ تابعیات میں سے خیرۃ ام الحسن بصری سے بھی حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

حضرت حفصہ ؒ نے بڑے عالم فاضل تابعین اور جلیل القدر علمائے کرام سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث روایت کی' ان میں سے ان کے بھائی محمد بن سیرین' قتادہ' ایوب' ابن عون' ہشام بن حسان قابل ذکر ہیں۔

حضرت حفصہ بنت سیرین سے مروی حدیث احادیث کی صحاح' سنن اور مسانید کی کتابوں میں مذکور ہے' ان سے غسل میت کے بارے میں ایک مشہور و معروف حدیث مذکور ہے جسے انہوں نے ام عطیہ انصاریہؓ کے حوالے سے روایت کیا۔ فرماتی ہیں:

''جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب فوت ہوئیں تو آپ نے ارشاد فرمایا اسے تین یا پانچ مرتبہ یعنی طاق عدد میں غسل دینا اور آخر میں کافور ملا لینا یا تھوڑا سا کافور لگا دینا' جب تم اسے غسل دے لو تو مجھے بتانا۔ جب ہم نے غسل دے دیا تو آپ نے ہمیں اپنا تہبند عنایت کیا اور فرمایا یہ اسے پہنا دیں۔''

حفصہؒ سے پوچھو!

محمد بن سیرینؒ کو اگر قرآن حکیم کے پڑھنے یا سمجھنے میں کوئی مشکل پیش آتی تو فرماتے'' جاؤ حفصہ سے دریافت کرو کہ وہ کیسے پڑھتی ہے؟''

علوم قرآن کی معرفت کے حوالے سے حضرت حفصہؒ کے لیے یہ بہت بڑی شہادت ہے جس سے ان کا علمی مرتبہ و مقام بڑا بلند دکھائی دیتا ہے' اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حفصہ فہم و فراست اور کتاب اللہ کو زبانی یاد کرنے کے اعتبار سے بھی بہت بلند مقام پر فائز تھیں۔ یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں کہ لوگ قرآنی مسائل دریافت کرنے کے لیے حضرت حفصہ سے رجوع کرتے ہیں' انہوں نے علمی میدان میں بہت محنت کی' بڑی توجہ سے علم حاصل کیا' بارہ سال کی عمر میں انہوں نے قرآن کی تعلیم حاصل کر لی تھی اور پھر دن رات قرآنی ماحول ہی میں بسر ہونے لگے۔ صبح و شام اس کے زیر سایہ زندگی کی بہاریں گزرنے لگیں۔

حضرت حفصہؒ ہمیشہ ذکر الٰہی میں مصروف رہا کرتی تھیں۔ ان کا ورد قرآن حکیم کی تلاوت ہی ہوا کرتا تھا۔ یہ مبارک ورد انہوں نے اپنی ساری زندگی اپنا معمول بنائے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رکھا' زندگی کے آخری لمحات تک اس میں کبھی کوئی کوتاہی نہ کی۔

جہاں تک قرآن حکیم کی آیات کے فہم کا تعلق ہے' حضرت حفصہ کی علمی وسعت اور فقہی استعداد اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ آیات قرانی کی فہم و بصیرت میں بڑی مہارت رکھتی تھیں۔ علامہ ابن الجوزی اپنی کتاب ''صفۃ الصفوۃ'' میں رقم طراز ہیں کہ ''عاصم الاحول بصری فرماتے ہیں کہ ہم حضرت حفصہؒ کے پاس جاتے' آپ چادر اوڑھ کر اس کا نقاب کرلیتیں۔ ہم عرض کرتے: اللہ آپ پر رحم کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحاً فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِيْنَةٍ﴾ (النور: ٦٠)

''(اور بڑھاپے کی وجہ سے) بیٹھ رہنے والی عورتیں جو نکاح کی خواہش نہیں رکھتیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں کہ وہ اپنے کپڑے اتار رکھیں (بشرطیکہ اپنی آرائش ظاہر کرنے والی نہ ہوں۔''

''عاصم کہتے ہیں کہ اس عمر میں پردے کے لیے کیا اب یہ چادر ضروری ہے؟ آپ فرماتیں کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا ہے۔ ہم نے کہا: اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ﴾

''اور (اس سے بھی) بچیں تو ان کے لیے بہتر ہے۔''

آپ فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم چادر کے اثبات پر دلالت کرتا ہے۔

حفصہ کی عبادت گزاری اور نماز:

حضرت حفصہؒ عبادت' دین' پاکدامنی' شرافت اور پاکیزگی کے اعتبار سے خواتین کی سردار تھیں۔ راتوں کا بیشتر حصہ عبادت گزاری کی نظر ہوتا' عبادت کے میدان میں انہیں وافر حصہ میسر آیا۔ یہ عبادت گزاری کے حوالے سے ایسے بلند مقام تک پہنچیں جس مقام پر اس دور کے بڑے بڑے زاھد، عابد اور شب زندہ دار فائز تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مہدی بن میمون کہتے ہیں کہ حفصہ بنت سیرین تیس سال تک نماز کی جگہ سے صرف سونے یا کسی کے گھر آنے پر ملاقات کرنے یا پھر قضائے حاجت کے لیے ہی نکلا کرتی تھیں' باقی سارا وقت عبادت میں صرف کرتیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

ہشام بن حسان حضرت حفصہ کی عبادت کے حوالے سے ایک روشن جھلک پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''آپ اپنی مسجد میں داخل ہوتیں' اس میں ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور صبح کی نماز ادا کرتیں پھر وہیں تشریف رکھتیں۔ جب دن چڑھ جاتا' آپ اشراق کی نماز ادا کرتیں' پھر وضو کرتیں' سو جاتیں۔ جب ظہر کا وقت ہوتا تو پھر مسجد میں داخل ہو کر پہلے کی طرح اپنا عمل دہراتیں۔''

حضرت حفصہؒ نے اپنی اتنی عبادت پر ہی بس نہیں کیا بلکہ وہ نماز میں بہت لمبا قیام کیا کرتی تھیں۔ اکثر دوران نماز خشیت الٰہی سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جایا کرتے۔ ان کی ایک سندھی کنیز تھی' اس سے دریافت کیا گیا کہ تیری اپنی مالکہ کی عبادت گزاری کے معاملے میں کیا رائے ہے۔ وہ بڑی ہی معصومانہ انداز میں جواب دیتی ہے کہ ''میری مالکہ کے بارے میں کیا پوچھتی ہو' اس کی عبادت گزاری کے کیا کہنے' وہ رات کا بیشتر حصہ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہوئے گزار دیتی ہیں' یوں معلوم ہوتا ہے جیسے انہوں نے کسی بڑے جرم کا ارتکاب کر لیا ہو اور اب اس سے توبہ کے لئے یہ انداز اپنایا ہو۔ وہ بڑی نیک صالح خاتون ہیں۔ وہ رات بھر نماز کے دوران روتی رہتی ہیں۔''

حضرت حفصہؒ جوانی کے عالم میں دوسروں کو اطاعت الٰہی اختیار کرنے پر انگیخت کرتی رہتی تھیں۔ ان کا ہمیشہ جوانوں کے نام یہ پیغام ہوتا ''اے نوجوانو! جوانی میں اپنے آپ کو سنبھالو عمل تو وہی کارآمد ہے جو جوانی میں کیا جائے۔''

حضرت حفصہؒ نماز میں گہری دلچسپی لینے کے ساتھ ساتھ روزہ رکھنے کا بھی بہت اشتیاق رکھتی تھیں' جب سے انہوں نے ہوش سنبھالا روزہ رکھنے کو اپنا معمول بنا لیا۔ صرف عیدین یا ایام تشریق یا جن دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے کے علاوہ کبھی روزے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا ناغہ نہ کرتیں۔ یہ صائمۃ الدھر خاتون تھیں' ان کے بیٹے ہذیل کے پاس ایک دودھ دینے والی اونٹنی تھی' وہ ہر روز صبح کے وقت اپنی والدہ کے لیے تازہ دودھ بھیجا کرتے تھے۔ یہ اسے فرماتیں:

''بیٹا تم جانتے ہو کہ میں دودھ پی نہیں سکتی میرا روزہ ہوتا ہے۔'' تو وہ کہتا اماں جان! عمدہ دودھ وہ ہوتا ہے جو رات بھر اونٹنی کے تھنوں میں رہے' آپ یہ دودھ جسے چاہیں پلا دیا کریں۔'' حضرت حفصہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے یہ دودھ فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیا کرتی تھیں۔

حضرت حفصہ علماء کی نظر میں:

حضرت حفصہ بنت سیرین کبائر علماء حدیث، کبار تابعین اور مؤرخین کی نگاہ میں بلند مرتبہ و مقام پر فائز تھیں۔ اپنے دور کے امام حدیث حضرت یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ ''حفصہ بنت سیرین ثقہ اور حجت کے درجے پر فائز تھیں۔'' احمد بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ''حفصہ بنت سیرین ایک ثقہ راویہ تھیں۔'' ابن حبان نے حضرت حفصہ کا تذکرہ اپنی کتاب ''الثقات'' میں کیا ہے۔ ایاس بن معاویہ فرماتے ہیں کہ ''مجھے آج تک کوئی ایسا نہ ملا جسے میں حضرت حفصہ پر ترجیح دے سکوں۔'' حسن بصری اور ابن سیرین کہتے ہیں کہ ''ہم حضرت حفصہ بنت سیرین سے کسی کو زیادہ افضل نہیں سمجھتے۔'' ہشام بن حسان فرماتے ہیں ''میں نے حسن بصری اور ابن سیرین کا جائزہ لیا تو میں ان دونوں کو حضرت حفصہ سے زیادہ دانشور نہیں سمجھتا۔'' تابعی خواتین کا تذکرہ کرتے ہوئے ابن ابی داؤد فرماتے ہیں کہ ''تابعیات میں سردار حفصہ بنت سیرین' عمرہ بنت عبدالرحمان اور ام الدرداء صغریٰ تھیں۔''

حضرت حفصہ بنت سیرین کے لیے یہ بات باعث فخر ہے کہ وہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہونہار شاگردہ تھیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حفصہ بنت سیرین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے اخلاق و معارف کا بیشتر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حصہ حاصل کیا اس طرح وہ خواتین میں ایک بلند اور ممتاز مقام پر فائز ہوئیں۔

حفصہ اور ان کا بیٹا ہذیل:

حفصہ کا بیٹا ہذیل اپنی والدہ کا بڑا ہی فرمانبردار تھا' وہ ہر ایسا کام کرتا جو والدہ کے لیے راحت کا باعث بنتا اور وہ اس سے دلی خوشی محسوس کرتیں۔ بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ والدہ نے اپنے بیٹے کی تربیت بہت ہی عمدہ انداز میں کی اور بیٹے نے بھی فرمانبرداری کا حق ادا کیا۔ ہشام بن حسان بیان کرتے ہیں کہ حفصہ کا بیٹا ہذیل موسم گرما میں ایندھن جمع کرتا' لکڑیوں کو پھاڑتا اور ترتیب سے رکھتا جاتا' جب موسم سرما آتا' حضرت حفصہ اپنے کمرے میں عبادت کرتے ہوئے سردی محسوس کرتیں تو یہ فرمانبردار بیٹا انگیٹھی سلگا کر اس کمرے میں پیچھے کی جانب رکھ دیتا' اس انگیٹھی میں کاٹی ہوئی چھیلی ہوئی لکڑیاں استعمال کرتا جن کا دھواں تکلیف کا باعث نہ بنتا۔ والدہ جب گرمی محسوس کرتیں تو اپنے بیٹے کو دعائیں دیتیں۔ بیٹا یہ خدمت اپنی والدہ کی فرمانبرداری اور اس کی عظمت کے اعتراف کے طور پر کرتا۔

جب ہذیل وفات پا گیا' ماں کو غم تو ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے صبر عطا کر دیا اور وہ بڑی ہی صابرہ شاکرہ خاتون تھیں۔ فرماتی ہیں:

''جب میرا بیٹا ہذیل فوت ہوا اللہ نے اسے صبر کرنے کی توفیق تو دی لیکن دلی قلق اور اضطراب جاتا نہیں تھا۔ ایک رات میں سورۂ نحل کی تلاوت کرنے لگی جب اس آیت پر پہنچی:

﴿وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيلًا إِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النحل: ۹۵،۹۶)

''اور اللہ کے عہد کے عوض میں تھوڑے سے دام نہ لو بے شک جو (ثواب) اللہ کے ہاں ہے وہ تمہارے لیے (بہت) اچھا ہے اگر تم جانتے ہو۔ جو (دنیا کا مال و

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

متاع) تمہارے پاس ہے فنا ہو جائے گا اور جو (ثواب) اللہ کے ہاں ہے وہ (ہمیشہ) باقی رہنے والا ہے۔ بے شک ضرور ہم ان لوگوں کو جنھوں نے صبر کیا ان کا بدلہ دیں گے اس اچھے کام کے موافق جو وہ کرتے تھے۔''

فرماتی ہیں کہ میں نے یہ آیت بار بار پڑھنا شروع کی جس سے میرے دل کا اضطراب، بے چینی اور بیٹے کی جدائی کا غم یکسر ختم ہو گیا۔

موت کی تیاری:

حفصہ بنت سیرین جس طرح عبادت، زہد، نیکی اور حج کا اہتمام کرتی تھیں اسی طرح وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے مستعد رہتیں۔ ان کے حالات جاننے والے کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنا کفن خود تیار کر رکھا تھا، جب یہ حج کے لیے جاتیں تو احرام میں اپنا کفن پہن لیتیں، ان کی دلی خواہش یہ تھی کہ موت اللہ کے ذی شان گھر میں آئے۔ ان کا پسندیدہ موضوع گفتگو یہ تھا کہ یہ اپنے ارد گرد رہنے والوں کو ہمیشہ اس بات کی تلقین کرتیں کہ موت انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اگر کسی کو موت اللہ کے گھر میں آئے تو اس کی خوش قسمتی کے کیا کہنے!

جب حفصہ حج اور عمرے سے فارغ ہوتیں تو یہ کفن سنبھال کر رکھ لیتیں، جب رمضان کے آخری دس دن شروع ہوتے تو پھر یہ کفن پہن لیتیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرنے لگتیں، دعائیں مانگتی، التجائیں کرتی رہتیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے تمام اعمال قبول فرمالے۔

حضرت حفصہ ایک پلک جھپکنے کے مطابق بھی کبھی موت کی یاد نہ بھلاتیں بلکہ وہ پسند کرتی تھیں کہ اسے شہادت کی موت نصیب ہو خواہ طاعون کی بیماری میں مبتلا کیوں نہ ہونا پڑے۔

طبقات ابن سعد میں حضرت حفصہ کا یہ فرمان منقول ہے کہ مجھ سے ایک روز حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ''تو کس طرح مرنا پسند کرتی ہے۔'' تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں نے کہا: ''طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر'' فرمایا ''یہ تو ہر مسلمان کے لیے شہادت کی موت ہے۔''

یہ انداز فکر حضرت حفصہؒ کی فقاہت پر دلالت کرتا ہے کہ طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر وفات پانا بہت بڑا اعزاز ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے یہ اعزاز اور اختصاص عنایت فرماتا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں دریافت کیا آپ نے ارشاد فرمایا ''یہ عذاب ہے اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اسے بھیجتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے مومنوں کے لیے رحمت بنا دیتا ہے۔''

حضرت حفصہ نے تقریباً ستر سال کی زندگی بسر کی۔ اس نے واقعی تقویٰ' پاکیزگی' نیکی اور دین داری کے حوالے سے مسلمان عورت کے لیے ایک نمونہ پیش کیا۔ ان کی نیکی صالحین کے لیے وراثت کا درجہ پا گئی اور انہوں نے ان جلیل القدر تابعی خواتین کے ساتھ زندگی بسر کی جنھوں نے تاریخ کا رخ موڑ دیا' نیز تاریخ کے کانوں اور آنکھوں کو سمع و بصارت سے آراستہ کیا۔

تابعی خواتین کی سردار جلیل القدر اور عظیم المرتبت:

حضرت حفصہ بنت سیرین ۱۰۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہتی ہوئی اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوئیں۔ جنازے میں لوگوں کا جم غفیر شامل ہوا۔ بصرہ میں رہائش پذیر تابعین عظام بھی شریک تھے اور سرفہرست حضرت حسن بصریؒ اور حضرت حفصہ کے بھائی محمد بن سیرین جنازے میں شریک تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت حفصہ اور آل سیرین پر رحمت کی برکھا برسائے اور انہیں اعلیٰ علیین جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

حضرت حفصہ بنت سیرین کے حالات زندگی مرتب کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ طبقات ابن سعد: ۳۸٤/۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

٢۔ سير اعلام النبلاء: ٥٠٧/٤
٣۔ تهذيب التهذيب: ٥٠٩/١٢
٤۔ تهذيب الاسماء واللغات: ٨٣/١
٥۔ المعرفة والتاريخ: ٢٧/٣
٦۔ البدايه والنهايه: ٢٧٩/٩
٧۔ صفة الصفوة: ٢١/٤

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت فاطمہ بنت منذر رحمہا اللہ تعالیٰ

علامہ عجلی فرماتے ہیں کہ:

"فاطمہ بنت منذر مدنیہ، تابعیہ اور ثقہ راویہ ہیں۔"

فاطمہ بنت منذر کو اپنے خاوند کی استاذ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے اور وہ ہیں ہشام بن عروہ جو کہ بڑے ثقہ امام ہوئے۔

فاطمہ بنت منذر سے روایت کردہ احادیث حدیث کی کتابوں صحاح، سنن اور مسانید میں مذکور ہیں۔

اپنے خاوند کی استاذ:

جلیل القدر تابعیہ جنہوں نے صحابیات کے مدارس سے تعلیم حاصل کی' انہیں اپنے شوہر کی استاذ ہونے کا اعزاز حاصل ہوا' جس کے بارے میں علامہ ذہبی بیان کرتے ہیں کہ "اسے شیخ الاسلام اور ثقہ امام ہونے کا شرف حاصل تھا۔"

محمد بن سعد ان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "وہ محدث' حجت' ثقہ اور پایہ ثبوت تک پہنچنے والا عالم فاضل تھے۔

علمائے حدیث متفقہ طور پر انہیں حدیث کے میدان میں جلیل القدر عظیم المرتبت ثقہ امام خیال کرتے ہیں۔ ان سے تقریباً چار سو احادیث مروی ہیں۔ ان احادیث میں سے بیشتر انہوں نے اپنی بیوی سے سن کر یاد کیں جو تابعین کے دور میں ایک عالی مرتبت خاتون تھی۔

فاطمہ بنت منذر کے خاوند کا نام ہشام بن عروہ بن زبیر بن العوام ہے۔ اسے ابوالمنذر قرشی' اسدی' زبیری اور مدنی کے القابات سے بھی پکارا جاتا تھا۔ یہ ۶۱ ھ میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوئے اور ان کا شمار اکابر تابعین میں ہوا۔

ان کی بیوی اور فن حدیث میں ان کی استاذ ان کے چچا کی بیٹی فاطمہ بنت منذر بن زبیر بن العوام اسدیہ قرشیہ تھی۔ یہ خواتین میں سے حدیث کی ثقہ راویہ تھیں اور یہ ان خواتین میں سے تھیں جن سے باقاعدہ دوسروں نے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا اور خاص طور پر ان کے خاوند حضرت ہشام بن عروہ نے اکثر و بیشتر احادیث اپنی بیوی حضرت فاطمہ بنت منذر سے روایت کیں۔

ان کا خاوند ہشام بن عروہ حدیث کے روایت کرنے کے حوالے سے اپنی بیوی کی بہت قدر کیا کرتے تھے' ان کے فضل و شرف کا وہ دلی طور پر اعتراف کیا کرتے تھے' وہ اپنے خاوند سے عمر میں بڑی تھیں۔

حضرت ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ میری بیوی عمر میں مجھ سے تیرہ سال بڑی ہیں۔ ہشام بن عروہ کی ولادت ۶۱ھ میں ہوئی جبکہ ان کی بیوی فاطمہ کی ولادت ۴۸ھ میں ہوئی۔

فاطمہ سے ہشام کے دو بیٹے ہوئے ایک کا نام عروہ تھا اور دوسرے کا نام محمد تھا۔ دونوں کو اپنے اپنے دور میں ایک امتیازی مقام حاصل ہوا۔

خواتین کے مدرسے میں:

فاطمہ بنت منذر کے احوال و اخبار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کی روایت خواتین پر ہی اکتفا کرتی ہے۔ وہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے ملیں جبکہ ان کی عمر ابھی چودہ برس تھی۔ یہ عمر حفظ کے لیے بہت ہی عمدہ خیال کی جاتی ہے۔ فاطمہ بچپن ہی سے بڑی ذہین و فطین تھیں' ان کا حافظہ بڑا تیز تھا۔ فاطمہ بنت منذر نے اپنی دادی اسماء بنت ابی بکر جو ذات النطاقین کے لقب سے مشہور و معروف تھیں' کی آغوش میں پرورش پائی، انہی سے بنیادی تعلیم حاصل کی، فاطمہ کی عمر اس وقت پچیس سال تھی۔ اس طرح زیادہ تر احادیث ان سے سننے کا اتفاق ہوا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی سہیلی تھیں۔ مدینہ منورہ میں یہ دونوں ایک ہی گھر میں رہائش پذیر تھیں' اس طرح فاطمہ بنت منذر کو ان دو جلیل القدر سیدات صحابیات سے علمی فیض حاصل کرنے کا موقع میسر آیا۔

حضرت فاطمہ بنت منذر کو عالمہ' فاضلہ' محدثہ' فقیہہ عمرۃ بنت عبدالرحمان انصاریہ سے بھی روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ جنہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آغوش میں پرورش پائی اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم حدیث کی وارث تھیں۔

تمام ثقہ خواتین سے حضرت فاطمہ بنت منذر نے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا' اس طرح اس کا علمی مقام ومرتبہ بہت بلند ہوگیا۔ محدثین نے بہت ہی اچھے انداز اور خوش اسلوبی سے حضرت فاطمہ بنت منذر کا تذکرہ کیا۔ ابن حبان نے تو اس کا تذکرہ اپنی کتاب ''الثقات'' میں کیا۔

علامہ عجلی فاطمہ بنت منذر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مدنیہ' تابعیہ اور ثقہ خاتون تھیں' ان کی روایت کردہ احادیث تمام محدثین نے صحاح' سنن اور مسانید میں ذکر کی ہیں۔

فاطمہ سے مروی احادیث:

(۱) فاطمہ بنت منذر حضرت ام سلمہ سے روایت کرتی ہیں جس کا تعلق دودھ پینے کی عمر سے ہے' اس روایت کو ترمذی نے حضرت ام سلمہؓ کے حوالے سے نقل کیا

((عن ام سلمه قالت : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحرم من الرضاع الا ما فتق الامعاء فى الثدى و كان قبل العظام۔)) (ابوداؤد)

(۲) فاطمہ بنت منذر مشہور ومعروف حدیث ہجرت کی بھی راویہ ہیں جو صحیح' مسانید' طبقات' سیرت اور مغازی کی کتابوں میں منقول ہے۔ فاطمہ بنت منذر نے اپنی دادی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت کیا' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے باپ کے گھر میں نبی کریم ﷺ کے لیے زادِ سفر تیار کیا' جب آپ نے ہجرت کا ارادہ کیا تھا' زادِ سفر کے تھیلے اور پانی کے مشکیزے کا منہ باندھنے کے لیے میرے پاس کوئی چیز نہ تھی' میں نے اپنے ابا جان سے کہا سامان باندھنے کے لیے ازار بند کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں تو انھوں نے فرمایا اسی کو دو حصوں میں پھاڑ کر تھیلوں کا منہ باندھ دیں۔ یہ کارنامہ سرانجام دینے کی بنا پر میرا نام ذات النطاقین پڑ گیا۔

(۳) فاطمہ بنت منذرؒ نے اپنی دادی اسماءؓ کے فضائل و مناقب بیان کرنے کا باقاعدہ اہتمام کیا ہوا تھا۔ طبقات ابن سعد میں حضرت فاطمہ بنت منذر کے حوالے سے منقول ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے حضرت سعید بن عاص کے دور میں چوروں سے نپٹنے کے لیے ایک خنجر رکھا ہوا تھا' یہ خنجر وہ اپنے سر کے نیچے رکھ کر سوتیں۔

(۴) فاطمہ بنت منذر اپنی دادی کی مشہور و معروف یہ وصیت بھی نقل کرتی ہیں۔

فاطمہ حضرت اسماء کے حوالے سے بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے وصیت کی کہ ''جب میں فوت ہو جاؤں تو تم مجھے غسل دینا، کفن پہنانا اور مجھے خوشبو لگانا لیکن میرے کفن پر خوشبو نہ چھڑکنا اور نہ ہی میرے جنازے کے ساتھ آگ لے جانا۔

(۵) فاطمہ بنت منذر احکام صیام کے حوالے سے اپنی دادی کی فقاہت کا تذکرہ کرتی ہیں کہ جب رمضان کا چاند دیکھنے کا دن ہوتا اور اگر اس دن بادل چھائے ہوتے تو حضرت اسماء ایک دن رمضان آگے کرنے کا حکم صادر فرما دیتیں۔

تلامذہ اور روایت کرنے والے:

جنھوں نے زیادہ تر احادیث حضرت فاطمہ بنت منذر سے روایت کیں ان میں سے ایک تو ان کا خاوند ہشام بن عروہ ہے۔ مناقب و فضائل کے موضوع پر حضرت ہشام نے جتنی بھی روایات بیان کیں وہ تمام حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے بحوالہ حضرت فاطمہ بنت منذرؒ ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت فاطمہ سے جن دیگر راویوں نے احادیث روایت کیں وہ محمد بن سوقہ، محمد بن اسماعیل بن یسار ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے حضرت فاطمہ سے علم حاصل کیا اور یہ ثقہ راویوں میں سے ہیں جس طرح کہ اس سلسلے میں علمائے حدیث یعنی محدثین کہتے ہیں:

ہشام بن عروہ نے اپنی بیوی حضرت فاطمہ بنت منذر سے یہ روایت نقل کی کہ جب حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ بیمار ہوئیں تو انہوں نے اپنے تمام غلام آزاد کر دیے۔

ہشام نے اپنی بیوی فاطمہ سے یہ بھی روایت نقل کی جسے محمد بن سعد نے اپنی کتاب ''الطبقات'' میں ذکر کیا۔

ہشام فاطمہ سے اور وہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنی بیٹیوں اور اہل خانہ سے فرمایا کرتی تھیں' خرچ کرو' صدقہ کرو، فراوانی کا انتظار نہ کرو اگر تم فراوانی کا انتظار کرتی رہیں تو کچھ بھی فاضل اور زائد چیز تمہیں میسر نہیں آئے گی' اگر تم صدقہ کرو گی تو کوئی کمی واقع نہیں ہو گی۔''

اسلامی معاشرے میں تعلیم کا اسلام کے ساتھ بڑا گہرا ربط ہے۔ اسلام اور تعلیم کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے' اسلام لوگوں کے نام ایک پیغام ہے' یہ ایک طرز حیات ہے' اس لیے علماء اور محدثین نے حصول علم اور ترویج علم کی طرف خصوصی توجہ دی۔ اس میدان میں مردوں نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور خواتین نے بھی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ جن خوش نصیب لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے علم کے لیے منتخب کیا ان میں سے حضرت فاطمہ بنت منذرؒ بھی ہیں جن کی سیرت نگاری میں ہم یہ خوبصورت اوراق قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ ہم اس جلیل القدر عظیم المرتبت خاتون کو الوداع کرتے ہوئے قرآن حکیم کی ایک دلآویز آیت کریمہ کی تلاوت کرتے ہیں:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ (سورہ الزمر ۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

’’کہہ دیجیے کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں اور جو لوگ نہیں جانتے ایک برابر ہو سکتے ہیں بے شک عقل والے ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔‘‘

حضرت فاطمہ بنت منذر کے حالات زندگی مرتب کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

١۔ جمهرة انساب العرب: ١/١٢٣
٢۔ تهذيب التهذيب: ١٢/٤٤٤
٣۔ طبقات ابن سعد: ٨/٢٥٤
٤۔ زادالمعاد: ٢/٤٥
٥۔ سير اعلام النبلاء: ٢/٢٩٢
٦۔ تهذيب التهذيب: ٩/٢٠٩،٢١٠

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما

امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کی زوجہ محترمہ، فصاحت و بلاغت کی پیکر' اہل کوفہ کے سامنے ایک مشہور و معروف خطبہ دینے والی، جلیل القدر، عظیم المرتبت جن کے نانا رسول اللہ ﷺ اور والد حضرت علی بن ابی طالبؓ ہیں۔

پاکیزہ گھرانہ:

حضرت ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہاشمیہ حسن اور حسینؓ کی سگی بہن تھیں۔ یہ اپنے نانا رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ۶ ھ کو پیدا ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام ام کلثوم رکھا انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھنے کا شرف حاصل کیا لیکن آپ سے کوئی حدیث روایت نہیں کی اس لیے کہ یہ ابھی چھوٹی بچی تھیں۔

ام کلثوم نے ایک ایسے گھرانے میں آنکھ کھولی جس سے اللہ تعالیٰ نے رجس کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا تھا اور اسے خوب اچھی طرح پاک کر دیا تھا۔ ام کلثوم نے دنیا بھر میں ایک صاحب شرف و کمال والدہ محترمہ کی گود میں پرورش پائی' ان کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ ہیں جو دنیا بھر کی خواتین کی سردار ہیں۔ ام کلثوم اپنے والدین کی نگرانی میں پروان چڑھیں' ان کے نانا رسول اللہ ﷺ اسے محبت و شفقت بھرے انداز میں اپنی گود میں اٹھا لیا کرتے تھے۔

ام کلثوم نے جب جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو خاندان قریش کی سب سے بڑھ کر فصاحت و بلاغت سے گفتگو کرنے والی چشم و چراغ ثابت ہوئیں۔ ایسا بھلا کیوں نہ ہوتا فصاحت و بلاغت تو اسے خاندانی ورثہ کے طور پر ملی۔ سبحان اللہ یہ گھرانہ کتنا معزز تھا' کتنا عظیم الشان اور جلیل القدر تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تجھے برکت دے:

امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کی یہ دلی خواہش تھی کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ کی بیٹی ام کلثومؓ سے نکاح کر کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاندانی نسبت قائم ہو جائے۔ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ام کلثومؓ کے رشتے کے بارے میں براہ راست بات کی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹیوں کی نسبت اپنے بھائی جعفر کے بیٹوں سے کرنے کا سوچ رکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اخلاص بھرے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: بخدا روئے زمین پر مجھ سے بڑھ کر اس رشتہ کی قدر و منزلت اور احترام و اکرام کرنے والا کوئی دوسرا نہ ہوگا' میں اپنی رشتہ داری رسول اللہ ﷺ سے قائم کرنا چاہتا ہوں' یہ میری دلی خواہش ہے' امید ہے آپ مجھے یہ اعزاز حاصل کرنے سے محروم نہیں کریں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے پیشکش کا یہ انداز دیکھ کر رشتہ دینے کی حامی بھر لی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے گھرانے کے داماد بن کر بہت خوش ہوئے۔ مسجد نبوی میں تشریف لائے' قبر اور منبر کے درمیان مہاجرین کی مجلس ہوا کرتی تھی جس میں حضرت علی' حضرت عثمان' حضرت زبیر' حضرت طلحہ اور حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر مہاجرین بیٹھ کر قومی امور پر تبادلہ خیال کرتے تھے۔ جب کوئی دنیا کے کسی کونے سے دارالخلافہ میں خبر آتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مذکورہ افراد پر مشتمل اپنی مجلس مشاورت میں وہ خبر سناتے اور اس پر تبادلہ خیال کرتے اور اپنے ان ساتھیوں سے رائے لیتے۔

ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے یہ سبھی حضرات مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے' آتے ہی ان سے مخاطب ہو کر فرمایا مجھے مبارک دو۔ سب ساتھیوں نے پوچھا امیر المومنین! کس بات کی آپ کو مبارکباد دیں؟ خیر تو ہے؟ فرمایا: میری شادی ہوئی ہے!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سب نے پوچھا کس سے؟ بتایا کہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے۔

سب نے یہ بات سن کر بہت ہی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مبارکباد دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری بات سنو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''میرے حسب ونسب کے علاوہ قیامت کے دن ہر حسب ونسب ختم ہو جائے گا۔''

میری اس شادی کی یہی سب سے بڑی نمایاں خوبی ہے جسے میں دنیا بھر کی نعمتوں سے زیادہ عزیز جانتا ہوں۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے صحابی ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کے گھرانے کا داماد ہونے کا شرف بھی حاصل ہو گیا۔

علامہ طبری، حافظ ابن کثیر اور علامہ ذہبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی ذی القعدہ ۱۷ھ کو ہوئی۔ آپ نے چالیس ہزار درہم حق مہر ادا کیا۔ اس بابرکت شادی کا پھل زید بن عمرؓ اور رقیہ بنت عمرؓ کی صورت میں ظہور پذیر ہوا۔ حضرت ام کلثومؓ نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہایت خوشگوار زندگی بسر کی' انہوں نے اپنے قابل رشک اعمال اور مثالی کردار کی بنا پر گھریلو زندگی کو جنت نظیر بنا دیا تھا جس کی یادیں رہتی دنیا تک برقرار رہیں گی۔

ام کلثومؓ نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہوئے ایک سگھڑ' بااخلاق بیوی کا اور بچوں کی تربیت کے حوالے سے ایک ہمدرد اور مثالی ماں کا کردار ادا کیا۔ ان کے طرز عمل سے صاف دکھائی دیتا تھا کہ یہ ایک اعلیٰ درجے کی دانشمند خاتون ہیں' اس قسم کی شخصیات کے قابل رشک کارنامے لوگوں کے دلوں میں گھر کر جایا کرتے ہیں۔

ام کلثوم اور حضرت عمرؓ کا عدل:

حضرت ام کلثومؓ اور حضرت عمر بن خطابؓ کی زندگی میں بڑے ہی خوشگوار لمحات آئے جن سے ان دونوں کی فطری عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے معاملات کا بڑا اہتمام کیا کرتے تھے‘ وہ ہر ایک مسلمان کے بارے میں اچھی طرح جانتے تھے کہ اس کا رسول اللہ ﷺ کے نزدیک کیا مقام و مرتبہ تھا۔ جن جلیل القدر صحابیات نے اسلام کی بہت زیادہ خدمت کی ان کی قدر و منزلت اور احترام و اکرام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں بہت زیادہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیوی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ان عظیم المرتبت اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سبقت لے جانے والی صحابیات پر ترجیح نہیں دیا کرتے تھے۔ ہر ایک کے مقام و مرتبہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ اختیار کیا جاتا کسی کی بھی حق تلفی نہ کی جاتی۔

بخاری شریف میں ثعلبہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خواتین مدینہ میں چادریں تقسیم کیں‘ ایک بہت ہی عمدہ اعلیٰ قسم کی چادر باقی بچ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے افراد میں سے ایک نے کہا: امیر المومنین یہ چادر آپ اپنی زوجہ محترمہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو دے دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ام سلیط رضی اللہ عنہا کا زیادہ حق ہے۔ ام سلیط انصاریہ ان خواتین میں سے ہے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام سلیط جنگ احد میں ہمارے لیے مشکیزہ سیا کرتی تھیں۔

جنگ احد میں اس ہمدردانہ کارنامے اور رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس جلیل القدر، عظیم المرتبت صحابیہ ام سلیط انصاریہ رضی اللہ عنہا کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی:

یہ بات مشہور و معروف تھی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فقراء والی زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ انھوں نے اس طرز معیشت کا اپنے آپ کو عادی بنالیا تھا‘ اگر کوئی آسودہ زندگی بسر کرنا چاہتا آپ اسے روکتے بھی نہیں تھے۔ البتہ وہ خود تھوڑی چیز پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قناعت کرنے کے عادی تھے' وہ ہرگز یہ نہیں چاہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ اور ان کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے طرز معاشرت سے ذرا برابر ہٹ کر زندگی بسر کریں۔ اکثر و بیشتر آپ کے قریبی ساتھی انہیں تلقین کرتے رہتے کہ آپ اپنے اوپر رحم کریں' زندگی قدرے آسودہ حالی میں بسر کیا کریں' جسم میں جتنی زیادہ توانائی آئے گی اتنا ہی زیادہ آپ کام بھی کر سکیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کی نصیحت آموز باتیں سن کر فرمایا کرتے تھے ''میں تمہاری نصیحت کو جانتا ہوں لیکن میں نے اپنے ، دونوں پیش رو' نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک راستہ پر چلتے ہوئے دیکھا' ان کے طرز معاشرت کا بچشم خود ملاحظہ کیا' میں بھی انہی کے راستے پر چلوں گا' اگر میں ان کے راستے پر چلنے سے انحراف کا طریقہ اختیار کروں تو میں کبھی منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔

ظاہر ہے کہ جب حضرت ام کلثوم رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر آئیں تو ان کی دلی خواہش تھی کہ آسودہ حالی ہو' زندگی آسان اور خوشگوار گزرے' پہننے کے لیے ایسا لباس میسر آئے جو دوسرے صحابہ کرام اپنی بیگمات کو مہیا کیا کرتے تھے۔ لیکن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایسی حکیمانہ طرز گفتگو کرتے جس میں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی فکر غالب ہوتی۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا آپ کی حکمت بھری باتیں سن کر بہت خوش ہوتیں اور عمدہ لباس زیب تن کرنے کا خیال ہی ذہن سے محو ہو جاتا۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک قریبی رشتہ دار حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی ام کلثوم کو آواز دی کہ ہمارے لیے کھانا لائیں۔ حضرت ام کلثوم نے روٹی' زیتون کا تیل اور ان پسا نمک پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا آپ بھی آ جائیں ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہوں تو فرمایا مجھے کچھ اچھا محسوس نہیں ہوتا کہ ان کپڑوں میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤں دیکھیے نا جعفر' زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہم اپنی بیگمات کو کتنا اچھا عمدہ اور اعلیٰ لباس لا کر دیتے ہیں اور میں ہوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امیر المومنین کی بیگم اور یہ سادہ سا لباس' ہمارے یہ عزیز مہمان کیا کہیں گے؟ حضرت عمرؓ نے اپنی بیگم کی یہ شکوہ آمیز بات سن کر مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا بیگم! کیا آپ کو یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ لوگ تمہیں علی ابن ابی طالب کی بیٹی اور امیر المومنین کی بیگم کے نام سے پکاریں۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مہمان سے کہا آیئے قریب ہو جائیں اور کھانا تناول کریں جو گھر میں تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی بیگمات کے ساتھ ترش رویہ اختیار نہیں کیا کرتے تھے۔ خاندان کے سب افراد کے ساتھ عدل و انصاف کے ساتھ پیش آتے تھے' ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہؓ کے گھر تشریف لائے' وہ گوشت کے ٹکڑے تناول کر رہے تھے آپ کو غصہ آگیا اور فرمایا تو امیر المومنین کا بیٹا ہے اس لیے بھنا ہوا گوشت کھا رہا ہے اور لوگ تنگ حال ہیں انہیں روٹی اور نمک کے علاوہ کوئی چیز میسر نہیں اور تم ہو کہ گھر بیٹھے عیش کر رہے ہو کچھ خیال کیا ہوتا؟

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دستر خوان عمدہ قسم کے کھانوں سے ہمیشہ خالی ہوتا لیکن ان کی شخصیت میں ہر عمدہ خوبی پائی جاتی تھی جس سے ان کی عظمت دوبالا دکھائی دیتی تھی۔ علم کی عظمت اور جلال قابل رشک تھا۔ یہ سب نبی کریم ﷺ کی تربیت کا کمال تھا۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ مدرسہ نبویؐ سے امتیاز حاصل کرنے والے خوش نصیب تھے انہیں یہی زیب دیتا تھا کہ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ عادلانہ سلوک روا رکھیں' کیا لوگوں نے ان جیسا آج تک کوئی دیکھا ہے؟ کسی کے بارے میں ایسا سنا ہے کہ وہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب جیسی خوبیوں سے آراستہ ہو؟ واہ سبحان اللہ کیا شخصیت پائی ہے!

ام کلثوم اور ملکہ روم:

علامہ طبری نے اپنی مشہور و معرف تاریخی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ خاتون

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اول حضرت ام کلثومؓ نے ملکۂ روم کو بطور تحفہ خوشبو، مشروبات اور پرس سرکاری ڈاک کے ذریعے بھیجے۔ جب یہ قیمتی تحائف ملکۂ روم کے پاس پہنچے تو اس نے رومی عورتوں کو شاہی محل میں دعوت دی اور ان سب کو بتایا کہ یہ سرزمین عرب کے بادشاہ کی بیگم اور مسلمانوں کے نبیؐ کی بیٹی نے قیمتی تحائف مجھے بھیجے ہیں۔ ملکہ روم نے بھی بہت عمدہ تحائف اور شکریے کا خط اس ڈاکیے کے ہاتھ تھما دیئے جو سرزمین عرب سے تحائف لے کر روم پہنچا تھا۔ جب یہ ڈاک امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی تو آپ نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا ان تحائف میں ایک بہت قیمتی ہار تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مسجد نبوی میں جمع ہونے کا حکم صادر فرمایا۔ جب لوگ مسجد میں جمع ہو گئے تو پہلے آپ نے انہیں دو رکعت نماز پڑھائی اور ان سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

''مشاورت کے بغیر جو امور سر انجام دیئے جاتے ہیں ان میں خیر و برکت نہیں ہوتی۔'' مجھے ان تحائف کے بارے میں بتاؤ جو ام کلثوم نے ملکہ روم کو بھیجے ہیں اور ملکہ روم نے اپنی طرف سے اسے بھیجے ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا کوئی حرج نہیں ایسا تو پوری دنیا میں ہو رہا ہے، بادشاہوں کو تحائف بھیجنا اور ان سے تحائف وصول کرنا ایک معمول کی بات ہے جو تحائف ام کلثومؓ کے لیے بھیجے گئے ہیں وہ ان کا حق ہے۔

بعض نے کہا: ہم بھی تو دوسرے ممالک کو کپڑے بھیجتے ہیں اور وہاں سے اپنی پسند کے کپڑے حاصل کرتے ہیں اور بسا اوقات کپڑے دے کر قیمت وصول کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو ڈاکیا تحائف لے کر گیا تھا وہ تو مسلمانوں کا نمائندہ تھا اسے ذاتی کام لینے کے لیے تو نہیں رکھا گیا لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام تحائف بیت المال میں جمع کرنے کا حکم دے دیا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے کچھ نقد رقم دے کر راضی کر لیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے نہ تھے کہ انھوں نے اپنی بیوی کے حوالے سے کسی جرم، کوتاہی یا گناہ کا ارتکاب کیا ہو بلکہ وہ تو اپنی بیوی اور دیگر تمام مسلمانوں کے لیے ایک معلم، استاذ اور مربی کی حیثیت رکھتے تھے۔ انھیں انسانی جوہر کو چمکانے اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انسانوں کے اندر خوابیدہ قوتیں بیدار کرنے میں بڑی مہارت حاصل تھی' انھوں نے اس اعتبار سے اپنی بیگم اور تمام رعایا کے دلوں میں بڑے گہرے اثرات چھوڑے۔

مختلف طبقات کے لوگوں کے دلوں میں ایسے خوشگوار اور پرسکون اثرات جاگزیں کیے جن کی بنا پر ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر تھا کہ علی بن ابی طالب کی بیٹی ام کلثومؓ اور عمر بن خطابؓ اخلاقیات وایمانیات کے اعلیٰ معیار پر فائز ہیں' اللہ تعالیٰ ان کا حامی و مددگار ہو' ان کی عظمتوں' رفعتوں اور بلندیوں کے کیا کہنے!

اپنے ساتھی کو بیٹے کی خوشخبری دو:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بذات خود مسلمانوں کی ضروریات پوری کیا کرتے تھے' اس سلسلے میں ان کی بیگم حضرت ام کلثومؓ آپ کا ہاتھ بٹایا کرتی تھیں' یہ خیر و بھلائی کے کاموں کو سرانجام دینے کے لیے کمربستہ رہا کرتی تھیں' یہ بھلا ایسا کیوں نہ کرتیں یہ نبوت کے پاکیزہ گھرانے کی چشم و چراغ تھیں اور حضرت عمر بن خطابؓ کی تقویٰ شعار، نیک دل اور اخلاص پیکر بیوی تھیں۔ جب بھی خیر و بھلائی کا جھنڈا لہراتا یہ آگے بڑھ کر اسے اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑتیں تاکہ اجر وثواب اپنے دامن میں سمیٹ لے۔

آیئے مدینے کی ایک رات کا نظارہ کریں کہ دو جھنڈے فضل و شرف کے آسمان پر کس طرح لہراتے دکھائی دے رہے ہیں اور جوانمردی، بہادری، حوصلہ مندی اور رفعت و بلندی کی اونچی دیوار پر کس طرح ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے اوپر کی طرف جارہے ہیں۔

ایک رات امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں لوگوں کے حالات معلوم کرنے کے لیے گشت کر رہے تھے۔ لوگ آرام کی نیند سوئے ہوئے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر مدینہ منورہ کی بالائی جانب سے ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ اندھیری رات میں ایک خیمہ دکھائی دے رہا ہے' آپ اس کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پاس گئے' آپ کو اندر سے کسی خاتون کے کراہنے کی آواز سنائی دی' وہاں خیمے کے دروازے پر بیٹھے ایک آدمی پر نظر پڑی' آپ نے اسے سلام کیا اور پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ایک دیہاتی ہوں' امیر المومنین سے تعاون حاصل کرنے کی غرض سے یہاں آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا خیمے کے اندر سے یہ کیسی آواز میں سن رہا ہوں؟

اس شخص نے کہا بھائی آپ جایئے اپنا کام کریں' اللہ آپ کا بھلا کرے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بھائی آپ بتایئے یہ دریافت کرنا میری ذمہ داری ہے کیا ہوا' کیا تکلیف ہے؟ اس شخص نے کہا: میری بیوی دردزہ میں مبتلا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا اس کے پاس کوئی ہے؟ اس نے کہا: کوئی نہیں اکیلی ہے۔ ہم دونوں یہاں اجنبی ہیں!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جلدی سے اپنے گھر گئے' اپنی بیگم حضرت ام کلثومؓ سے کہا کیا آپ اجر وثواب حاصل کرنا چاہتی ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ موقع فراہم کیا ہے! حضرت ام کلثومؓ نے کہا: ''خیر ہو کیا ماجرا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''ایک عورت دردزہ میں مبتلا ہے اور اس کے پاس کوئی نہیں؟'' ام کلثومؓ نے کہا ''امیر المومنین! اگر آپ چاہیں تو میں جانے کے لیے تیار ہوں۔'' حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''اس موقع کی مناسبت سے جو ضروری اشیاء ہیں وہ آپ لے لیں۔ مثلاً کپڑا، تیل، ہنڈیا، چربی، آٹا اور دانے وغیرہ نکالیں اس موقع پر ان چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔'' حضرت ام کلثوم نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے یہ سب اشیاء نکال لیں آپ نے یہ چیزیں اپنے کندھے پر اٹھائیں اور فرمایا میرے پیچھے پیچھے آئیں۔ حضرت ام کلثومؓ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چلیں' انھوں نے بھی چند ضروری چیزیں اپنے ساتھ لے لیں۔ دونوں میاں بیوی خیمے کے پاس پہنچے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام کلثومؓ سے کہا خیمے کے اندر چلی جائیں۔

امیر المومنین نے ہنڈیا چولہے پر رکھی اور اس شخص سے کہا کہ تم آگ جلاؤ اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے ہنڈیا کے نیچے آگ جلائی کھانا پک کر تیار ہوگیا۔ چند لمحات ہی گزرے تھے کہ عورت نے بچے کو جنم دیا' خیمے کے اندر سے بچے کے رونے کی آواز باہر سنائی دینے لگی' ام کلثومؓ خیمے سے باہر آئیں اور کہا امیر المومنین! اپنے ساتھی کو خوشخبری سنا دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بیٹا عطا کیا ہے۔

جب اس شخص نے امیر المومنین کا نام سنا تو وہ بڑا حیران ہوا اور بہت ہی شرمندہ ہوا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے معذرت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں آپ حوصلہ رکھیں یہ میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ پھر آپ نے ہنڈیا اٹھائی اور اسے خیمے کے دروازے پر رکھ کر فرمایا ام کلثوم! یہ ہنڈیا لے لیجئے اور اس خاتون کو کھانا کھلائیں۔ جب اس خاتون نے کھانا کھالیا تو ام کلثومؓ نے ہنڈیا خیمے کے دروازے پر رکھ دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس اجنبی شخص سے کہا میرے بھائی اب تم کھانا کھاؤ تم ساری رات جاگتے رہے ہو تم یقیناً تھک گئے ہوگے۔ اس نے کھانا کھایا اور بہت خوش ہوا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام کلثومؓ کو آواز دی وہ باہر تشریف لے آئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے واپس جاتے ہوئے اس شخص سے فرمایا کہ کل صبح میرے پاس آنا ہم ان شاء اللہ تمہارا مزید تعاون کریں گے۔ وہ دوسرے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی مالی مدد کی' وہ اپنے گھر واپس گیا تو بہت ہی خوش تھا۔

حضرت ام کلثومؓ یہ خدمت سرانجام دے کر بہت ہی خوش ہوئیں' اللہ تعالیٰ نے اجر وثواب حاصل کرنے کا ایک قیمتی موقع انہیں فراہم کیا تھا۔ انھوں نے اس اجنبی خاتون کی ایک ایسے موقعے پر خدمت سرانجام دی جبکہ اس کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بڑی ہی خوشگوار زندگی بسر کی' دونوں میاں بیوی اللہ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش کرلیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ام کلثومؓ، حسن اور حسین:

حضرت ام کلثومؓ کی جب عدت پوری ہوئی تو سعید بن عاص کی طرف سے نکاح کا پیغام وصول ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس معاملے میں میرے اہل خانہ سے بات کی جائے۔ سعید بن عاص نے ان کے بھائی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بات کی انھوں نے یہ رشتہ منظور کرلیا اور نسبت طے کردی۔ حضرت سعید بن عاص نے ایک لاکھ درہم پیش کیا۔ حضرت حسنؓ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت حسینؓ سے اس سلسلے میں بات کی تو انھوں نے صاف انکار کردیا' حضرت حسینؓ اپنی ہمشیرہ ام کلثوم کے پاس آکر فرمانے لگے' آپ سعید بن عاص سے شادی نہ کریں۔ حضرت حسنؓ سعید کو وعدہ دے چکے تھے حضرت سعید بن عاص ان کے گھر تشریف لائے پوچھا ابوعبداللہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما! کہاں ہیں؟ حضرت حسنؓ نے فرمایا وہ تو موجود نہیں ہے حضرت سعید بن عاصؓ نے کہا: مجھے پتہ چلا ہے کہ حسین بن علیؓ اس رشتہ سے کبیدہ خاطر ہیں' وہ نہیں چاہتے کہ ام کلثوم میرے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا ہاں بات تو یہ ٹھیک ہے۔ حضرت سعید بن عاصؓ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے آپ کے درمیان ناچاقی پیدا ہو لہٰذا میں بھی اس رشتے سے دستبرداری کا اظہار کرتا ہوں۔ آپ خوش رہیں۔ آپ نے جو ایک لاکھ درہم پیش کیا تھا وہ بھی واپس نہ لیا۔

ام کلثومؓ کا بھتیجا حسن بن حسن بن علیؓ بیان کرتا ہے کہ ام کلثومؓ کی شادی عون بن جعفر بن ابی طالبؓ سے ہوئی' بیان کرتے ہیں کہ ام کلثومؓ کے دونوں بھائی حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ خود بھی خواتین عالم کی سردار ہیں اور ہماری والدہ بھی اس اعلیٰ وارفع مقام پر فائز تھیں۔ اگر آپ والد گرامی قدر کے پاس رہائش پذیر ہوتیں تو وہ کبھی کا آپ کو کسی نہ کسی کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کردیتے۔ ہم نے آپ کے لیے ایک نہایت ہی مناسب رشتے کا انتخاب کیا ہے اور وہ ہے جعفر بن ابی طالب کا بیٹا عون' آپ کا کیا ارادہ ہے۔ یہ باتیں ہو ہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رہی تھیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ تشریف لے آئے' بچوں سے ملے' انھوں نے بھی اس رشتے کو نہایت مناسب قرار دیا اور خود نکاح پڑھایا۔ جب عون بن جعفر فوت ہوئے تو عدت پوری ہونے کے بعد محمد بن جعفرؓ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں وہ فوت ہوئے تو ان کے بھائی عبداللہ بن جعفرؓ کے ساتھ شادی ہوگئی اور اسی کے ہاں یہ دنیائے فانی سے کوچ کر گئیں۔

ام کلثوم کا موقف:

جس رات حضرت علی بن ابی طالبؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا حضرت ام کلثومؓ وہاں موجود تھیں۔ طلوع فجر کے وقت مؤذن عامر بن نباح نے حضرت علیؓ کو صبح کی نماز کے لیے اٹھایا' آپ گھر کے چھوٹے دروازے تک ابھی پہنچے ہی تھے کہ عبدالرحمان بن ملجم نے آپ پر تلوار کا ایک زوردار وار کیا۔ حضرت ام کلثومؓ یہ کہتی ہوئی باہر آئیں کہ میں اس صبح کی نماز کا کیا کروں میرے خاوند عمر بن خطاب پر صبح کی نماز میں قاتلانہ حملہ کیا گیا اور میرے والد گرامی قدر پر بھی صبح ہی کی نماز میں قاتلانہ حملہ کیا گیا۔

ابن ملجم کو پکڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا ارے اللہ کے دشمن! تو نے امیر المومنین پر قاتلانہ حملہ کیا ہے؟

اس نے کہا: میں نے تو آپ کے والد پر قاتلانہ حملہ کیا' میں انہیں امیر المومنین تسلیم ہی نہیں کرتا۔

ام کلثومؓ نے کہا: مجھے امید ہے کہ میرے ابا جان بچ جائیں گے۔ اس کمبخت نے کہا کہ پھر آپ کیوں روتی ہو؟ میں نے اپنی تلوار کو ایک ماہ مسلسل زہر میں ڈبوئے رکھا ہے بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ بچ جائیں اگر یہ تلوار اہل مصر پر چلا دیتا تو ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہ بچتا۔

ابو علی القالی اپنی کتاب ''الآمالی'' میں رقمطراز ہے کہ جب ابن ملجم نے حضرت علیؓ پر اپنی زہریلی تلوار کا وار کیا تو اس نے کہا میں نے اپنی تلوار کو خوب تیز کیا' اسے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زہر میں بھگوئے رکھا' اپنے دل سے خوف و ہراس کو نکال باہر پھینکا' امید کو بروئے کار لایا' ڈر کو دیس نکالا دیا' اگر میں اس تلوار کو اہل عکاظ پر برساتا تو وہ سبھی قتل ہو جاتے۔

معروف شاعر قیس بن عمرا بن مالک نجاشی نے کہا:

اذا حية اعيا الرقاة دواؤها
بعثنا لها تحت الظلام ابن ملجم

''جب سانپ کی دوا دم کرنے والوں کو عاجز کر دیتی ہے ہم اس کی گرفت کے لیے اندھیروں میں ابن ملجم کو بھیجتے ہیں۔''

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس زہریلی تلوار کے زخم سے وفات پا گئے۔

ام کلثومؓ اپنے باپ کی وفات کا سن کر بہت روئیں اسی طرح حضرت علی کی زوجہ امامہ بنت ابی العاص بھی بہت روئیں۔ ان دونوں نے تمام لوگوں سے زیادہ غم و اندوہ کا اظہار کیا۔ ام ہیثم بنت اسود نخعیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہا اور اس میں امامہ اور ام کلثوم کے غم کا تصور پیش کیا:

ألا يا عين ويحك فاسعدينا
الاتبكى امير المومنينا
اشاب ذوابتى واطال حزنى
امامة حين فارقت القرينا
تطوف بها لحا جتها اليه
فلما استيأست رفعت رنينا
وعبرة ام كلثوم اليها
تجاوبها وقدرات اليقينا

''اے آنکھ تیرا ستیاناس ہو ہماری مدد کر۔ کیا تو امیر المومنین پر آنسو نہیں بہائے گی۔ میرے بال سفید ہو گئے اور میرا غم طویل ہو گیا۔ امامہ سے جب اس کا ہم سفر جدا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا۔

وہ اپنی ضروریات کی خاطر اس کے گرد چکر لگاتی ہے۔ جب وہ مایوس ہو گئی تو رونے کی آواز بلند ہوئی۔

ام کلثوم کا آنسو بہانا اور اس کی طرف آمد و رفت اس لیے ہے کہ اس نے یقیناً دیکھا ہے۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا قریش کی تمام خواتین میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ تھیں جب کبھی کوئی قومی سطح پر حادثہ رونما ہوتا تو ان کی بات بہت زیادہ کاٹ دار اور فصاحت و بلاغت سے لبریز ہوتی' جب کبھی کسی سے مجادلہ ہوتا تو ان کی گفتگو دلائل سے مرصع ہوتی۔

فصاحت و بلاغت تو اس طرح ان کے تابع مطیع ہوتی جس طرح بچہ اپنی ماں کا مطیع فرمان ہوتا ہے' گفتگو کرتیں تو یوں معلوم ہوتا جیسے الفاظ ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں' ان میں سے جس کا چاہیں انتخاب کر لیں۔ گفتگو کرتے ہوئے کسی تکلف کو بروئے کار نہ لاتیں' بلا روک ٹوک روانی سے گفتگو فرماتیں۔

جب ان کا بھائی حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو کربلا میں شہید کیا گیا' اس موقع پر کوفہ میں جو حضرت ام کلثوم نے برجستہ خطاب کیا وہ فصاحت و بلاغت کا ایک مشہور و معروف خطبہ تھا جس نے اہل کوفہ کو ہلا کر رکھ دیا۔

ام کلثوم اور ان کا بیٹا زید:

زید بن عمرؓ سرداران قریش میں سے تھے یہ ایک ایسے نوجوان تھا جسے اللہ تعالیٰ نے علم اور جسم کے اعتبار سے فراوانی عطا کی تھی۔ یہ بہت بہادر تھے کسی سے ڈرتے نہیں تھے۔

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ ہم زید بن عمرؓ کے ہمراہ وفد کی صورت میں امیر معاویہ بن ابی سفیان کے پاس گئے تو امیر معاویہؓ بڑے اکرام و احترام کے ساتھ پیش آئے'

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اپنے قریب بٹھایا' یہ اہل مجلس میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ بسر بن ارطاۃ بھی اس مجلس میں موجود تھا اس نے زید کے نانا حضرت علی بن ابی طالبؓ کے خلاف کوئی بات کہی۔ حضرت زید غضبناک ہوئے مجلس ہی میں اسے پکڑ کر نیچے گرالیا اور اس کی چھاتی پر بیٹھ کر گردن کو دبایا اور امیر معاویہؓ کی طرف رخ کر کے کہا:

اس کو یہ جرأت آپ کی وجہ سے ہوئی ہے۔ امیر معاویہؓ نے بھی بسر بن ارطاۃ کو ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا تجھے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا تیری یہ غلطی ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن عمر رضی اللہ عنہما سے معذرت کی اور ایک لاکھ درہم ان کی خدمت میں پیش کئے اور فرمایا:

آپ ہمارے لیے قابل احترام ہیں آپ دو خلیفوں کے چشم و چراغ ہیں آپ اس اعتبار سے حضرت علیؓ کے بیٹے ہیں کہ ام کلثوم ان کی لخت جگر اور نور چشم تھی جس کا بیٹا ہونے کا آپ کو شرف حاصل ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کے آپ صاحبزادہ ہیں آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ کی والدہ ام کلثومؓ حضرت فاطمہ بنت رسول ﷺ کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن عمرؓ کے ساتھیوں کو بھی نقد انعام و اکرام سے نوازا۔

حضرت زید بن عمرؓ نوجوانی کے عالم میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ ان کی وفات کا سبب یہ بنا کہ قبیلہ بنو عدی میں جھگڑا ہو گیا یہ ان کے پاس صلح کرانے کی غرض سے گئے جب رات کافی بیت گئی۔ فجر کا وقت قریب آیا تو کسی نے رات کی تاریکی میں ان پر تلوار سے حملہ کیا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ام کلثومؓ غم و اندوہ میں مبتلا بیٹے کی لاش کے پاس آئیں وہ روتے ہوئے فرما رہی تھیں:

''میرے خاوند امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو صبح کے وقت قتل کیا گیا۔ میرے ابا جان حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو صبح کے وقت قتل کیا گیا اور میرے بیٹے زید بن عمرؓ کو بھی صبح کے وقت ہی قتل کیا گیا۔ بیٹے کی لاش دیکھتے ہی غشی طاری ہو گئی اور اسی حالت میں اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ بیٹا اور ماں ایک ہی وقت میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان دونوں کا جنازہ پڑھنے کے لیے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم حاضر ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت حسنؓ سے کہا آپ اپنی ہمشیرہ اور بھانجے کا جنازہ پڑھائیں انھوں نے فرمایا بلکہ آپ جنازہ پڑھائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آگے بڑھے اور انھوں نے ام کلثومؓ اور زید بن عمر رضی اللہ عنہما کا جنازہ پڑھایا۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے آپ کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی۔ علامہ ذھبیؒ کے بیان کے مطابق حضرت ام کلثومؓ کی وفات حسرت آیات حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں ہوئی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ حضرت ام کلثومؓ پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔ وہ بڑی جلیل القدر اور عظیم المرتبت خاتون تھیں۔ ان کا والد، نانا اور خاوند غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ ان کے نانا رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ان کے والد حضرت علی بن ابی طالبؓ ہیں۔ ان کے خاوند حضرت عمر بن خطابؓ ہیں۔

یہ تمام غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ حضرت ام کلثومؓ کے فضائل ومناقب آپ نے پڑھ لیے۔ یہ قریشی خواتین میں اپنے اوصاف کی بنا پر بڑی ممتاز دکھائی دیتی ہیں۔ اللہ اس سے راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت ام کلثومؓ کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

١۔ طبقات ابن سعد: ٤٦٣/٨

٢۔ سیر اعلام النبلاء: ٥٠٠/٣

٣۔ تھذیب الاسماء واللغات: ٣٦٥/٢

٤۔ الاصابة: ٤٦٨/٤

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۵۔ الاستیعاب: ٤/٤٦٨
٦۔ اسد الغابة: ٥/٦١٥
٧۔ السمط الثمین: ١٩٢، ١٩٣
٨۔ تاریخ الاسلام للذهبی: ٤/١٣٨
٩۔ تاریخ الطبری: ١/٥٥٨
١٠۔البدایه والنهایه: ٧/١٣٤
١١۔مناقب عمر بن خطابؓ لابن جوزی: ٨٤۔٨٥
١٢۔نوادرالمخطوطات: ١/٦٠
١٣۔اسد الغابة: ٥/٦١٥
١٤۔ربیع الابرار زمخشری: ٥/٣٠٤
١٥۔المعرفة والتاریخ: ١/٢١٤

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت خیرہ ام الحسن البصری رحمہا اللہ تعالیٰ

ام المومنین ام سلمہ کی کنیز' حدیث کی ثقہ راویہ' ابن حبان نے ان کا تذکرہ اپنی کتاب ''الثقات'' میں کیا۔ امام بخاری کے علاوہ دیگر محدثین کی جماعت نے ان کی روایات کونقل کیا۔

علماء کی ماں:

عہد تابعین کی ایک جلیل القدر خاتون جوفنون علم کی طرف مائل ہوئیں اور اس میں خوب غور وخوض کیا یہاں تک کہ مردوں سے بھی دوقدم آگے دکھائی دیتی ہیں اور میدان علم میں انہوں نے قابل تعریف اثرات چھوڑے ہیں۔ فن روایت میں تو انہیں کمال حاصل تھا۔

جلیل القدر تابعیہ جن کی سیرت قلم بند کرنے کے ہم درپے ہوئے ہیں' وہ ان عظیم المرتبت خواتین میں سے ہیں جو علم وعرفان کے حوالے سے مشہور ومعروف ہوئیں۔ یہ بڑی ہی عالمہ' فاضلہ' زاھدہ اور فقیہہ خاتون تھیں۔ سب سے بڑھ کر انہیں یہ اعزاز نصیب ہوا کہ ان کے دو بیٹے علم' فضل' زھد اور ادب کے اعتبار سے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہوئے۔

ان میں سے ایک جس نے زیادہ شہرت حاصل کی اس کا نام حسن بن ابی الحسن یسار بصری انصاری ہے جسے تابعی ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ یہ اہل بصرہ کے شیخ مانے جاتے تھے یہ اپنے دور میں علم وعمل کے اعتبار سے سردار تصور کئے جاتے تھے۔

علامہ محمد بن سعد اپنی کتاب ''الطبقات'' میں رقمطراز ہیں کہ حسن بن ابی الحسن ایک بلند مرتبہ، عالم، فاضل، فقیہ' ثقہ راوی' عابد' زاھد' فصیح وبلیغ' حسین وجمیل غرضیکہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جامع الصفات شخصیت کے مالک تھے۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ حسن بن ابی الحسن نہایت خوبصورت، خوش شکل اور بہادر انسان تھے۔'' اس جلیل القدر خاتون کے دوسرے بیٹے کا نام سعید بن ابی الحسن یسار بصری ہے اس کا شمار ثقہ تابعین میں ہوتا ہے۔ اس نے اپنی والدہ سے حدیث بیان کی اور اسی سے علمی فیض حاصل کیا۔ امام نسائی نے بھی اسے ثقہ راوی قرار دیا ہے۔ یہ بڑے عابد و زاہد تھے' یہ اپنے دور میں دینی راہب کے حوالے سے مشہور و معروف تھے۔ ان کی مرویات تمام حدیث کی کتابوں میں منقول ہیں۔

ان دو عظیم المرتبت ہستیوں کی والدہ ماجدہ خیرہ ام الحسن بصری ہیں جو ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی کنیز تھیں۔ خیرہؒ عہد تابعین کی ان جلیل القدر اور ثقہ خواتین میں سے تھیں جنھوں نے امہات المومنین کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور ان سے علم اور بہت سے احکام شریعت سیکھے۔

خیرۃ اور بہترین آغاز:

حضرت حسن بصری کی والدہ ماجدہ خیرہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا کی کنیز تھیں ان کے خاوند کا نام یسار تھا' جو معرکہ میسان کے قیدیوں میں سے تھا مدینہ منورہ میں رہا' وہیں اسے آزاد کیا گیا۔ آزادی ملنے سے تھوڑا عرصہ بعد ہی اس کی حضرت ام سلمہؓ کی کنیز عالمہ و فاضلہ خاتون خیرہ کے ساتھ شادی ہوگئی' یہ سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا۔ خیرہ ان سعادت مند خواتین میں سے تھیں جو اپنے خاوندوں کے ساتھ عزت و احترام کے ساتھ پیش آتی ہیں اور ان کی خدمت بجا لانے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتیں۔ البتہ کبھی کبھار حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت گزاری کی وجہ سے اپنے خاوند کی خدمت میں قدرے خلل پیدا ہوتا تھا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان دونوں میاں بیوی کو مخلص، نیک اور صالح اولاد سے نوازا جو علم و عمل کے اس راستے پر گامزن ہوئی جس سے انسان کو زینت نصیب ہوتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اس کا نام زندہ رہتا ہے۔ اس خاتون کے ہاں حسن بصری پیدا ہوئے۔ یہ ۲۱ ہجری کا واقعہ ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال باقی تھے۔

خیرہ نے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے علم حاصل کیا اور ان سے حدیث روایت کرنے کا اعزاز بھی حاصل کیا اور اسی طرح انہیں ام المؤمنین حضرت عائشؓ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔

جلیل القدر خاتون خیرہ سے متعدد عظیم المرتبت تابعین مردوں اور خواتین نے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ مردوں میں ان کے دو بیٹوں حسن بصری اور سعید کے علاوہ علی بن زید بن جدعان، معاویہ بن قرہ المزنی نے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی یہ سبھی اکابر اور ثقہ تابعین میں سے تھے۔

خواتین میں سے جن جلیل القدر تابعیات نے حضرت خیرہ رحمہا اللہ تعالیٰ سے حدیث روایت کی ان میں سے تابعیات کی سردار ام ہذیل حفصہ بنت سیرین انصاریہ بصریہ تھیں جن کے بارے میں ایاس بن معاویہؒ نے کہا ''میں نے حفصہ بنت سیرین سے زیادہ افضل کوئی اور خاتون نہ دیکھی۔'' بارہ سال کی عمر میں قرآن حکیم زبانی یاد کر لیا تھا۔ ایاس بن معاویہ نے حفصہ بنت سیرین کو حسن بصری اور اس کے بھائی محمد بن سیرین سے علم و عبادت میں زیادہ افضل قرار دیا تھا۔

خیرہ بیان کرتی ہیں کہ اس نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ کو درع اور دوپٹے میں نماز پڑھتے دیکھا۔

اس سے امام بخاری کے علاوہ محدثین کی جماعت نے حدیث روایت کی ہے۔

خیرہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا:

حضرت خیرہؒ حضرت ام سلمہؓ کے پاس رہتی تھیں کیونکہ یہ ان کی کنیز تھیں' خدمت بجا لاتیں' گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتیں' اولاد کی دیکھ بھال کرتیں اور دیگر گھریلو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کام نپٹاتی تھیں۔

حسن بصریؒ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کبھی کبھار حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بچوں کو اپنا دودھ بھی پلا دیا کرتی تھیں۔ ظاہری حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ خیرہ حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں ہر وقت مگن رہتی تھی۔ حضرت ام سلمہؓ خیرہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتیں جب انہیں کسی کام کے لیے کہیں بھیجتیں تو وہ اپنا بیٹا حسن بصری جو ابھی دودھ پینے کی عمر میں تھا حضرت ام سلمہؓ کے پاس چھوڑ جاتیں جب وہ رونے لگتا تو حضرت ام سلمہؓ اسے گود میں اٹھا لیتیں' اسے چپ کرانے کے لیے تھپکیاں دیتیں اگر وہ چپ نہ کرتا تو اسے اپنی چھاتی سے لگا لیتیں اور اسے اپنا دودھ پلا دیتیں' اس بابرکت دودھ کی وجہ سے حضرت حسن بصریؒ کو علم وعمل اور حکمت و دانش میں بلند مقام حاصل ہوا۔

بسا اوقات حضرت ام سلمہؓ اسے اپنے ہمراہ گھر سے باہر لے جاتیں، صحابہ کرامؓ اسے دیکھ کر دعائیں دیتے ایک دفعہ اسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئیں حضرت عمرؓ نے اس کے حق میں یہ دعا کی

((اللهم فقهه في الدين و حببه الى الناس))

''الٰہی اسے دین میں سمجھ عطا کر اور لوگوں کا اسے محبوب بنا دے۔''

سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی دعا کی برکت سے حضرت خیرہ کا بیٹا حسن بصری علم وعمل کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوا۔ کبار اور معروف تابعین میں اس کا شمار ہوا' جب کوئی شخص اس کی طرف دیکھ ہی لیتا تو اسے دینی وروحانی فائدہ حاصل ہوتا۔ اگرچہ اس نے ان کے عمل کو دیکھا نہ ہوتا اور نہ ہی ان کی کوئی بات سنی ہوتی' ان کے بارے میں لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ ان کی گفتگو میں جادو کا سا اثر ہوتا۔

حضرت حسن بصری کی والدہ خیرہ نے حضرت ام سلمہؓ کے علوم و معارف سے بہت فائدہ حاصل کیا' اس لیے کہ ہر وقت وہ ان کی خدمت میں مصروف رہتیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا شمار ان صحابیات سے ہوتا ہے جنہیں نبی کریم ﷺ سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زیادہ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ انھوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد صحابیات میں سب سے زیادہ احادیث روایت کیں۔ ان کی مرویات کی تعداد ۳۷۸ ہے۔ کثرت روایت کی بنا پر انہیں عالمہ' فاضلہ اور فقیہہ کا درجہ حاصل ہے۔ خیرہ نے ام سلمہؓ سے روایت بالحدیث کے علم کے حوالے سے بہت فائدہ حاصل کیا۔

اپنے بیٹے حسن بصری کے ساتھ:

جلیل القدر خیرہ کو حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے بہت زیادہ خیر و بھلائی عطا کی گئی' یہ تابعیہ خاتون بہت زیادہ فہم و فراست اور قوی الحافظہ تھیں۔ ابن حبان نے ان کا تذکرہ اپنی کتاب ''الثقات'' میں کیا ہے۔

خیرہؒ خواتین کی مجلس میں بیٹھتی انہیں وعظ و نصیحت کرتی اور انہیں وہ شرعی احکام سکھلاتی تھیں جو انہوں نے حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے سیکھے تھے۔ ظاہری طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خیرہؒ علم و عرفان کے اعتبار سے اپنے آپ کو اپنے بیٹے حسن بصریؒ سے فائق سمجھتی تھیں' ابن خلکان نے اپنی کتاب ''الوفیات'' میں ماں بیٹے کے درمیان ایک دلچسپ مکالمہ نقل کیا ہے۔

ایک روز حسن بصریؒ کی والدہ خواتین میں بیٹھی کچھ بیان کر رہی تھیں اور ساتھ ہی ایک لہسن یا پیاز کی مانند کی کوئی ترکاری ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی اور اسے کھا بھی رہی تھیں۔ حضرت حسن بصری اس دوران وہاں آ گئے۔ انھوں نے کہا: اماں جان! یہ ترکاری پھینک دیں' یہ اچھی نہیں بدبودار ہے۔ ماں نے کہا: بیٹے! تم بوڑھے ہو گئے ہو تمہاری عقل خرافات کا گہوارہ بن گئی۔

اس نے کہا: اماں جان! ہم میں بھلا اب زیادہ بوڑھا کون ہے؟

اس مکالمے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خیرہؒ نے لمبی عمر پائی' ان کی وفات کا صحیح وقت تو معلوم نہیں۔ قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے پہلی صدی ہجری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے آخر میں وفات پائی۔

اللہ تعالیٰ حسن بصریؒ کی والدہ خیرہ پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔ اسے جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور اپنی رحمت کے زیر سایہ ابرار، اتقیاء اور اصفیاء کا ساتھ نصیب کرے۔

حضرت ام الحسن خیرہ رحمہا اللہ کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

١۔ البدایه و النهایه: ٢٧٨/٦

٢۔ وفیات الاعیان: ٧٠،٦٩/٢

٣۔ سیر اعلام النبلاء: ٥٦٥،٥٦٤/٤

٤۔ تهذیب التهذیب: ٢١٧،٢١٦/١٠

٥۔ معجم البلدان: ٢٤٢/٥

٦۔ طبقات ابن سعد: ٤٧٦/٨

٧۔ امالی المرتضیٰ: ١٥٢/١

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت سودہ بنت عمارہ رحمہا اللہ تعالیٰ

تابعیہ، فصیحہ، شاعرہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کی طرفدار، امیر معاویہؓ کے پاس شکایت لے کر گئیں تو انھوں نے ان کے ساتھ عدل وانصاف اور اعزاز واکرام کا طرز عمل اختیار کیا۔

خطیبہ اور شاعرۃ:

حضرت سودہ بنت عمارہ الاسک الھمدانیہ بیک وقت شعرو بیان، فصاحت و بلاغت کے اوصاف سے آراستہ و پیراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ میدان جنگ میں جرأت و شجاعت، جوانمردی و بہادری اور مضبوط دلی کا بھرپور مظاہرہ کرنے والی خاتون تھیں اور اس میدان میں اس نے دور تابعین میں بہت شہرت حاصل کی۔

حضرت سودہ بنت عمارہ کی خطابت میں فی البدیہہ الفاظ کی روانی اور دلائل کی قوت ہوتی، دوران خطاب اشعار تو یوں اچھل اچھل کر زبان سے نکلتے جیسے ابلتی ہوئی ہنڈیا سے پانی باہر آتا ہے۔ کامل روشن خیالی کو بروئے کار لاتے ہوئے بنو ھاشم کو دل کی گہرائیوں سے بہت اچھا گردانتی تھیں، اس لیے کہ یہ وہ عظیم خاندان ہے جس پہ وحی نازل ہوتی رہی، یہ خاندان رشد و ہدایت کی ایک شاخ تھا، کلام و بیان کے یہ لوگ امام تھے۔ ان کا وصف بیان کرتے ہوئے مسلم بن بلال العبدی فرماتے ہیں:

((اولئك قوم بنور الخلافة يشرقون وبلسان النبوة ينطقون))

''یہ لوگ ایک ایسی قوم ہے جو خلافت کے نور سے چمکتے ہیں اور نبوت کی زبان سے بولتے ہیں۔''

حضرت سودہ بنت عمارہ دور تابعین کی ان جلیل القدر خواتین میں سے تھیں جو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بڑی عزت وتوقیر اور عظمت کی نگاہ سے دیکھتی تھیں‘ یہ قول وعمل کے اعتبار سے حضرت علیؓ کی طرفدار تھی‘ جنگ صفین میں اس نے اپنے جوانمرد بھائی کے شانہ بشانہ جرات و بہادری کے جوہر دکھلائے اس کے بھائی نے جنگ صفین میں ناقابل فراموش جرات وشجاعت کے کارنامے سرانجام دیے۔

یہ فصاحت وبلاغت کے اور کلام وبیان کے اعتبار سے بھی بڑے مشہور ومعروف تھے۔

حضرت سودہ بنت عمارہؒ نے بنو ہاشم سے ان کے بیان کی روانی‘ دلائل کی روشنی اور ادب کی بلندی حاصل کی۔ بنو ہاشم میں نسلی وخاندانی شرافت‘ کلام وبیان کی حکمرانی اور علم کی باگ ڈور باپ دادا سے مسلسل منتقل ہوتی چلی آرہی تھی جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

شرف تنقل کابرا عن کابر
کالرمح انبوباً علی انبوب

’’عزت وشرف بڑوں سے بڑوں کی طرف منتقل ہوتا چلا آرہا ہے بالکل اس نیزے کی مانند جس میں نالی پر دوسری نالی چڑھائی ہوئی ہوتی ہے۔‘‘

امیر معاویہؓ کے روبرو:

اس جلیل القدر تابعیہ کے حالات عہد تابعین کی ایک عظیم المرتبت خاتون کی قابل رشک زندگی کی ایک سچی تصویر رقم کرتے ہیں اور معاشرتی وسیاسی زندگی کی ایک روشن جھلک پیش کرتے ہیں۔

حضرت سودہؒ کے حالات زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ دفاع میں ہمیشہ جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کیا کرتی تھیں وہ اپنی رائے کا بلا خوف وخطر مظاہرہ کرنے اور حالات کا رخ پھیرنے میں کمال درجے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔

ہمیں ان کے حالات سے بلند ہمتی اور پختہ ارادی کی جھلک دکھائی دیتی ہے‘ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سودہ بنت عمارہ نے یمن سے دارالخلافہ دمشق تک بڑا ہی دشوار گزار اور کٹھن سفر طے کیا اور امیر معاویہ کے پاس یمن کے گورنر کی شکایت لے کر حاضر ہوئی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور اس نے گورنر کے ظلم وستم کی داستان ایسی فصاحت و بلاغت اور برجستہ اشعار سے مرصع گفتگو کے پیرائے میں پیش کی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دم بخود رہ گئے۔

جب امیر معاویہؓ نے ان کے سامنے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تو ان کی زبان میں کوئی لڑکھڑاہٹ یا انداز بیان میں کسی منافقت کا شائبہ تک دکھائی نہ دیا بلکہ انہوں نے اپنی رائے کا برملا پوری جرأت و بہادری سے اظہار کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس جلیل القدر خاتون کے ساتھ بڑی عزت و احترام سے پیش آئے اور اسے ایک خط عنایت کیا جس میں یمن کے گورنر کی معزولی کا حکم تھا۔ امام شعبیؒ بیان کرتے ہیں کہ سودہ بنت عمارہ بن الاسک الھمدانیہ ایک دفعہ امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ کے ہاں تشریف لے گئیں' ملاقات کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت دی انھوں نے سلام عرض کیا' آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کیا حال ہے؟ کیسے تشریف آوری ہوئی؟ انہوں نے جواب میں کہا: امیر المؤمنین میں خیریت سے ہوں اللہ کا شکر ہے۔ امیر معاویہؓ نے کہا: کیا آپ نے جنگ صفین میں اپنے بھائی کے بارے میں یہ اشعار نہیں کہے تھے:

شمر كفعل ابيك يا بن عماره
يوم الطعان وملتقى الأقران
وانصر عليا والحسين ورهطه
واقصد لهند وابنها بهوان
ان الامام اخو النبى محمد
علم الهدى، ومنارة الايمان
فقد الجيوش وسر امام لواته
قدما بابيض صارم و سنان

''اے ابن عمارہ! اپنے والد کی طرح تیار ہو جا۔ لڑائی کے دن اور ہمجولیوں کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ملنے کے دن۔
علیؓ، حسینؓ اور اسے کے قبیلے کی مدد کر۔ ہندہ اور اس کے بیٹے کی تذلیل کا ارادہ کر۔
بے شک امام نبی کریم ﷺ کا چچازاد بھائی ہے۔ وہ ہدایت کا جھنڈا اور ایمان کا مینار ہے۔
لشکر ختم ہوئے لہٰذا تو اس کے جھنڈے کے سامنے چل۔ چمکتی تلوار اور نیزے کے ساتھ۔"

اس نے بغیر کسی تردد اور خوف وخطر کے کہا: امیر المومنین! ہاں' میں نے یہ اشعار کہے تھے مجھ جیسا نہ تو حق کہنے سے گریز کرتا ہے اور نہ ہی جھوٹ بولتے ہوئے معذرت کا انداز اختیار کرنا پسند کرتا ہے۔ امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ یہ موقف اختیار کرنے کے لیے کس چیز نے تجھے برانگیختہ کیا۔ سودہ بنت عمارہ نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے احترام واکرام اور حق کی پیروی نے۔

امیر معاویہؓ نے کہا: اللہ کی قسم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آپ پر کوئی اثر تو مجھے دکھائی نہیں دیتا۔

حضرت سودہ نے کہا: امیر المومنین خدارا گزرے ہوئے حالات پر نظر دوڑائیں' ذرا پیچھے پلٹ کر دیکھیں' بھولی بسری باتوں کو ذرا یاد کریں' آپ کو پتا چل جائے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہم پر کتنے گہرے اثرات ہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: افسوس در افسوس تیرے بھائی کے کردار کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ جتنی گزند تیری قوم اور تیرے بھائی کے ساتھیوں کی طرف سے مجھے پہنچی ہے اتنی کسی دوسرے کی طرف سے نہیں پہنچی۔

حضرت سودہ بنت عمارؓ نے فرمایا: امیر المومنین! آپ سچ فرماتے ہیں۔ بخدا میرا بھائی نہ تو کمتر تھا اور نہ ہی گمنام تھا وہ تو خنساء کے اس شعر کا مصداق تھا:

وان صخراً لتأتم الهداة به
كأنه علم في راسه نار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''ایک ایسی چٹان ہے کہ راہگیر وہاں آ کر رک جاتے ہیں۔ گویا کہ وہ ایک آتش فشاں پہاڑ ہے''

پھر حضرت سودہؒ نے کہا: امیر المومنین! جو ہماری طرف سے آپ کو تکلیف پہنچی میں معذرت چاہتی ہوں۔ امید ہے آپ معاف فرما دیں گے۔

امیر معاویہؓ نے فرمایا: کوئی بات نہیں میں نے معاف کیا! آپ لوگوں کی عزت اور احترام میرے پیش نظر ہے۔

شکوہ اور اظہار درد:

امیر معاویہؓ اور حضرت سودہ کے درمیان گفتگو اختتام پذیر ہوئی۔ حضرت امیر معاویہؓ اس کی فصاحت و بلاغت سے بڑے متاثر ہوئے۔ فرمایا: میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیں! حضرت سودہ امیر معاویہؓ کے گورنر کی شکایت کرنے لگی' حزن و ملال کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں تھے۔ کہنے لگی:

امیر المومنین! آپ نے لوگوں پر ایک سردار مقرر کر دیا ہے جس نے انہیں لگام ڈال رکھی ہے' اس کی لوگوں پر بڑی مضبوط گرفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو ہمارے حقوق آپ پر عائد کئے ہیں ان کے بارے میں آپ سے ضرور پوچھے گا اس میں یہ طمطراق اور پکڑ دھکڑ آپ کی' آپ کی عزت اور حکومت کی وجہ سے ہے۔ وہ ہمیں یوں کاٹتا ہے جیسے گندم کے سٹے کاٹے جاتے ہیں' وہ یوں روندتا ہے جیسے بیل گندم کو روندتے ہیں' وہ ہمیں رسوا کن سزائیں دیتا ہے اور ہم سے بڑھیا چیزوں کا سوال کرتا ہے۔

دیکھئے نا! آپ کا مقرر کردہ گورنر بسر بن ارطاۃ میرے ملک یمن میں آیا' میرے خاندان کے افراد کو اس نے قتل کیا' میرا مال اس نے چھین لیا اگر امیر کی اطاعت ہمارے پیش نظر نہ ہوتی تو ہم بھی عزت دار اور غیور ہیں۔ اگر آپ اسے معزول کر دیں تو ہم آپ کے شکر گزار ہونگے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو ہم آپ کو پہچان لیں گے۔

امیر معاویہؓ نے فرمایا: آپ تو مجھے دھمکی دے رہی ہیں۔ بخدا جی تو چاہتا ہے کہ میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تجھے ایک منہ زور اونٹ پر سوار کر کے واپس بسر بن ارطاۃ کے پاس روانہ کروں اور وہ اپنی مرضی کے مطابق اپنا حکم نافذ کرے۔ یہ بات سن کر حضرت سودہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، چہرہ لڑھک گیا پھر سر اٹھایا اور یہ اشعار کہے:

صلی الالہ علی روح تضمنھا
قبر فاصبح فیہ العدل مدفونا
قد حالف الحق لا یبغی بہ بدلا
فصار بالحق والایمان مقرونا

''اللہ تعالیٰ اس روح پر اپنی رحمت نازل کرے جسے ایک قبر نے اپنی آغوش میں لیے لیا ہے اور عدل وانصاف بھی اس کے ساتھ دفن ہو گیا ہے۔
اس نے برحق قسم اٹھائی کہ وہ اس کا بدل نہیں چاہے گا تو اس نے حق اور ایمان کو ملائے رکھا۔''

امیر معاویہؓ نے پوچھا: اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟
حضرت سودہؒ نے فرمایا: اس سے میری مراد حضرت علی ہیں۔
فرمایا: مجھے آپ پر ان کے کوئی آثار تو دکھائی نہیں دیتے۔ انھوں نے آپ کے ساتھ کیا حسن سلوک کیا کہ آپ لوگ ان کے اتنے زیادہ گرویدہ ہیں؟
حضرت سودہ نے فرمایا: میں ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اس شخص کے بارے میں شکایت لے کر حاضر ہوئی جسے آپ نے ہم پر صدقات وزکوۃ اکٹھا کرنے پر مامور کیا تھا۔ ہمارا اس سے کوئی تعلق واسطہ نہ تھا بالکل اجنبیت تھی، ہماری طبائع میں فرق بالکل عیاں تھا جیسے دبلے اور موٹے میں فرق نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئی۔ آپ نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے ہی تھے مجھے دیکھ کر میری طرف متوجہ ہوئے بڑی شفقت سے پوچھا فرمایئے کیسے آنا ہوا کوئی کام ہے؟ میں نے اس شخص کی شکایت کی تو آپ رونے لگے۔ پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہ دعائیہ کلمات کہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''الٰہی! تو میرا اور ان لوگوں کا گواہ ہے میں نے اپنے عاملین کو مخلوق پر ظلم کرنے کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی تیرے حق کو چھوڑنے کا حکم دیا پھر اپنی جیب سے چمڑے کا ایک ٹکڑا نکالا اور اس پر یہ لکھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے واضح دلیل آ چکی، ناپ کر پورا پورا دیا کرو۔

﴿وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ﴾ (هود ٨٥۔٨٦)

''اے قوم! انصاف کے ساتھ ناپ اور تول پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو، زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو۔ اللہ کا دیا جو بچ رہے وہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو اور میں کچھ تم پر نگہبان نہیں۔''

جب تم میرا یہ خط پڑھو ہماری طرف سے جو ذمہ داری تمہیں تفویض کی گئی ہے اس وقت تک اس کا خیال رکھو جب تک کہ میرا نمائندہ تم سے اختیارات لینے کے لیے پہنچ نہیں جاتا۔ والسلام!

حضرت سودہ فرماتی ہیں یہ خط میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لیا بخدا اس پر نہ تو کوئی مہر لگائی گئی تھی اور نہ ہی اسے کسی تھیلی میں سیل بند کیا گیا تھا۔ میں یہ خط اس عامل کے پاس لے گئی اور اسے اس کے منصب سے معزول کر دیا۔

امیر معاویہ سودہ سے انصاف کرتے ہیں:

امیر معاویہؓ نے حضرت سودہ کی گفتگو سن کر اپنے منشی سے کہا: اس کے لیے انصاف کا پروانہ لکھ دو اس کا سارا مال اسے واپس لوٹا دیا جائے اور عدل و انصاف سے کام لیا جائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت سودہ نے کہا: امیر المومنین! یہ حکم صرف میرے لیے ہے یا میری قوم کے لیے بھی۔

آپ نے فرمایا: صرف آپ کے لیے۔

حضرت سودہؒ نے کہا: میری قوم تو ناراض ہو جائے گی مجھے برا بھلا کہے گی۔ میں اپنی قوم کی نمائندہ ہوں۔ قوم کا ایک فرد ہوں' ان کی فراخی میری فراخی' ان کی تنگی میری تنگی۔

امیر معاویہ یہ بات سن کر بڑے متعجب ہوئے اور فرمایا: حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ان لوگوں کے مزاج بگاڑ دیے ہیں، یہ ان کی نرم خوئی کا نتیجہ ہے کہ یہ لوگ حکمران کے سامنے اس قدر جری دکھائی دیتے ہیں۔ ان کا حال تو اس شعر کی مانند ہے:

فلو كنت بوّاباً على باب جنة

لقلت لهمدان ادخلوا بسلام

''اگر میں جنت کے دروازے پر دربان ہوتا تو بنو ہمدان قبیلے کو کہتا کہ آرام سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

پھر کاتب سے کہا ٹھیک اس کے لیے اور اس کی قوم کے لیے یہ پروانہ لکھ دو۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سودہؒ کو بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ یمن روانہ کیا۔ وہ بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتی اور اسے دعائیں دیتی ہوئی واپس ہوئیں۔

حضرت سودہ بنت عمارہ ان تابعی خواتین میں سے تھی جنہیں تاریخ نے یاد رکھا۔ جنھوں نے تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ رہنے والے گہرے اثرات چھوڑے۔ اللہ تعالیٰ حضرت سودہ پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے اور قیامت کے دن اس کا چہرہ منور کرے جس دن کہ بعض چہرے چمکدار ہونگے اور بعض چہرے خاک آلود ہونگے۔ بلاشبہ وہ کریم بھی ہے اور رحیم بھی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت سودہ بنت عمارہ کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ اعلام النساء: ۲/ ۲۷۰

۲۔ شاعرات العرب: ۱۷۳

۳۔ زهر الآداب: ۱/ ٦۳

٤۔ الاعلام: ۳/ ۲٥۱

٥۔ تهذيب الاسماء واللغات: ۳/ ۱۸۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت فاطمہ بنت علی رحمہا اللہ

فاطمہ الصغریٰ حضرت علیؓ کی بیٹی' علم کی دلدادہ، حدیث کی راویہ' فقیہہ اور لمبی عمر پانے والی۔

پاکیزہ اولاد:

طبری اور ابن اثیر نے اپنی اپنی تاریخ کی کتابوں میں سیدنا علی بن ابی طالبؓ کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ساری اولاد چودہ بیٹے اور سترہ بیٹیاں تھیں۔ حضرت علیؓ کی بیٹیاں مختلف بیویوں سے تھیں' بیٹیوں کے نام یہ ہیں: ام ھانی' میمونہ' زینب الصغریٰ' رملہ الصغریٰ' ام کلثوم الصغریٰ' فاطمہ' امامہ' خدیجہ' ام الکرام' ام سلمہ' ام جعفر' جمانہ' نفیسہ یہ سب حضرت علی کی بیٹیاں ہیں۔ جو مختلف بیویوں میں سے تھیں۔ فاطمۃ الزھراء سے زینب الکبریٰ اور ام کلثوم پیدا ہوئیں اور ام سعید بن عروہ الثقفیہ سے ام الحسن اور رملہ الکبریٰ پیدا ہوئیں۔ غرضیکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سترہ بیٹیاں تھیں۔

ہم ان سطور میں ان تمام پاکیزہ بیٹیوں میں سے فاطمہ بنت علی بن ابی طالب الھاشمیہ کا تذکرہ قلم بند کر رہے ہیں اور یہ بیٹی فاطمہ الصغریٰ کے نام سے مشہور و معروف تھیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں ان کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا تاکہ اپنی بیوی فاطمہ الزھراء کی یاد زندہ رہے۔ یہ بیٹی شکل و شباھت میں بھی حضرت فاطمہ الزھراء سے ملتی جلتی تھیں۔

دلائل و قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمۃ الصغریٰ کی ولادت ۳۰ھ میں ہوئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہما شادی کی عمر کو پہنچیں تو اسے محمد بن ابی سعید بن عقیل بن ابی طالب کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا گیا۔ جس کے نتیجے میں حمیدہ بنت محمد پیدا ہوئیں۔ اس کے بعد موصوفہ کی شادی سعید بن اسود سے ہوئی جس سے برزہ اور خالد پیدا ہوئے پھر اس کے بعد حضرت فاطمہ بنت علی کی شادی منذر بن عبیدہ بن زبیر بن عوام سے ہوئی جس سے عثمان اور کبریٰ پیدا ہوئے۔

علم سے محبت اور روایت حدیث:

فاطمہ بنت علیؓ کی بچپن ہی سے علم کے ساتھ گہری وابستگی رہی اور احادیث نبویہ کو روایت کرنا ان کا محبوب مشغلہ رہا۔ یہ اپنے باپ کی دوسری بیوی مشہور و معروف صحابیہ اسماء بنت عمیسؓ کی ہونہار شاگردہ تھیں۔ حضرت فاطمہؒ نے بہت سی احادیث رسول کو روایت کرنے کی سعادت حاصل کی' اسی طرح انھوں نے اپنے بھائی محمد بن علی سے احادیث روایت کیں جو محمد ابن حنفیہ کے نام سے مشہور و معروف تھے۔

عہد تابعین میں بہت سے علماء نے حضرت فاطمہ بنت علیؓ سے علم حاصل کیا اور ان سے حدیث بیان کرنے کی سعادت حاصل کی جن میں حارث بن کعب کوفی' حکم بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم' عروہ بن عبداللہ بن قشیر' عیسٰی بن عثمان' موسیٰ الجہنی اور نافع بن ابی نعیم القاری قابل ذکر ہیں۔

فاطمہ بنت علی سے مروی احادیث کو امام نسائی نے اپنی کتاب ''سنن نسائی'' میں نقل کیا ہے۔

مرویات کے نمونے:

(۱) ابن سعد اپنی کتاب ''الطبقات'' میں رقمطراز ہیں کہ حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ میرے ابا جان نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ:

((من اعتق نسمة مسلمة او مومنة وقى الله بكل عضو منه

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عضوا منه فی النار)) (الطبقات الکبری: ۱/ ٤٦٦)

''جس نے کسی ایک مسلمان یا مومن شخص کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنم کی آگ سے بچالے گا۔''

(۲) ایک دوسری روایت جو حضرت فاطمہؒ سے مروی ہے جسے ابن عساکر نے اپنی کتاب میں موسیٰ جہنی کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((یا علی انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی)) (تاریخ دمشق: ص۲۹۸)

''اے علی! تو میرے لیے اسی طرح ہے جس طرح ہارون موسیٰ کے لیے تھے، مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔''

اخلاق، عبادت اور فقہ:

حضرت فاطمہ بنت علیؒ کی پرورش ایک خالص اور پاکیزہ ماحول میں ہوئی جو ہر قسم کی آلائشوں سے مبرا تھا۔ وہ قول وعمل میں صراحت کو پسند کرتی تھیں۔ ریا کاری سے انہیں دلی نفرت تھی۔ ریا کاری کی کسی بھی صورت کو وہ رد کر دیا کرتی تھیں، بلکہ ان وسائل و ذرائع کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتیں جو ریا کاری کی طرف لے جانے والے ہوتے۔ اس سلسلے میں عیسیٰ بن عثمان ان کے اخلاق و عادات کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ:

میں ایک روز حضرت فاطمہ بنت علی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص وہاں آیا اور اس نے حضرت کی تعریف کرنا شروع کر دی تو حضرت فاطمہ کو یہ انداز پسند نہ آیا تو انھوں نے مٹی کی مٹھی اٹھا کر اس کے منہ پر دے ماری۔

حضرت فاطمہ بنت علی قرآنی آیات پر بڑا گہرا غور وفکر کیا کرتی تھیں اور اس طرح زندگی کے امور پر اکثر وبیشتر دیر تک سوچ و بچار کرتی رہتیں جس کی وجہ سے ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا جسم بہت کمزور ہو گیا تھا۔ ایک روز ان کے بھائی محمد بن علی نے ان سے کہا میری بہن فاطمہ زیادہ تر اپنی موت کے بارے میں غور و فکر کیا کرو۔ حضرت فاطمہ بنت علی فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے بھائی جان محمد بن علی کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اکثر و بیشتر موت کے حوالے سے غور و فکر کرنا شروع کر دیا جس سے میری بیداری کی کیفیت جاتی رہی۔

فاطمہ بنت علیؓ کے حالات زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عبادت اور عورتوں کے مسائل میں زیادہ دلچسپی رکھتی تھیں اور وہ اس بات کو ناپسند کرتی تھیں کہ عورتیں مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔ عروہ بن عبداللہ بن قشیر کہتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت فاطمہ بنت علی کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ نے دونوں ہاتھوں میں دو دو کنگن پہنے ہوئے ہیں' ایک ہاتھ کی انگلی میں انگوٹھی پہنی ہوئی ہے' گردن میں ایک ہار پہنا ہوا ہے۔ میں نے اس کے بارے میں آپ سے سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ عورت کو مردوں کی مشابہت اختیار نہیں کرنا چاہیے۔

فاطمہ سرزمین شام میں:

فاطمہ بنت علی میدان کربلا میں اپنے بھائی حسین بن علیؓ کے ہمراہ تھی جب حضرت حسین کو شہید کر دیا گیا تو آل حسین کو دارالحکومت دمشق پہنچا دیا گیا۔ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان نے مظلوم قافلے کی تمام خواتین کو اپنے محل کے زنان خانے میں عزت و اکرام کے ساتھ رکھا۔ آل معاویہ کی تمام خواتین نے واقعہ کربلا پر غم و اندوہ کا اظہار کیا' قافلے کی خواتین سے مل کر آنسو بہائے' ان کے غم میں شرکت کا انداز اپنایا۔ کچھ دنوں کے بعد یزید نے اس لٹے ہوئے قافلے کو ایک دیانتدار شامی شخص کی نگرانی میں مدینہ منورہ روانہ ہونے کی اجازت دی اور قافلے کے تمام افراد کو بہترین لباس اور کثیر تعداد میں نقدی پیش کی۔ یزید بن معاویہ نے قافلے کے نگران کو یہ حکم دیا کہ دیکھنا کہ کسی بھی فرد کو جو ضرورت بھی محسوس ہو اسے فوری طور پر پورا کرنے کا اہتمام کیا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جائے، کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو، راستے میں کوئی ضرورت پیش آئے اسے پورا کرنے کے لیے اگر وسائل میسر نہ ہوں تو فوری طور پر مرکز سے رابطہ کیا جائے، مرکز کی جانب سے فوری اس کا اہتمام کیا جائے گا۔ اس شامی شخص نے واقعی بڑی دیانت و امانت کا ثبوت دیا جس سے قافلے کے تمام افراد بہت خوش ہوئے۔ حضرت فاطمہ بنت علی نے اپنی بہن زینب سے کہا کہ اس شخص کی دیانتداری کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے ہماری طرف سے انعام ملنا چاہیے۔ حضرت زینب نے اپنی ہمشیرہ کی بات کو تسلیم کرتے ہوئے دو کنگن اسے پیش کرتے ہوئے کہا یہ ہماری طرف سے آپ کا انعام ہے، آپ نے واقعی دوران سفر ہمارے ساتھ حسن سلوک اور نیکی کا انداز اپنایا، اس نے انعام لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا میں معذرت چاہتا ہوں یہ زیور آپ اپنے پاس ہی رکھیں، میں نے یہ ذمہ داری اپنا فرض سمجھتے ہوئے نبا ہی کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے قریبی رشتہ دار ہیں، آپ کی خدمت میرا فرض ہے۔

اہل سیادت:

حضرت فاطمہ بنت علی اور دیگر نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کا لوگوں کے دلوں میں بہت زیادہ احترام تھا، اہل بیت علم و فضل اور تقویٰ و ادب کے سنگم تھے، اس لیے صاف و شفاف دل ان کی طرف راغب ہوتے تھے اور محبت و آشتی کے ساتھ ان کا تقرب حاصل کرنے کے خواہاں رہتے تا کہ اللہ رب العزت کی رضا حاصل کر سکیں کسی نے کیا خوب کہا ہے:

فلا تعدل باهل البيت خلقاً
فاهل البيت هم اهل السيادة
فبغضهم من الانسان خسر
حقيقي وحبهم عبادة

''مخلوق میں اہل بیت کے بالمقابل کسی کو نہ جانیں۔ اہل بیت ہی سردار ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کے ساتھ کسی انسان کا بغض یا کینہ رکھنا حقیقی نقصان ہے اور ان کے ساتھ محبت کرنا عبادت ہے۔''

کسی دوسرے شاعر نے اس مفہوم کو اجاگر کرنے کے لیے کیا خوب کہا:۔

مدیح آل النبی عندی
خیر من اللھو و من التجارۃ
انجوبھم من عذاب نار
وقودھا النائمۃ والحجارۃ

''میرے نزدیک آل نبی کی تعریف وتوصیف کرنے والا کھیل کود اور تجارت سے بہتر ہے۔
ان کے ذریعے میں جہنم کے عذاب سے نجات پاؤں گا جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہونگے۔''

جب عمر بن عبدالعزیزؒ مدینہ منورہ کے گورنر تھے تو وہ حضرت فاطمہ بنت علیؓ اور دیگر جملہ اہل بیت کے ساتھ مثالی عزت و اکرام سے پیش آیا کرتے تھے۔ حضرت فاطمہؒ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی بہت تعریف کیا کرتی تھیں۔ رشتہ داروں کے ساتھ ان کے حسن سلوک کو بہت بڑا عمل قرار دیا کرتی تھیں۔

طبقات ابن سعد میں جویریہ بن اسماء کے حوالے سے منقول ہے کہ حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ ایک روز میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئی جبکہ وہ مدینہ منورہ کے گورنر تھے میرے ساتھ نہایت عزت و اکرام سے پیش آئے اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت میرے لیے اپنے اہل خانہ سے بھی زیادہ قابل احترام و اکرام ہیں۔

ایک شاعر نے اہل بیت کے ساتھ محبت کو اس انداز میں بیان کیا ہے:

حب آل النبی خالط عظمی
وجری فی مفا صلی فاعذرونی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انا والله مغرم بهواهم
عللونی بذکرهم عللونی

’’آل نبی کی محبت میرے رگ و ریشے میں اور جوڑوں میں رچ بس چکی ہے لہٰذا مجھے معذور سمجھیں۔

اللہ کی قسم میں ان کی محبت میں دیوانہ ہو چکا ہوں ان کی یاد نے مجھے بیمار کر دیا ہے۔‘‘

یہ بات اس قابل ہے کہ اس کا تذکرہ کیا جائے کہ عمر بن عبدالعزیز اہل بیت کے ہر فرد کے ساتھ بہت زیادہ حسن سلوک سے پیش آیا کرتے تھے' خاندان نبوت کی ایک جھلک عمر بن عبدالعزیز کے حسن سلوک کی شہادت دیتی ہے۔ حضرت فاطمہ بنت حسینؓ نے ان کی طرف شکریے کا خط لکھا جس میں یہ تحریر کیا ’’امیر المومنین! آپ نے ہر اس شخص کی خدمت کی جس کے پاس کوئی خادم نہیں تھا اور ہر اس کو لباس مہیا کیا جس کے پاس کوئی لباس نہیں تھا۔‘‘ یہ خط پڑھ کر حضرت عمر بن عبدالعزیز بہت زیادہ خوش ہوئے۔

اہل بیت میں سے عبداللہ بن محمد بن عقیل امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کے حسن سلوک کی گواہی دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’امیر المومنین! نے مال تقسیم کرتے وقت سب سے پہلے اہل بیت کو ان کا حصہ عنایت کیا اور اہل بیت کی ہر خاتون کو اتنا ہی مال تفویض کیا جتنا مال ہر مرد کو دیا گیا اور اہل بیت کے ہر بچے کو مال میں سے مرد و زن کے برابر حصہ دیا گیا۔ اس طرح ہر اہل بیت کو تین ہزار دینار ملے۔

سفر آخرت:

حضرت فاطمہ بنت علیؒ ان تابعی خواتین میں سے ہیں جنھوں نے لمبی عمر پائی' یہ معمر خواتین میں سے تھیں' انھوں نے نوے سال سے زیادہ عمر پائی۔ موسیٰ الجہنی کا یہ بیان ان کی طویل عمری پر دلالت کرتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضرت فاطمہ بنت علیؒ کے پاس حاضر ہوا آپ کی اس وقت عمر تقریباً چھیاسی سال تھی' میں نے ان سے عرض کی کیا آپ کو اپنے ابا جان سے مروی کوئی حدیث یاد ہے۔ فرمایا: نہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۱۷ھ کو حضرت فاطمہ بنت عمرؒ لمبی عمر پا کر داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے خلد بریں میں جا بسیں۔

اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔

اس سال جلیل القدر تابعی خواتین میں سے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی لخت جگر حضرت عائشہ بنت سعدؒ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی' اسے چھ امہات المومنین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اس نے چوراسی سال عمر پائی۔

اسی سال حضرت حسین بن علیؓ کی بیٹی اور فاطمہ بنت علی کی بھتیجی حضرت سکینہ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ حضرت فاطمہ بنت علیؒ کے بارے میں "حدائق الانعام فی فضائل الشام" میں لکھا ہے کہ ان کی وفات دمشق میں ہوئی، باب الصغیر کے پاس انہیں دفن کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو جنت کا باغیچہ بنائے اسے جہنم کی آگ سے نجات دے اور اسے نیکوں کی ہمراہ جنت میں داخل کرے۔

حضرت فاطمہ بنت علیؒ کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ حدائق الانعام فی فضائل الشام: ۱۴۱

۲۔ طبقات ابن سعد: ۳۹۲/۳

۳۔ السمط الثمین: ۱۵۹

۴۔ تاریخ دمشق: ۲۹۸

۵۔ تهذیب التهذیب: ۳۵۵،۳۵۴/۱۰

۶۔ تاریخ الطبری: ۱۶۲/۳

۷۔ الكامل: ۳۹۸/۳

۸۔ الطبقات ۴۶۵/۸

۹۔ تهذیب التهذیب: ۴۴۳/۱۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عاتکہ بنت یزید رحمہا اللہ تعالیٰ

جلیل القدر تابعی خاتون' بارہ خلیفے جن کے محرم ہوئے' جنہیں حدیث نبوی کی روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا' جو مال و دولت کی سخاوت کرنے والی تھیں' جو فقراء و مساکین کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنے والی تھیں اور جنہوں نے لمبی عمر پائی۔

خلافت اور خلفاء کے درمیان:

عاتکہ بنت یزید نے جہاں پرورش پائی وہیں ان کا نصیب پروان چڑھا' ان کی رائے کو احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا' اس ماحول میں انہیں عزت نفس' روشن خیالی اور بلند مرتبہ حاصل تھا یہاں تک کہ وہ تمام خلفاء کی بیگمات میں ایک منفرد مقام پر فائز تھیں۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جو حضرت عاتکہ کے بارے میں بیان کی جاتی ہے کہ ان کی زندگی میں بارہ خلیفے ایسے ہوئے جن سے وہ پردہ نہیں کرتی تھیں کیونکہ وہ سبھی ان کے محرم تھے۔

۱۔ ان کے باپ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان تھے۔
۲۔ ان کے بھائی معاویہ بن یزید بن معاویہ تھا۔
۳۔ ان کے دادا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تھے۔
۴۔ ان کا خاوند عبدالملک بن مروان تھا۔
۵۔ ان کے خاوند کا باپ یعنی سسر مروان بن حکم تھا۔
۶۔ ان کا بیٹا یزید بن عبدالملک حکمران تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۷٬۸٬۹۔ اس کے خاوند کے بیٹے ولید، سلیمان اور ہشام حکمران تھے۔

۱۰۔ ان کے بیٹے کا بیٹا ولید بن یزید حکمران تھا۔

۱۱۔ ان کے خاوند کے بیٹے کا بیٹا یزید بن ولید بن عبدالملک حکمران تھا۔

۱۲۔ ان کے خاوند کے بیٹے کا دوسرا بیٹا ابراہیم بن ولید مخلوع حکمران تھا۔

اس طرح یہ بارہ شخصیات ایسی ہیں جو مسند اقتدار پر فروکش ہوئیں اور یہ سب اس جلیل القدر خاتون کے محرم تھے جن سے شرعی طور پر پردہ کرنے کی انہیں ضرورت نہ تھی۔

اس عظیم المرتبت خاتون نے عہد تابعین میں زندگی بسر کی' ان کے بارے میں یہ بات بہت مشہور تھی کہ اس خاتون کا خلافت میں بڑا اہم کردار تھا' ان کے مشوروں کو بڑی اہمیت دی جاتی تھی۔ اس کے قریبی رشتہ دار بارہ خلیفے تھے۔ اس خاتون کو اپنے دور میں علم وفضل اور ادب وکرم کے اعتبار سے ایک بڑا بلند مقام حاصل تھا۔ اس عظیم المرتبت خاتون میں بیک وقت بہت سی خوبیاں جمع ہو چکی تھیں۔ یہ یکتائے روزگار خاتون عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان امویہ قرشیہ تھیں۔

عاتکہ بنت یزید کی والدہ ام کلثوم بنت عبداللہ بن عامر بن کریز تھی۔ ان کا خاوند عبدالملک بن مروان تھا۔ دمشق شہر میں جابیہ نامی دروازے کے بیرونی جانب سرزمین عاتکہ انہی کے نام سے مشہور ومعروف تھی۔ وہاں ان کا ایک محل تھا اس محل میں ان کا خاوند عبدالملک بن مروان فوت ہوا۔ عبدالملک بن مروان سے شادی کے بعد عاتکہ بنت یزید کے ہاں جو اولاد ہوئی ان کے نام یہ ہیں۔ یزید، مروان، معاویہ یہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام ام کلثوم تھا۔

سرزمین شام کی محدثہ:

عاتکہ بنت یزید علم اور روایت حدیث سے زندگی بھر منسلک رہیں کبھی بھی علم و ادب کا دامن نہ چھوڑا' یاد رہے کہ اس عظیم المرتبت خاتون کا دور تابعین کا دور تھا' اسی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دور میں علم حدیث اور دیگر علوم پروان چڑھے۔ یہ عالم و فاضل خاتون ان خوش نصیب افراد میں سے ہے جنھوں نے صحابہ کرام اور اکابر تابعین سے براہ راست دینی علوم حاصل کیے۔ اس جلیل القدر خاتون کا روایت حدیث میں بہت بلند مقام تھا' دیائے خواتین میں اگر آپ ان کا مقام و مرتبہ جاننے کا ارادہ رکھتے ہوں تو ابوزرعہ کے تبصرے کو پیش نظر رکھیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ عاتکہ بنت یزید ان محدثات میں سے ہیں جنھوں نے اپنے دور کے علمی چیلنج کا سامنا کیا اور فن حدیث کو فروغ دیا' وہ فرماتے ہیں کہ سرزمین شام میں علم حدیث میں جن خواتین کو مہارت حاصل تھی حضرت عاتکہ بنت یزید کا نام بھی ان میں شامل تھا۔ ابن سمیع نے اپنی معروف کتاب ''طبقات'' میں اسے طبقہ ثالثہ میں شمار کیا ہے۔

ابن عساکر کہتے ہیں کہ عاتکہ بنت یزید سے عمرو بن مہاجر انصاری کے والد مہاجر نے حدیث روایت کی ہے۔

عاتکہ اور خاندان ابی سفیان کے فقراء:

یوں تو عاتکہ اور اس دور کی سبھی خواتین جود و کرم میں سبقت لے گئی تھیں لیکن عاتکہ سخاوت کے حوالے سے اپنے دور کی تمام خواتین سے چند قدم آگے دکھائی دیتی تھیں۔ اس نے اپنے ہمدردانہ احساسات کو بروئے کار لاتے ہوئے فقراء کے ہاں تنگ دستی و حرماں نصیبی کے مواقع یکسر ختم کر دیئے تھے۔ اس عظیم خاتون نے تنگ حال لوگوں کو تلاش کیا' ان کی مدد کی، برہنہ بدن لوگوں کو لباس فراہم کیا، ٹوٹے ہوئے بازوؤں کو جوڑا، بدحال و کنگال لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ واپس لائیں۔

یہ جلیل القدر خاتون عاتکہ بنت یزید تھوڑے مال کی سخاوت پر اکتفا نہیں کرتی تھیں بلکہ اس نے اپنا تمام مال خاندان ابی سفیان کے فقراء کی مدد کے لیے وقف کر دیا تھا۔ مؤرخین ان کے بارے میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ جب عبدالملک بن مروان کے عاتکہ بنت یزید سے ہونے والے دونوں بیٹے جوان ہو گئے تو انہیں ان کے خاوند

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبدالملک نے کہا: ''تیرے دونوں بیٹے بالغ ہو چکے ہیں اگر تو اپنے اور اپنے باپ کی طرف سے ملنے والے مال کو اپنے ان دونوں بیٹوں کے نام کرد تو یہ اپنے دوسرے سوتیلے بہن بھائیوں میں امتیازی مقام حاصل کرلیں گے۔'' عاتکہ نے کہا: ''آپ اس طرح کریں کہ آپ میرے اور اپنے تمام ورثاء کو ایک جگہ اکٹھا کریں تاکہ میں ان کی موجودگی میں گواہی دوں'' انھوں نے سب کو جمع کرلیا ان میں روح بن زنباع کو بطور خاص لایا گیا بنو امیہ میں انہیں قابل احترام شیخ کا درجہ حاصل تھا' بنو امیہ کا ہر فرد انہیں عزت وتوقیر کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ عبدالملک بن مروان نے انہیں کہا کہ ''آپ میری بیگم سے اس موضوع پر گفتگو کریں اور اسے ترغیب دلائیں کہ وہ اپنے دونوں بیٹے یزید اور مروان کے نام اپنا سارا مال لگا دیں۔'' روح بن زنباع نے عبدالملک بن مروان کی تجویز کی روشنی میں بڑے باوثوق انداز میں عاتکہ بنت یزید سے بات کی اور انہیں اپنے مذکورہ دونوں بیٹوں کے نام ساری جائیداد لگا دینے کی ترغیب دلائی۔

عاتکہ نے ساری بات سننے کے بعد کہا: ''دیکھئے جناب روح بن زنباع! کیا آپ کا میرے بارے میں یہ خیال ہے کہ میں اپنے ان دونوں بیٹوں کے بارے میں ڈرتی ہوں کہ یہ کنگال ہو جائیں گے۔ ماشاء اللہ! یہ خلیفۂ وقت کے صاحبزادے ہیں ان کا معاشرے میں ایک مقام ہے۔ اپنے باپ کی طرف سے یہ وافر مال ودولت کے حق دار ہیں یہ ان شاء اللہ تنگدستی واقتصادی بدحالی کا شکار نہیں ہونگے۔ البتہ آپ اور آپ کے ساتھ آنے والے بھی میرے رشتہ دار گواہ رہیں کہ میں نے اپنا سارا مال خاندان ابی سفیان کے فقراء، مساکین اور محتاجوں کے لیے وقف کر دیا ہے' وہ زیادہ ضرورت مند ہیں کہ میرے مال سے اپنی غربت، فقر اور محتاجی کو ختم کرتے ہوئے خوشحالی کی زندگی بسر کریں' اپنی حالت کو بدلنے کے لیے میرے مال کا سہارا لیں۔

شیخ روح بن زنباع وہاں سے باہر آئے تو ان کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا' وہ اپنے پاؤں گھسیٹتے ہوئے واپس آئے' عبدالملک بن مروان کی نگاہ جب ان پر پڑی تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پوچھا جناب شیخ کیا بات ہے؟ آپ کا رنگ اڑا اڑا دکھائی دے رہا ہے بڑے پریشان نظر آ رہے ہیں' خیریت تو ہے؟ کیا ہوا؟

روح نے کہا امیر المومنین! آپ نے تو مجھے امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس بھیج دیا' وہ اپنے شاہی لباس میں مسند خلافت پر براجمان دکھائی دے رہے تھے یعنی عاتکہ کا جاہ و جلال' رعب و دبدبہ' حکمت و دانش مجھے یونہی دکھائی دی جیسے یہ صفات مجھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں دکھائی دیتی تھیں۔

یہ عظیم خاتون عاتکہ حزم واحتیاط اور حکمت و دانش میں بالکل اپنے دادا کا نمونہ دکھائی دیں اور اس کے بعد پوری تفصیل کے ساتھ سارا واقعہ اسے سنا دیا۔ عبدالملک بن مروان کو سن کر بڑا غصہ آیا' اور اپنی بیگم کو جلی کٹی سنانے لگے۔ روح نے کہا امیر المومنین ٹھہریئے۔ اللہ کی قسم اس خاتون نے اپنے بیٹوں کے حق میں جو فیصلہ کیا وہ اس مال و دولت سے کہیں بہتر ہے جو آپ انہیں دلانا چاہتے ہیں۔ یہ بات سن کر عبدالملک کا غصہ قدرے ٹھنڈا ہوا۔

آپ نے دیکھا کہ عاتکہ بنت یزید جود و سخا کے کس اعلیٰ مقام پر فائز تھیں اور خلافت کے معاملات میں ان کی دور اندیشی کس نوعیت کی تھی اور وہ ادب و احترام' تربیت اور عقل و دانش کے کس اعلیٰ و ارفع مقام پر پہنچ چکی تھیں۔

عاتکہ ناراض بھی ہوتی ہیں اور خوش بھی!

عاتکہ بنت یزید نے اپنے خاوند عبدالملک کے دل میں بڑا مقام حاصل کر لیا تھا۔ اسے اپنی بیگم سے بہت زیادہ محبت تھی یہ اس کا بڑا خیال رکھا کرتا تھا' یہ شدید محبت بسا اوقات اس کے لیے بیوی کی جانب سے جفا کاری و بے وفائی کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوتی تھی۔ بعض اوقات عاتکہ اپنے خاوند سے ناراض ہو جاتیں تو اپنے کمرے کے دروازے بند کر لیتیں تاکہ وہ اس کے پاس پہنچ نہ سکے لیکن عبدالملک اپنی بیگم کو راضی کرنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ ڈھونڈ ہی نکالتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عاتکہ اپنے خاوند عبدالملک سے بہت زیادہ ناراض ہوئی عبدالملک نے اپنے خاص حاشیہ نشینوں میں سے ایک شخص عمر بن بلال اسدی سے اس صورت حال کا تذکرہ کیا وہ بڑے مزاحیہ طبیعت کے تھے' مسکراتے ہوئے کہنے لگے ''امیر المومنین! اگر آپ کی بیگم آپ سے خوش ہو جائے تو مجھے کیا انعام ملے گا؟ عبدالملک بن مروان نے کہا تجھے منہ مانگا انعام دوں گا۔ عمر بن بلال نے عاتکہ کے دروازے پر جا کر پورے زور سے رونا شروع کر دیا۔ اچانک آہ و بکا کی آواز سن کر کنیزیں باہر آئیں دیکھا کہ عمر بن بلال زار و قطار رو رہا ہے۔ انھوں نے پوچھا بھئی کیا ہوا؟ کیا اچانک مصیبت آن پڑی؟ کیوں رو رہے ہو؟ کیوں آہیں بھر رہے ہو؟ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ؟ اس نے کہا کچھ نہ پوچھے ہائے میں مارا گیا' میں لٹ گیا میری دنیا برباد ہو گئی! ہائے میں کیا بتاؤں میرے دو بیٹے تھے ایک بیٹے نے دوسرے کو قتل کر دیا' میں نے امیر المومنین سے واقعہ بیان کیا تو فرماتے ہیں کہ تم اس کے قصاص میں اپنے دوسرے بیٹے کو بھی قتل کر دو۔ میں نے کہا ''امیر المومنین! میں اسے معاف کرتا ہوں' وہ کہتے ہیں نہیں اس سے معاشرے میں انارکی پیدا ہوگی معاشرہ بگڑ جائے گا۔ ہائے میں کیا کروں میں مارا گیا میری دنیا اجڑ گئی' کنیزوں نے ترس کھاتے ہوئے کہا اب ہم آپ کی کیا مدد کر سکتی ہیں' اس نے روتے ہوئے کہا تم میری مدد کر سکتی ہو' اپنی مالکن' خاتون اول' امیر المومنین کی بیگم عاتکہ بنت یزید سے کہو کہ وہ از راہ کرم امیر المومنین سے میری سفارش کریں کہ وہ دوسرے بیٹے کو قتل کرنے کا حکم واپس لے لیں' کنیزوں نے درد بھرے انداز میں اپنی مالکن کی خدمت میں عرض کی' اس نے اپنی کنیزوں کی باتیں سن کر کہا میں ان حالات میں کیا مدد کر سکتی ہوں میں تو اپنے خاوند سے ناراض ہوں' آخر میں کس طرح سفارش کر سکتی ہوں۔ کنیزوں نے اپنی مالکن کے پاؤں پکڑ کر کہا ایک زندگی کا سوال ہے' آپ کی زبان ہلے گی اس بیچارے کا ایک بیٹا بچ جائے گا۔ کنیزوں کے اصرار کی وجہ سے عاتکہ نے کہا میرا شاہی لباس لاؤ۔ انھوں نے فوراً خدمت میں حاضر کر دیا۔ فاخرانہ لباس پہن کر دروازے کے باہر آئیں دیکھا کہ عمر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بن بلال روئے جا رہا ہے۔ عبدالملک بن مروان بھی وہاں موجود ہے' عاتکہ اپنے خاوند کی قدم بوسی کرتے ہوئے کہنے لگیں اس کے بیٹے کی جان بخشی کر دیں تو نوازش ہوگی۔ اپنی بیگم کا یہ انداز دلبرانہ دیکھتے ہوئے عبدالملک بن مروان نے کہا جیسے آپ کی مرضی۔ اس طرح ان دونوں کی صلح ہوگئی۔ عبدالملک بن مروان نے عمر بن بلال کو انعام واکرام سے نوازا۔

اس موقع پر عبدالملک بن مروان نے کثیر بن عبدالرحمان کے یہ اشعار بھی پڑھے:

وانی لا رعی قومها من جلالها
وان اظهروا غشا نصحت لهم جهدی
ولو حاربوا قومی لكنت لقومها
صديقا ولم احمل علی قومها حقدی

''میں اس کی قوم کی رعایت اس کے جاہ وجلال کی وجہ سے کرتا ہوں اگر وہ کینہ
ظاہر کریں تو میں ان کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آتا ہوں۔
اگر وہ میری قوم کے ساتھ لڑائی کریں تو میں اس کی قوم کا دوست بن جاتا ہوں
اور اس کی قوم کے ساتھ اپنے کینے کا اظہار نہیں کرتا۔''

جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔

حضرت عاتکہ بنت یزید کو اپنے حسب ونسب اور مال ودولت سے بڑی محبت تھی اور اس پر بڑا فخر تھا لیکن اس کے باوجود وہ اپنے اللہ تعالیٰ سے تعلق کو ماند نہیں پڑنے دیتی تھیں' وہ جانتی تھیں کہ دنیا کی ہر چیز بالآخر ختم ہو جائے گی البتہ جو کچھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہے گا اسے کبھی بھی زوال نہیں آئے گا۔

تاریخ کی کتابوں میں درج ذیل واقعہ سے حضرت عاتکہ کی قدر ومنزلت دوبالا دکھائی دیتی ہے ایک مرتبہ اس نے اپنے خاوند عبدالملک بن مروان سے حج پر جانے کی اجازت طلب کی تو انھوں نے بخوشی اجازت دیتے ہوئے پوچھا کہ زادِ سفر کے طور پر اپنے ساتھ کیا لے جانا پسند کرو گی۔ ہاں آپ کی اطلاع کے لیے میں آپ کو آگاہ کرنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چاہتا ہوں کہ عائشہ بنت طلحہ بھی انہی دنوں حج پر جا رہی ہیں اگر آپ رک جائیں تو بہتر ہوگا۔ اس نے کہا نہیں میں جانا چاہتی ہوں میں نے حج کا ارادہ کر لیا ہے۔ عبدالملک بن مروان نے اپنی بیگم کے لیے وافر مقدار میں زادِ سفر، سواریوں اور قافلے کا انتظام کر دیا' ابھی یہ قافلہ مدینہ اور مکہ کے درمیان پہنچا ہی تھا کہ ایک بہت بڑا قافلہ انہیں ملا جس سے یہ مختصر سا قافلہ منتشر ہوتا دکھائی دیا' عاتکہ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ آپ کو بتایا گیا کہ عائشہ بنت طلحہ ایک بھاری قافلے کے ساتھ حج کے لیے جا رہی ہیں' یہ سن کر اور قافلے کی شان و شوکت دیکھ کر فرمایا:

''سبحان اللہ! اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس دنیاوی جاہ و جلال سے کہیں عمدہ، بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔''

عاتکہ کے عبدالملک بن مروان کے ساتھ چند واقعات:

مصعب بن زبیر نے عراق میں عبدالملک بن مروان کے خلاف محاذ گرم کر رکھا تھا' اسے بڑا پریشان کیا ہوا تھا' اس کے لشکر کو پارہ پارہ کر دیا تھا' اسے شکست پہ شکست ہو رہی تھی' جب یہ صورت حال دراز ہوگئی تو عبدالملک بہت پریشان ہوا اس نے شامی فوج کو تیاری کا حکم دیا اور خود اس کی باگ ڈور سنبھال کر عراق کی طرف روانگی کے لیے تیار ہو گیا تو اس کی بیگم عاتکہ نے کہا: امیر المومنین لشکر روانہ کر دیجیے اور آپ خود یہیں مقیم رہیں' خلیفہ وقت کو مرکز میں رہنا چاہیے' اس کے لیے بذات خود میدان جنگ میں جانا مناسب دکھائی نہیں دیتا' اسے مرکز میں باقی رہنے پر اس نے بہت زیادہ اصرار کیا۔ عبدالملک بن مروان نے اپنی بیگم سے کہا کہ اگر میں شامی فوج کو عراق روانہ کر دوں تو جب مصعب بن زبیر کو علم ہوا کہ میں اس فوج میں شامل نہیں ہوں تو ساری فوج تباہ و برباد کر دی جائے گی پھر اس نے یہ شعر پڑھا

ومستخبر عنا یرید بنا الردی
ومستخبرات والعیون سواکب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''ہماری خبر پوچھنے والا دراصل ہماری ہلاکت چاہتا ہے اور پوچھنے والیاں بھی اور آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔''

جب عبدالملک نے مصعب سے نبرد آزما ہونے کے لیے روانگی کا پختہ ارادہ کرلیا تو عاتکہ نے زاروزار رونا شروع کر دیا' ملکہ کو روتا دیکھ کر کنیزیں رونے لگیں' جب فضا میں آہ و بکا کا شوروغل بپا ہوا تو عبدالملک بن مروان اپنی بیگم کے پاس آیا اور اس نے یہ شعر پڑھے:

اذا ما اراد الغزو لم تثن همه
حصان عليها نظم در يزينها
نهته فلما كم ترا النهى عاقه
بكت فبكى مما عراها قطينها

''جب اس نے جنگ کا ارادہ کیا تو اس گھوڑے نے اس کی ہمت نہ بڑھائی جس کی زین پر موتی آراستہ کیے گئے تھے۔
اس نے اسے روکا جب دیکھا کہ روکنے کا کوئی اثر نہ ہوا تو رو پڑی تو اس کے ساتھ خادم اور خادمائیں بھی رونے لگے۔''

پھر بیگم سے کہا وہ دامن چھوڑ دے اس نے چھوڑ دیا پھر وہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابوالحسن عزالدین بن الاثیر اپنی کتاب ''الکامل'' میں رقمطراز ہیں کہ:

جب مصعب بن زبیر تہ تیغ ہوئے تو ان کا سر کوفہ روانہ کر دیا گیا یا اسے مصر میں اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کے پاس بھیج دیا' جب اس نے چہرہ دیکھا کہ ناک تلوار سے کٹی ہوئی ہے تو کہنے لگا اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت نازل کرے تم اپنے ساتھیوں میں کتنے خوبصورت تھے' کتنے طاقت ور تھے، کتنے سخی تھے' پھر اسے شام روانہ کر دیا۔

عبدالملک بن مروان کی بیگم عاتکہ بنت یزید نے اسے غسل دیا اور بڑے ہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اعزاز واکرام کے ساتھ دفن کر دیا۔ کیا تم اپنے کارنامے پر راضی نہیں ہوئے کہ اسے شہر شہر لیے پھرتے ہو۔ یہ سراسر ظلم ہے۔ حضرت مصعب بن زبیرؓ کو ۷۲ھ کو قتل کیا گیا۔

امام زہری بیان کرتے ہیں کہ مجھے عبدالملک بن مروان نے اہل دمشق کے علماء میں اپنے پاس مدعو کیا ہم حاضر ہوئے وہاں ان کی بیگم عاتکہ بنت یزید بن معاویہ تشریف فرما تھیں۔ اس کا چھوٹا بیٹا بیمار تھا' ہم اس کے حق میں دعا کرنے لگے' عبدالملک بھی دعا گو ہوئے اسے افاقہ نہ ہوا وہ فوت ہو گیا۔

امام زہری کہتے ہیں کہ وہ بچے کی والدہ عاتکہ کی نسبت زیادہ غمزدہ اور پریشان تھا جب بچہ فوت ہو گیا تو اس کے چہرے پر سکون واطمینان کے آثار دکھائی دیے۔

میں نے کہا: اے امیر المومنین! بچہ جب بیمار تھا اور زندہ تھا آپ زیادہ گھبراہٹ میں مبتلا دکھائی دے رہے تھے لیکن بچے کے فوت ہو جانے کے بعد آپ قدرے مطمئن دکھائی دے رہے ہیں اور آپ کی بیوی زیادہ غمگین دکھائی دے رہی ہیں۔

امیر المومنین نے کہا: جب تک انجام وقوع پذیر نہیں ہوا تھا میرے دل میں گھبراہٹ تھی لیکن اب اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہو گیا تو میں مطمئن ہو گیا میرے دل کو صبر آ گیا۔

حضرت عاتکہ بنت یزید کو خلافت امویہ کے بیشتر دور کو دیکھنے کا موقع میسر آیا۔ یہ ان خواتین میں سے تھیں جنھوں نے لمبی عمر پائی جب ان کا پوتا ولید بن یزید بن عبدالملک ۱۲۶ھ میں قتل کیا گیا تو یہ اس وقت بھی زندہ تھیں۔

عاتکہ بنت یزید کی وفات دمشق میں ۱۳۲ھ میں ہوئی۔ انہیں دمشق میں جس محلے میں دفن کیا گیا وہ حضرت عاتکہ کی طرف منسوب تھا۔ یہ جگہ آج بھی دمشق میں ''قبر عاتکہ'' کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔

ابوالحسن محمد بن ھلال الصابی اپنی کتاب ''الھفوات النادرۃ'' کے صفحہ ۱۰۸ پر رقمطراز ہیں کہ عاتکہ بنت یزید دولت بنوامیہ کے آخر تک زندہ رہیں انہوں نے ایک خواب دیکھا تھا اس کے ٹھیک ایک ماہ بعد دولت بنوامیہ کا خاتمہ ہو گیا اور یہ ۱۳۲ھ کا واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ عاتکہ بنت یزید پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے اور جنت الفردوس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں جگہ عنایت کرے۔ بلاشبہ اللہ غفور بھی ہے اور رحیم بھی۔

حضرت عاتکہ بنت یزید کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ تاریخ دمشق: ۲۰۶

۲۔ البدایہ والنہایہ: ۹/ ۲٤۱

۳۔ الرادس للنعیمی: ۱/ ۲۵۷، ۲/ ۲۰٤

٤۔ الهفوات النادرة: ۱۰۸

۵۔ الأمالی: ۱/ ۱۳

٦۔ الأغانی: ۸/ ۱۳٤

۷۔ وفیات الاعیان: ٤/ ۱۰۸

۸۔ الکامل: ٤/ ۳۲٤

۹۔ المحاسن والمساوی للبیهقی: ۲۰۵، ۲۰٦

۱۰۔ اعلام النساء: ۳/ ۲۱٦، ۲۱۷

۱۱۔ سیر اعلام النبلاء: ٤/ ۲۵۱

۱۲۔ الاعلام: ۳/ ٤۳

۱۳۔ جمهره انساب العرب: ۱/ ۹۱

۱٤۔ تاریخ الطبری: ۳/ ٦٦۸

۱۵۔ تهذیب التهذیب: ۱۰/ ۳۲۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ام الخیر بنت الحریش رحمہا اللہ تعالیٰ

ایک فصیحہ و بلیغہ دلیر اور بہادر تابعی خاتون جو امیر معاویہؓ کے پاس ایک وفد لے کر گئیں۔ حق گو، نڈر اور دانشور جس کی بیشتر قیمتی باتیں کتابوں میں منقول ہیں۔

بلند مرتبہ:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کے بعد جس دور کو عام الجماعۃ کے نام سے نیا دکیا جاتا ہے لوگوں کے دلوں میں اہل بیت کی محبت میں خاطر خواہ اضافہ ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ کا شجرہ نصب لوگوں کے دلوں میں گھر کر گیا۔ آپؐ کی یادیں لوگوں کے دلوں کی دھڑکن بن کر رہ گئیں۔

لوگوں کا دور نبوت سے قرب اور ان کی خاندان نبوت کے بارے میں پہچان نے انہیں اس بات پر مجبور کر دیا تھا کہ اہل بیت کو وہ لوگ اپنے دلوں میں اعلیٰ وارفع اور پاکیزہ مقام دیں۔ ان لوگوں کا یہ اعتقاد تھا کہ اہل بیت سے محبت دین اور عقیدے کا تقاضا ہے۔ اہل بیت سے محبت دراصل رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامت ہے اور یہ تقرب الی اللہ کا بھی ذریعہ ہے۔ خاندان سیدنا محمد ﷺ کی محبت کے بارے میں مشہور و معروف شاعر مکفوف کہتا ہے:

احبکم حبا علی الله اجره
تضمنه الاحشاء واللحم والدم

''میں تم سے ایسی محبت کرتا ہوں جس کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے' میری یہ محبت انتڑیوں، گوشت اور خون میں رچ بس چکی ہے۔''

اس معزز گروہ میں ایک جلیل القدر تابعی خاتون کا بھی ذکر آتا ہے جو ام الخیر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بنت الحریش بن سراقہ البارقہ الکوفیہ کے نام سے مشہور ومعروف تھیں۔ ایک نڈر' بہادر' قادر الکلام' فصیح البیان اور دانشور خاتون تھیں جس نے اپنے زور بیان، طرز استدلال' ادیبانہ انداز گفتگو اور دلائل کی بھرمار سے امیر معاویہؓ کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

یہ بات مشہور ومعروف تھی کہ ام الخیر بنت الحریش فقہ میں سب سے بڑھ کر فصاحت وبلاغت پر عبور رکھتی تھیں۔ اموی دارالحکومت دمشق کے بارے ان کی اپنی ایک آزادانہ سیاسی رائے تھی۔ ان کی زبان کی کاٹ کا مقابلہ تلوار بھی نہیں کرسکتی تھی۔ بسا اوقات ان کی بات کی تاثیر تلوار کی کاٹ سے بھی زیادہ ہوتی۔

آیئے آپ کو امیر معاویہؓ کے پاس ان کی آمد کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:

ام الخیر اور امیر معاویہ کا خط:

ام الخیر کے واقعات جو ہم تک پہنچے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک بلند مرتبہ خاتون تھیں جن کو اپنی قوم میں قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

امیر معاویہؓ بھی اس جلیل القدر خاتون کو عزت وتوقیر اور احترام واکرام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ واقعات بتاتے ہیں کہ کوفہ کے گورنر اس خاتون کی رائے کا غایت درجہ احترام کیا کرتے تھے۔ سب گورنر جانتے تھے کہ یہ خاتون بڑی مستقل مزاج اور حوصلہ مند ہے یہ کسی سے ڈرتی نہیں جو بات دل میں آجاتی اسے دوٹوک انداز میں کہہ دینے کی ان میں کمال درجے کی جرأت وشجاعت پائی جاتی تھی۔ اس لیے سب لوگ اس عظیم المرتبت خاتون کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

جب امیر معاویہؓ کی خلافت کو تسلیم کرلیا گیا اور وہ ام الخیر کو پہلے سے جانتے تھے تو انھوں نے یہ چاہا کہ ام الخیر کی کھری کھری باتیں سنی جائیں ان کی فصاحت وبلاغت سے بھرپور انداز بیان سے مستفیض ہوا جائے اور حکومت اور خود اپنے بارے میں ان کا بے لاگ تبصرہ سنا جائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تاریخ کی کتابوں میں یہ واقعہ منقول ہے کہ امیر معاویہؓ نے کوفہ میں اپنے گورنر کو خط لکھا کہ ام الخیر بنت الحریش البارقیہ الکوفیہ کو پورے اعزاز واکرام کے ساتھ دمشق بھیجا جائے۔ دیکھنا راستے میں انہیں کسی بھی تکلیف یا دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ قافلے کے نگران کو یہ بات بتا دینا کہ معزز مہمان کے تاثرات کی روشنی میں قافلے کے ساتھ سلوک کیا جائے گا اگر ام الخیر نے اچھے تاثرات کا اظہار کیا تو قافلے کو انعام و اکرام سے نوازا جائے گا اور اگر انھوں نے قافلے کی کسی بھی کوتاہی کا اشارہ دیا تو اسے قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

جب دارالحکومت کی جانب سے خط کوفے کے گورنر کے پاس پہنچا تو وہ فوری طور پر خط لے کر ام الخیر کے پاس پہنچا اور انہیں امیر المؤمنین کا خط پڑھ کر سنایا' خط سن کر ام الخیر نے کہا:

دیکھیے! میں امیر المومنین کے دائرۂ اطاعت سے باہر نہیں اور نہ ہی میں کسی جھوٹ میں ملوث ہوں۔ میں خود بھی امیر المؤمنین سے ایسے امور کے بارے میں ملنا چاہتی تھی جو میرے سینے میں کھٹک رہے ہیں' دل میں دھڑک رہے ہیں اور سینے میں اس طرح ابل رہے ہیں جس طرح اس ہنڈیا میں دال ابلتی ہے جس کے نیچے کیکر کی جڑوں کا ایندھن جلایا گیا ہو۔

دوٹوک گفتگو اور حق گوئی:

ام الخیر نے شام جانے اور وہاں امیر المؤمنین معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے تبادلہ خیال کرنے کی تیاری کر کے سفر پر روانہ ہوئیں۔ دوران سفر گورنر ان کے لیے ہر طرح کے آرام کا خیال رکھتا تھا' حسن سلوک سے پیش آتا تاکہ امیر المؤمنین کے پاس اس کا اچھے الفاظ میں تذکرہ کرے لیکن ام الخیر ان خواتین میں سے نہیں تھیں جنہیں نرمی یا حسن سلوک عام طور پر دائیں بائیں سے جکڑ لیا کرتا ہے بلکہ وہ تو بڑی جرأت مند خاتون تھیں' ہمیشہ حق کی خاطر حق بات کہنے کو پسند کیا کرتی تھیں۔ گورنر نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سفر کے آغاز پر اچھی سواری مہیا کی' عمدہ زاد سفر کا اہتمام کیا' الوداع کرتے وقت اس نے کہا:

ام الخیر! امیر المؤمنین نے مجھے خط میں یہ لکھا ہے کہ وہ میرے ساتھ آپ کے تاثرات کی روشنی میں سلوک کریں گے۔ اگر آپ نے اچھا تاثر دیا تو میرے وارے نیارے ہو جائیں گے اگر آپ کے تاثرات میرے خلاف ہوئے تو امیر المؤمنین مجھ سے ناراض ہو جائیں گے۔ امید ہے آپ میرے حق میں بہتر تاثر کا اظہار کریں گی۔

اس نے کہا میرے بارے میں آپ کے دل میں یہ طمع نہیں ہونا چاہیے کہ میں آپ کا حسن سلوک دیکھ کر تمہارے بارے میں ایسا جھوٹ بولوں جو تمہیں خوش کر دے اور نہ ہی میری پہچان اور قیافہ شناسی کے حوالے سے کسی غلط فہمی کا شکار ہونا' میں تمہارے بارے میں کوئی ناحق بات نہیں کہوں گی۔

اس واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ ام الخیر نے اپنی پوری زندگی میں حق گوئی و بے باکی کو اپنا شعار بنائے رکھا' قول و عمل میں کبھی تضاد نہ ہونے دیا' اس نے یہ عہد کر رکھا تھا کہ وہ ہمیشہ حق بات کہے گی اور وہ نقطے ہمیشہ حروف کی اصل جگہوں پر لگائے گی یعنی ہمیشہ حق بیانی کا عملی مظاہرہ کرے گی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کبھی کسی سے نہیں ڈرے گی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں چند یادگار باتیں:

ام الخیر نے بصرہ چھوڑا دمشق کا رخ کیا' بڑے آرام سے سفر طے کیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئیں۔ انہوں نے تین دن بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنے گھر کی خواتین کے ساتھ رکھا' چوتھے دن دربار میں آنے کی دعوت دی۔

امیر معاویہ کے پاس ان کے ہم نشین اور اعیان حکومت بیٹھے ہوئے تھے۔ ام الخیر نے دربار میں پہنچتے ہی کہا: السلام علیکم یا امیر المؤمنین!

آپ نے فرمایا: وعلیکم السلام اے ام الخیر! امیر المؤمنین کہہ ہی دیا۔

اس نے کہا: امیر المؤمنین اس بات کو چھوڑیئے رہنے دیجئے کیونکہ یہ روز روشن کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طرح عیاں ہے کہ حکمران کی جلد بازی سراسر باطل ہوا کرتی ہے۔ اس حقیقت کا علم ضروری ہے کہ تقدیر کی ہر بات لوح محفوظ میں لکھی ہوتی ہے۔

امیر معاویہ نے کہا: خالہ جان آپ سچ کہتی ہیں۔ آپ کا کیا حال ہے؟ سفر کیسا گزرا؟

ام الخیر نے کہا: الحمد للہ خیر و عافیت سے آپ تک پہنچ گئی ہوں' اب میں ایک عمدہ مجلس میں ایک ہمدرد بادشاہ کے پاس موجود ہوں۔

امیر معاویہؓ نے کہا: بخدا میں اپنی حسن نیت کی وجہ سے کامیاب ہوا ہوں۔

ام الخیر نے کہا: چھوڑیئے دراصل جس بات کا انجام اچھا نہ ہو وہ بات ہمیشہ باطل قرار پاتی ہے۔

امیر معاویہؓ نے فرمایا: ام الخیر ہم نے اس لیے تو نہیں بلایا تھا کہ آپ ہمیں تنقید کا نشانہ بنانا شروع کر دیں۔

ام الخیر نے کہا: جیسا دیس ویسا بھیس، جیسی روح ویسے فرشتے۔ آپ نے جس انداز میں بات کی میں نے اسی انداز میں گفتگو کا آغاز کیا۔ ہاں اب آپ بتائیں کہ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔

امیر معاویہؓ نے پوچھا کہ جس دن عمار بن یاسرؓ قتل ہوئے آپ نے اس دن کیا کہا تھا؟

ام الخیر نے کہا: اللہ کی قسم میں نے اس بارے میں اس دن سے پہلے کبھی سوچا بھی نہ تھا اور نہ ہی اس دن کے بعد کبھی جملوں کو سنوارہ ہے۔ بس اس دن میرے دل کو جو صدمہ پہنچا اس کی وجہ سے میری زبان پر وہ کلمات آ گئے اور میں کہتی چلی گئی' اب چھوڑیئے ان باتوں کو' پہاڑ کھودنے سے آخر اب کیا ملے گا؟

امیر معاویہؓ نے کہا: ام الخیر ہم تو آج وہی خطاب سننا چاہتے ہیں جو آپ نے اس دن برجستہ اپنے لشکر کو برانگیختہ کرنے کے لیے کیا تھا۔ اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا' پرانی یادیں تازہ ہو گئیں' آپ نے اپنے ہم نشینوں سے کہا آپ میں سے کسی کو وہ باتیں یاد ہیں جو ام الخیر نے اس دن کہی تھیں۔ ایک شخص نے کہا امیر المومنین! مجھے وہ باتیں اس طرح زبانی یاد ہیں جس طرح سورۂ فاتحہ یاد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے۔

امیر معاویہؓ نے کہا: سنائیے۔

اس نے کہا ہاں سنئے! امیر المؤمنین ام الخیر نے زبیدی موٹی چادر اوڑھ رکھی تھی اور یہ خاکستری رنگ کے اونٹ پر سوار تھیں، ہودج میں اس کے اردگرد تکیے آویزاں تھے اور ہاتھ میں ایک کوڑا پکڑا ہوا تھا اور گرجدار آواز میں کہہ رہی تھیں:

﴿يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ﴾(الحج: ۱)

''لوگو! اپنے رب سے ڈرو بلاشبہ قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے۔''

نیز کہا اللہ نے حق واضح کر دیا، دلیل واضح کر دی، راستہ روشن کر دیا، علم کی شان بلند کی، تمہیں اندھا نہیں چھوڑا اور نہ ہی گھٹا ٹوپ اندھیرے کے سپرد کیا۔ اللہ تم پر رحم کرے تم کہاں جا رہے ہو؟

کیا امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو میدان میں اکیلے چھوڑ راہ فرار اختیار کر رہے ہو؟ کیا اسلام سے بیزار ہو گئے ہو؟ یا راہ حق سے پلٹنا چاہتے ہو؟ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا؟

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِيْنَ وَنَبْلُوَ اَخْبَارَكُمْ﴾ (محمد۔ ۳۱)

''ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے یہاں تک کہ تم میں سے مجاہدین اور صبر کرنے والوں کو جان لیں اور تمہارے واقعات کو جانچ لیں۔''

اللہ تم پر رحم کرے امام عالی مقام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف پلٹ جاؤ اور اس نے یہ آیت پڑھی۔

﴿فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اِيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ﴾(التوبہ: ۱۲)

''لڑو کفر کے سرداروں سے بے شک ان کے پاس ایمان نہیں شاید کہ وہ باز آجائیں۔''

مہاجر و انصار کی جماعتو! صبر کا دامن تھامے رکھو، اپنے رب کی جانب سے عطا کردہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بصیرت کی بنیاد پر لڑائی کرو' اپنے دین پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدان کارزار میں ڈٹے رہو کل تمہارا مقابلہ اہل شام سے ہوگا۔

﴿كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ﴾ (المدثر: ۵۰-۵۱)

''گویا کہ وہ گدھے ہیں بدکنے والے جو بھاگ نکلے ہیں شیر سے۔''

نہیں معلوم کہ ان کو زمین کے کن راستوں پر لایا جائے گا انھوں نے آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ دیا' ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی اور بصیرت کے بدلے جہالت اور اندھیرے کو خرید لیا۔

﴿عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ﴾ (المومنون: ۴۰)

''تھوڑی ہی دیر میں یہ صبح کریں گے، پچھتاتے ہوئے۔''

پھر ندامت ان کا مقدر بن جائے گی یہ معافی کے طلبگار ہونگے۔

﴿وَلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ﴾ (ص-۳)

''اور اب نجات کا وقت نہ تھا''

پھر اس نے کہا اللہ تم پر رحم کرے کہاں جارہے ہو؟ رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر کے خاوند دشمن کی کھوپڑیوں کو اڑانے والے جوانمرد بہادر' بت شکن' موحد کو میدان میں اکیلا چھوڑ کر آخر تم نے کدھر جانے کا ارادہ کرلیا ہے؟ تمہیں یاد ہے کہ یہ عظیم انسان اس وقت نماز پڑھتا تھا جب لوگوں کی اکثریت شرک میں مبتلا تھی' اس نے اطاعت کا راستہ اختیار کیا جبکہ لوگ شکوک وشبہات میں مبتلا تھے۔ لوگو! میں نے پوری ذمہ داری سے اپنی بات کہہ دی۔ میں نے نصیحت کا حق ادا کردیا۔ ہر کام کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی سے ملتی ہے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امیر معاویہ نے کہا: بخدا اس پرجوش اور ولولہ انگیز خطاب سے تم نے مجھے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ بخدا اگر میں اس جرم کی پاداش میں تجھے قتل کردوں تو مجھے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

ام الخیر نے کہا: بخدا اگر میرا قتل کسی ایسے شخص کے ہاتھوں ہو جس کی شقاوت میرے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیے سعادت بن جائے تو یہ میرے لیے ناگوار نہیں ہوگا۔ میں نے تجھے معاف کیا۔

ام الخیر سے شجاعت و بلاغت بھری باتیں جب ہو چکیں تو امیر معاویہؓ نے فاضل اور سردار صحابہ کے بارے میں ام الخیر کی رائے معلوم کرنا چاہی تاکہ فصاحت و بلاغت کے پیرائے میں ان کی تعریف کرے اور ان کے فضائل و مناقب بیان کرے۔

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان' طلحہ اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم کے بارے میں پوچھا تو ام الخیر نے تسلی بخش جواب دیا ہر ایک کی تعظیم و تکریم ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ایسا ہی جواب دیا' جس کا وہ حق دار تھا۔ امیر معاویہؓ نے پہلا سوال یہ کیا کہ اے ام الخیر! آپ خلیفہ ثالث امیر المؤمنین عثمان بن عفانؓ کے بارے میں کیا رائے رکھتی ہیں؟

انہوں نے کہا: میں ان کے بارے میں کچھ کہنا نہیں چاہتی' آپ نے اگر پوچھ ہی لیا ہے تو سنئے: جب وہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اس وقت لوگ ان سے خوش تھے۔ جب لوگوں نے انہیں قتل کیا اس وقت وہ لوگ انہیں ناپسند کرتے تھے۔

امیر معاویہؓ نے کہا: اے ام الخیر! کیا جو تم اب بیان کر رہی ہو واقعی ان کے بارے میں تمہاری یہی رائے ہے۔

ام الخیر نے جواب میں قرآن کی یہ آیت پڑھ دی:

﴿لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهُ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُوْنَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا﴾(النساء: ١٦٦)

''لیکن اللہ گواہ ہے جو اس نے تیری طرف اتارا اسے اپنے علم کے ساتھ اتارا ہے اور فرشتے گواہ اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔''

بخدا میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی توہین و تنقیص کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی وہ تو ماشاء اللہ ہر نیکی کی طرف سب سے پہلے قدم بڑھانے والے تھے' وہ یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بڑے ہی بلند مرتبہ پر فائز ہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہ بات سن کر چند لمحات کے لیے خاموش ہوئے اور پھر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ام الخیر سے پوچھا طلحہ بن عبید اللہؓ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟
انہوں نے کہا: طلحہؓ کے بارے میں میں کچھ کہنا تو نہیں چاہتی تھی وہ اپنی امن کی جگہ میں لپیٹ میں آگئے اور جہاں سے کوئی ڈر نہ تھا وہیں سے مصیبت در آئی۔
رسول اللہ ﷺ نے ان سے جنت کا وعدہ کیا ہوا تھا۔

امیر معاویہؓ نے کہا: زبیر بن عوامؓ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟
ام الخیر نے کہا: دیکھئے آپ مجھے رنگے ہوئے کپڑے کی مانند نہ خیال کریں کہ جب اسے برتن میں نچوڑا جاتا ہے تو پانی کے رنگ کو بدل دیتا ہے۔
امیر معاویہ نے فرمایا: آپ ٹھیک کہتی ہیں لیکن میں نے یہ عزم کر رکھا ہے کہ آپ کی رائے سنوں۔
اس نے کہا: حواریٔ رسول ﷺ ' آپؐ کے چچا کا بیٹا' جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے جنت کی گواہی دی وہ ہر عزت' شرافت اور عزمت کے کام کو سرانجام دینے کے لیے پیش قدمی کرنے والے تھے میں ان کے خلاف بھلا کوئی بات کیا کہہ سکتی ہوں؟
چند لمحات خاموش رہنے کے بعد انہوں نے کہا: امیر معاویہؓ آپ خاندان قریش میں سب سے زیادہ بردبار مشہور ومعروف ہیں۔ آپ اپنی اس بردباری کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مجھے اس قسم کے سوالات نہ کریں میں آپ سے معذرت چاہتی ہوں اور امید رکھتی ہوں کہ آپ مجھے معاف فرمائیں گے۔ ان دلخراش واقعات کے علاوہ جو چاہیں دریافت کریں میں پوری وضاحت سے ان کا جواب دونگی۔ امیر معاویہؓ نے فرمایا ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی میں نے آپ کو معاف کیا کوئی بات نہیں زندگی میں ایسے واقعات رونما ہو ہی جایا کرتے ہیں۔ نظریاتی اختلاف کا پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہیں' اس کے بعد اسے بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ کوفہ روانہ کیا۔

عقل و دانش اور رقت آمیز خیالات:

ام الخیر بنت حریش البارقیہ کو فصاحت و بلاغت پر اتنا عبور حاصل تھا کہ بڑے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بڑے معروف میدان فصاحت و بلاغت کے شہسوار بھی ان کے سامنے طفل مکتب دکھائی دیتے تھے۔ ان کے رقت آمیز خیالات اور حکمت و دانش سے لبریز باتوں نے لوگوں کے دلوں میں ایک چمک اور روشنی پیدا کی' طبیعتوں کو تہذیب وتمدن سے آشنا کیا' دلوں میں رقت پیدا کی اور انہیں اخلاص کے سرچشموں کے قریب تر کیا۔ جنگ صفین کے دوران جوانہوں نے اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے وقت فصاحت و بلاغت سے لبریز الفاظ استعمال کیے ان سے ان کی بلند خیالی کا پتہ چلتا ہے۔ انہوں نے آسمان کی طرف اپنا سر بلند کر کے کہا:

اللهم انه قد عيل الصبر، وضعف اليقين وانتشرت الرغبة، وبيدك اللهم أزمة القلوب، فاجمع اللهم الكلمة على التقوىٰ والف القلوب على الهدى۔

''الٰہی! صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا' یقین کمزور ہو گیا' رغبت منتشر ہو گئی۔ الٰہی! دلوں کی لگام تیرے ہاتھ میں ہے۔ الٰہی! بات کو تقوے پر جوڑ دے اور دلوں کو ہدایت پر جوڑ دے۔''

اہل حق اور اہل باطل کا موازنہ کرتے ہوئے ام الخیر نے ارشاد فرمایا:

من ضل عن الحق وقع في الباطل ومن لم يسكن الجنة نزل النار ان الاكياس استقصروا عمرالدنيا فرفضوها، واستطالوا مدة الاخرة' فسعوا لها ولولا ان يبطل الحق ويظهر الظالمون و تقوى كلمة الشيطان لما اختاروا ورود المنايا على خفض العيش وطيبة۔

''جو راہ حق سے بھٹکا باطل میں جا پڑا، جو جنت میں نہ رہا وہ جہنم میں جا اترا' دانشوروں نے دنیا کی عمر کو چھوٹا جانتے ہوئے اس سے روگردانی اختیار کی اور آخرت کی مدت کو طویل جانتے ہوئے اس کے لیے کوشاں ہوئے۔ اگر حق کو جھٹلایا نہ جاتا' ظالموں کو غلبہ حاصل نہ ہوتا' شیطان کی بات قوت نہ پکڑتی تو وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لوگ موت کے وارد ہونے کو اپنی خوشگوار زندگی پر کبھی ترجیح نہ دیتے۔''

یہ ام الخیر بنت حریش البارقیہ ہیں' یہ ان کی وفاداری اور بلند خیالی کا ایک دلفریب انداز ہے۔ یہ اس زمانے کے لوگوں کا اخلاق ہے۔ یہ ایسا اخلاق ہے جس میں تیزی بھی ہے اور جرأت بھی کبھی بات کی سختی بھی ہے اور آزادیٔ رائے بھی' طاقت بھی ہے اور عظمت بھی۔

خون ریزی کے دور میں جلیل القدر خاتون ام الخیر کے بلند خیالات ہم نے سنے۔ اس دور میں ہنگامہ آرائی کا دلخراش انداز دیکھ کر عقل انسانی حیرت زدہ رہ گئی۔

ہم نے جلیل القدر تابعی خاتون حضرت ام الخیر کی خطابت اور خلفاء کے روبرو جرأت مندانہ موقف اختیار کرنے کا دلآویز منظر دیکھا۔ اہل بیت کا بنو ہاشم کے سامنے دوٹوک انداز اختیار کرنے کا جرأت مندانہ انداز دیکھا۔ ان لوگوں کے بارے میں ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:۔

نور النبوة والمكارم فيهم
متوقد في الشيب والاطفال

''نبوت کا نور اور اعلیٰ اخلاق ان کے بوڑھوں اور بچوں میں چمک رہے ہیں۔''

ام الخیر پر اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش برسائے اور انہیں اخیار میں شامل کرے۔

حضرت ام الخیر بنت حریش کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا۔

۱۔ العقدالفريد: ۱۱۹،۱۱۸/۲
۲۔ تاريخ دمشق: ۵۱۴ـ۵۱۵
۳۔ اعلام النساء: ۳۹۲،۳۸۹/۱
٤۔ سير اعلام النبلاء: ۳۲،۲۱/٤
۵۔ الأعلام: ۲۷۷/۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما

جب ام کلثوم ابھی اپنی والدہ کے پیٹ میں تھیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

''نومولود کے ساتھ ذرا اچھا سلوک کرنا۔''

ان کے خاوند طلحہ الفیاض نے ان کے بارے میں کہا:

''تو خود بھی خوش قسمت ہے تیرا والد گرامی قدر بھی خوش قسمت تھا۔''

اعلیٰ اخلاق کے ابواب:

اس جلیل القدر تابعیہ میں اتنی خوبیاں جمع ہو گئی تھیں جو اس کی ہم عصر خواتین میں دکھائی نہیں دیتی تھیں۔

ان کی ہمشیرہ حضرت عائشہ صدیقہ کے شوہر نامدار ساری مخلوق میں اعلیٰ، ارفع اور اکمل حضرت محمد ﷺ ہیں۔

ان کے والد گرامی قدر رسول اللہ ﷺ کے رفیق غار، تمام تر خوبیوں سے آراستہ صدیق اول، خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کے بارے کسی شاعر نے کیا خوب کہا

لا تفضل علی العتیق صدیقا
فھو صدیق احمد المختار
فان ارتبت فی الاحادیث فاقرأ
ثانی اثنین اذھما فی الغار

''تو عتیق پر کسی صدیق کو ترجیح نہ دے وہ تو احمد مختار کے صدیق ہیں۔ اگر تجھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احادیث میں شک ہے تو قرآن حکیم کی یہ آیت پڑھ ثانی اثنین اذھما فی الغار"

ان کے دادا ابوقحافہ خود صحابی اور ایک صحابی کے باپ ہیں۔

ان کی دادی ام الخیر سلمیٰ بنت صخر ہیں جنہیں صحابیہ ہونے اور شروع میں اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہے۔

ان کی ہمشیرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صدیق اکبر کی بیٹی' نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ' ساری امت کی خواتین میں سے زیادہ عالمہ' فاضلہ اور فقیہہ تھیں۔ ان کی دوسری ہمشیرہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہیں جنہیں "ذات النطاقین" ہونے کا تاریخی اعزاز حاصل ہوا۔

ان کے بھائی عبدالرحمان' عبداللہ اور محمد جرنیل اور بہادر صحابہ کرام میں سے تھے۔

ان کے خاوند نبی کریم ﷺ کے دلدادہ' اسلام میں سبقت کی سعادت حاصل کرنے والے' لسان رسالت سے جنت کی بشارت پانے والے' مخیر' سخی سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہما ہیں۔

یہ جلیل القدر اور عظیم المرتبت تابعیہ ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما ہیں۔ جن کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ الانصاریہ الخزرجیہ تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی۔

ام کلثوم ابھی اپنی والدہ کے پیٹ میں تھیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی لاڈلی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا: "بیٹا اپنی نومولود بہن کا خیال رکھنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔"

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رضائے الٰہی سایہ فگن تھی کہ آپ نے اپنی بیٹی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نام وہ زمین ہبہ کر دی تھی جو نبی کریم ﷺ نے آپ کو مدینہ منورہ کی بالائی جانب عطا کی تھی' آپ نے اسے قابل کاشت بنایا' اس میں درخت لگائے' کھیتی باڑی کی' جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا' آپ کی زوجہ محترمہ حبیبہ بنت خارجہؓ حالت حمل میں تھیں۔ آپ نے سوچا کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مال ورثاء کو لوٹا دیا جائے۔ ان کے دل کی یہ شدید خواہش تھی کہ دنیا سے اپنے تمام معاملات صاف کر کے رخصت ہوا جائے اور اپنے اللہ سے ملاقات اس حالت میں کی جائے کہ کوئی بات ایسی نہ رہ جائے کہ جس سے اللہ کے ہاں مواخذے کا اندیشہ ہو۔ لہٰذا اپنی بیٹی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس بلایا اور ان سے کہا: میری بیٹی! میرے بعد تونگری اور مال و دولت کے اعتبار سے تو مجھے سب لوگوں سے زیادہ عزیز ہے اور فقر و افلاس کے اعتبار سے بھی تو مجھے سب لوگوں سے زیادہ منظور نظر ہے۔ تم جانتی ہو کہ میں نے تجھے زمین عطا کی تھی جس پر تم ہمیشہ کے لیے قابض رہنا تو نہیں چاہتیں' بیٹا میری دلی خواہش ہے کہ تم وہ زمین مجھے واپس کر دو تا کہ میں اسے اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن حکیم کی روشنی میں ورثاء میں تقسیم کر دوں' یہ دراصل وارثوں کا مال ہے۔ یہ تیرے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میری بہن اسماء تو ہوئیں دوسری میری بہن کون ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے القاء ہوا ہے کہ حبیبہ بنت خارجہ کے پیٹ میں جو ہے وہ لڑکی پیدا ہوگی۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ آپ نے جیسے کہا تھا ویسے ہی ہوا' آپ کی وفات کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ورثاء میں آپ کے والد ابو قحافہ، دونوں بیویاں اسماء بنت عمیس اور حبیبہ بنت خارجہ' اولاد میں عبدالرحمان' محمد' عائشہ صدیقہ' اسماء اور ام کلثوم تھیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کی وصیت کا خوب خیال رکھا اور اپنی بہن ام کلثوم کی بہت اچھی طرح حفاظت کی۔ جب ام کلثوم جوان ہوئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک شفیق ماں کی طرح اس کا خیال رکھا تا کہ کوئی تکلیف اور پریشانی انہیں لاحق نہ ہو' انہیں علم و عرفان کی تلقین کی' انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث اور فقہ کا علم حاصل کیا اور ان سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل بھی کیا اور انہیں حدیث رسول ﷺ کی حافظہ ہونے کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شرف حاصل ہوا اور یہ ان ثقہ خواتین میں سے ہوئیں جن سے حدیث روایت کی گئی۔

حضرت ام کلثوم سے کثیر تعداد میں اہل علم وفضل نے احادیث روایت کیں جن میں سر فہرست مشہور ومعروف جلیل القدر صحابی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہا کا نام آتا ہے۔ یہ عمر میں حضرت ام کلثوم سے بڑے تھے۔ یہ ان تابعیات میں سے ہیں جن سے صحابہ کرام نے احادیث روایت کیں۔

ام کلثوم سے ان کے بیٹے ابراہیم بن عبدالرحمان بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی نے روایت کیا' علاوہ ازیں طلحہ بن یحییٰ بن طلحہ' مغیرہ بن حکیم صنعانی اور جبیر بن حبیب نے روایت کیا۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں' امام ترمذی نے اپنی سنن میں حضرت ام کلثوم کی روایت کو نقل کیا۔ امام مسلم نے حضرت مغیرہ بن حکیم صنعانی کے حوالے سے روایت نقل کی جسے ام کلثوم بنت ابی بکر نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کیا۔ وہ فرماتی ہیں:

((اعتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلة حتی ذهب عامة اللیل وحتی نام اهل المسجد ثم خرج فصلی فقال: انه لوقتها لو لا ان اشق علی امتی)) (مسلم: ۱۱۶/۲)

''ایک رات نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز میں تاخیر کی یہاں تک کہ رات کا کافی حصہ بیت گیا' اہل مسجد سو گئے پھر آپ حجرے سے نکلے نماز ادا کی اور کہا یہ اس کا وقت ہے اگر میں اپنی امت کے لیے دشواری نہ سمجھتا تو اس کا یہی وقت مقرر کر دیتا۔''

کیا تم امیر المؤمنین کو ٹھکراتی ہو:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیک وقت جزیرۂ عرب' ایران اور مصر کے بلا شرکت غیرے حکمران تھے۔ مدینہ منورہ میں مسند خلافت پر جلوہ افروز تھے' گھریلو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زندگی میں صرف اتنی چیز پر گزارہ کرتے جس سے جسم و جان کا رشتہ قائم رہے۔ غذا اور لباس میں بہت ہی تھوڑی چیز پر قناعت کرتے' زیادہ کی حسرت اور تمنا دل میں موجود ہی نہ تھی۔ بہت سے مرد تو ایسی زندگی کی تمنا نہیں رکھتے اور نہ ہی بہت سی عورتیں ایسی زاہدانہ گزران کی خواہش دل میں رکھتی ہیں۔

یہ کوئی تعجب اور حیرانگی کی بات نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی خاتون کو نکاح کا پیغام دیں اور وہ صاف انکار کر دے۔ جیسا کہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ کو آپ کی طرف سے نکاح کا پیغام دیا گیا تو اس نے انکار کرتے ہوئے کہا وہ تو ایک ایسا شخص ہے جسے آخرت کی فکر نے دنیا ہی بھلا دی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔

یہی صورت حال حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آئی۔ ایک دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم کے ساتھ شادی کا پیغام ان کی بہن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچایا۔ انھوں نے فرمایا ٹھیک ہے پھر اپنی بہن ام کلثوم سے پوچھا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا' کہنے لگیں مجھے ضرورت نہیں میں ان سے شادی نہیں کرونگی' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا: ارے تم امیر المؤمنین کو ٹھکراتی ہو!

اس نے کہا: ہاں! وہ معیشت کے حوالے سے خشک اور بیویوں کے ساتھ سخت گیر ہیں میں اس طرز معیشت کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو صاف انکار کرنے سے گریز کیا۔ انھوں نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے یہ معاملہ ان کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ آپ اسے اچھے انداز میں نپٹا دیں' حسن تدبیر سے کام لیں' حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: ''آپ فکر نہ کریں میں اسے خوش اسلوبی سے نپٹا دوں گا۔''

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں کہا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امیر المؤمنین مجھے ابھی ابھی ایک اطلاع ملی ہے میں خیر خواہی کے جذبے سے آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ کو بچا سکوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کیا؟

انہوں نے کہا: مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے ام کلثوم بنت ابی بکر کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔

فرمایا: ہاں کیا بات ہے کیا تم مجھے اس سے منحرف کرانے کے لیے آئے ہو یا اسے مجھ سے بے رغبتی اختیار کرنے کی تدبیر لے کر آئے ہو!

انہوں نے کہا: ان دونوں میں سے کوئی بات نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ ایک نوعمر ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نگرانی میں بڑے ہی ناز و نعم کے ماحول میں پروان چڑھی ہے۔ آپ سخت گیر ہیں ہم بھی آپ سے ڈرتے ہیں۔ ہم آپ کی ان عادات کو بدل نہیں سکتے اگر اس نے آپ کی کسی بات کو ماننے سے انکار کر دیا اور آپ نے غصے میں آ کر اس کی پٹائی کر دی تو کیا بنے گا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بلا کے ذہین تھے وہ سمجھ گئے کہ عمرو بن عاص اپنی طرف سے یہ باتیں نہیں کر رہے ضرور یہ کسی کا واسطہ ہے' میری اور اس کی یہ نمائندگی کر رہے ہیں۔ یہ کسی طرف سے کوئی رکاوٹ کھڑی کی گئی ہے۔ آپ نے ان سے پوچھا گویا اس رکاوٹ کو وہ بھانپ گئے:

کیا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے آپ نے بات کی ہے؟

انہوں نے کہا: امیر المومنین انہی کی تو میں نمائندگی کر رہا ہوں' میں آپ کو اس سے بہتر رشتہ بتاتا ہوں۔ آپ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب کا رشتہ طلب کریں' اس طرح آپ کا نسبی تعلق رسول اللہ ﷺ سے قائم ہو جائے گا۔

آپ خوش قسمت باپ کی خوش قسمت بیٹی ہیں:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے ہوئی جس کے نتیجے میں زکریا' یوسف اور عائشہ بنت طلحہ پیدا ہوئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ام کلثوم نے اپنے شوہر کے ساتھ ایک مومنہ اور عابدہ کے روپ میں خوشگوار زندگی بسر کی۔ یہ ایک بہترین بیوی اور بچوں کے حق میں ایک بہترین ماں ثابت ہوئیں۔ لوگ کسی خاتون کی بیٹی' بیوی یا والدہ ہونے کی حیثیت سے جب تعریف کرتے ہیں تو ام کلثوم ہر روپ میں ایک مثالی خاتون نظر آتی ہیں۔ یہ ان کا حق دکھائی دیتا ہے کہ کھل کر ان کی تعریف کی جائے۔

ام کلثومؒ اپنے سخی باپ کی وارث بنیں' جود وسخا میں بھلا حضرت ابو بکرؓ کے مقابلے کا کون ہو سکتا ہے' یہ اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی تربیت میں پروان چڑھیں جو کہ جود و کرم میں مشہور و معروف تھیں۔ پھر حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ ام کلثوم کے خاوند جن کا نام ہی نبی کریم ﷺ نے طلحہ خیر، طلحہ فیاض اور طلحہ جود رکھا ہوا تھا' ان کے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کرنے کا موقع میسر آیا۔ ام کلثوم نے اپنے خاوند کو اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرنے کا مزید حوصلہ دیا۔ ام کلثوم کی یہ خوبی اہل خانہ میں سے موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ابا جان حضرت طلحہ کے پاس حضر موت سے سات لاکھ درہم آئے' آپ رات بھر بے چینی سے کروٹیں لیتے رہے۔ ام کلثوم نے کہا: ابو محمد کیا بات ہے آپ بے چین دکھائی دیتے ہیں؟ فرمایا کہ میں اس لیے بے چین ہوں' سوچ رہا ہوں جس شخص کے پاس رات بھر اتنا مال پڑا رہا ہو وہ اپنے رب کو کیا جواب دے گا۔ ام کلثوم نے کہا: اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا بات ہے' صبح ہوتے ہی یہ مال اپنے دوستوں میں تقسیم کر دینا۔

حضرت طلحہؓ نے اپنی بیوی کی رائے سن کر کہا ماشاء اللہ یہ تجویز سن کر میری طبیعت خوش ہوئی' آپ نے تو میرا بوجھ ہی ہلکا کر دیا ہے۔ واقعی تم ایک خوش قسمت باپ کی ایک خوش قسمت بیٹی ہو۔ جب صبح ہوئی تو ایک دیگ منگوائی' مہاجرین و انصار کے درمیان وہ مال تقسیم کیا' ایک دیگ حضرت علی بن ابی طالبؓ کے پاس بھی بھیجی۔ ام کلثوم نے مسکراتے ہوئے اپنے خاوند سے کہا کہ اس مال میں سے ہمارا حصہ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا: پہلے کیوں نہیں بتایا اب جو بچے گا' لے لینا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ام کلثوم کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں ایک ہزار درہم موجود تھے انہوں نے وہ پکڑے اور مستحق لوگوں میں بانٹ دیئے۔

ام کلثوم ۳۶ھ میں اپنے خاوند کے ساتھ جنگ جمل میں شریک ہوئیں وہ اس جنگ میں قتل کر دیئے گئے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا انہیں اپنے ساتھ مکہ معظمہ لے گئیں، وہاں حج ادا کیا۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے قتل کے بعد حضرت ام کلثوم کی شادی عبدالرحمان بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی کے ساتھ ہوئی جو مشہور و معروف شاعر عمر بن ابی ربیعہ کے چچا تھے۔ ان کے ہاں عثمان، ابراہیم، ام حمید اور ام عثمان پیدا ہوئے۔

حضرت ام کلثوم نے مدینہ منورہ میں اپنی ہمشیرہ کے زیر سایہ علمی ماحول میں زندگی بسر کی۔ تاریخی تناظر میں حتمی تو نہیں کہا جا سکتا کہ ام کلثوم کی وفات کب اور کہاں ہوئی۔ قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ام کلثوم کی وفات اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے وفات کے بعد ۵۸ھ میں ہوئی۔

اس طرح جلیل القدر، بلند اخلاق تابعیہ حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر کی زندگی کے صفحات کو لپیٹا گیا۔ وہ واقعی ایک بہترین بیٹی، بہترین بیوی، بہترین ماں، بہترین شاگردہ، بہترین معلمہ اور عظیم المرتبت محدثہ ثابت ہوئیں۔ وہ دوسری خواتین کے لیے ایک بہترین نمونہ تھیں۔

حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ انساب الاشراف: ۴۲۱/۱

۲۔ جمھرۃ انساب العرب: ۱۴۷/۱

۳۔ تاریخ اسلام للذھبی: ۱۳۶/۴

۴۔ الطبقات: ۱۷۲/۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

٥۔ سیر اعلام النبلاء: ٣١/١
٦۔ الطبقات الکبریٰ: ٤٦٢/٨
٧۔ الأغانی: ١٣٩/١٣
٨۔ العقد الفرید: ٨٩/٦، ٩٠
٩۔ تاریخ الطبری: ٥٦٤/٢
١٠۔ البدایہ و النہایہ: ١٤٤/٧
١١۔ تہذیب التہذیب: ٤٧٧/١٢
١٢۔ تہذیب التہذیب: ٢٥٨/١٠
١٣۔ صحیح مسلم: ١١٦/٢
١٤۔ نسب قریش: ٢٧٨
١٥۔ الحیوان للجاحظ: ٥٠/٦

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہما

حضرت سکینہ سردار خواتین میں سے تھیں نیز وہ سخاوت اور علم وفضل سے آراستہ تھیں۔ شاعرہ، فصیحہ و بلیغہ، حدیث کی راویہ اور اشعار پر تنقیدی نگاہ رکھنے والی عظیم المرتبت خاتون تھیں۔

ہاشمی سیدہ:

خانہ نبوی کے صحن میں آمنہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب نے پرورش پائی۔ بچپن میں ہی ذہانت، نفاست اور طبعی حلاوت کے آثار نمایاں دکھائی دینے لگ گئے تھے۔ جیسا کہ مثل مشہور ہے۔

''ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات''

یہ اوصاف دیکھ کر والدہ نے اپنی بچی کا لقب سکینہ رکھ دیا تھا اور آگے چل کر یہ لقب ان کے نام پر ایسا غالب آیا کہ کوئی ان کے نام کو جانتا ہی نہ تھا۔ سکینہ کی والدہ کا نام رباب بنت امری القیس الکلبیہ ہے۔ یہ بڑی نیک، پارسا اور صاحب فضل و شرف خاتون تھیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ان کی شادی ہوئی جن سے عبداللہ پیدا ہوا۔ اسی وجہ سے حضرت حسینؓ نے اپنی کنیت ابوعبداللہ رکھی۔ ایک بیٹی پیدا ہوئیں جن کا لقب سکینہ مشہور ہوا، ان کا اصلی نام آمنہ تھا۔ اس جلیل القدر خاتون کا ہم ان صفحات میں تذکرہ کریں گے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی سکینہ کے ساتھ بہت پیار کیا کرتے تھے۔ وہ ان کے لیے مرکز الفت اور منبع شفقت تھیں۔ اسی طرح وہ اپنی والدہ کی منظور نظر، آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور تھی۔ والدہ اپنی اس بیٹی کا بہت خیال رکھا کرتی تھی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنی بیوی رباب اور بیٹی سکینہ کا اس قدر خیال رکھا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے کہ بسا اوقات قریبی رشتہ دار آپ پر اس سلسلے میں اعتراض بھی کرتے۔ ایک دفعہ حضرت حسنؓ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت حسینؓ سے تلخی کے ساتھ بات کی تو آپ نے جواب میں یہ شعر پڑھ دیا:

لعمرك انني لا حب دارا
تكون بها سكينه والرباب
احبهما وابذل جل مالي
وليس للائمي فهعتاب
ولست لهم وان عتبوا مطيعا
حياتي اويغيبني التراب

"مجھے تیری عمر کی قسم میں اس گھر کو محبوب سمجھتا ہوں جس میں سکینہ اور رباب رہتی ہیں۔
میں ان دونوں سے پیار کرتا ہوں اور اپنا بیشتر مال خرچ کرتا ہوں مجھے اس سے اس بارے میں ملامت کرنے والوں کو کچھ بھی سخت لہجے میں نہیں کہنا۔
میں ان کی بات نہیں مانوں گا خواہ وہ میری زندگی اجیرن کر دیں یا مٹی مجھے غائب کر دے۔"

جب سکینہ جوان ہوئیں تو قریشی معاشرے میں تو اس کا شمار سردار خواتین میں ہونے لگا۔ اپنے دور میں انہیں ادب وعلم کے اعتبار سے اتنی شہرت ملی کہ کسی دیگر خاتون کو یہ مقام حاصل نہ ہوا۔

اس سے بڑھ کر یہ ان جلیل القدر خواتین میں سے تھیں جنھوں نے حدیث رسول اللہ ﷺ کو زبانی یاد کرنے کی سعادت حاصل کی اور اسے دوسروں تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیا۔ یہ اعزاز بھلا کیوں نہ ملتا آخر یہ فاطمۃ الزھراءؓ کی پوتی تھیں اور یہ معزز پاکیزہ خاتون خانہ نبوت کی چشم وچراغ تھیں۔

حدیث کی روایت کے حوالے سے تاریخ کے حافظے میں یہ بات بھی محفوظ ہے کہ سکینہ نے اپنے باپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث روایت کرنے کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سعادت حاصل کی ہے۔

عبید اللہ بن رافع کے غلام فائد المدنی کے علاوہ اہل کوفہ نے حضرت سکینہ سے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت سکینہ سے عبید اللہ بن رافع کے غلام فائد المدنی بیان کرتے ہیں کہ:

''مجھے سکینہ بنت حسین بن علی نے اپنے باپ کے حوالے سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((حملة القران عرفاء اهل الجنة)) (تاريخ دمشق: ص:١٥٥)

''حاملین قرآن اہل جنت کے سردار ہونگے۔''

سکینہ کا مہر:

جوانی اور خوبصورتی مرد وزن میں مرغوب صفات تصور کی جاتی ہیں لیکن یہ دونوں خوبیاں دیگر مطلوبہ خوبیوں سے بے نیاز تو نہیں کرسکتیں۔ سکینہ بڑی نیک، بااخلاق خاتون تھیں۔ مزید برآں ادب، حیاء، علم، ذہانت اور فہم و فراست جیسے اوصاف سے آراستہ و پیراستہ تھیں۔

امام ذہبی ان کے بارے میں رقمطراز ہیں:

كانت شهمة مهيبة

''بڑی بارعب اور عظیم المرتبت تھی۔''

مجد و شرف ہر طرف سے ان پر سایہ فگن تھا۔ ان کے لیے یہی بہت بڑا اعزاز تھا کہ ان کے والد گرامی قدر نواسۂ رسول تھے اور انہیں آپ ؐ نے جنت کے نوجوانوں کا سردار قرار دے دیا تھا۔

مصعب بن زبیر بن عوام نے سکینہ بنت حسین سے شادی کی۔ حافظ ابن کثیر ان کے بارے رقمطراز ہیں کہ:

''حضرت مصعب بن زبیر تمام لوگوں میں سب سے بڑھ کر حسین و جمیل، بہادر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور سخی تھے۔

مصعب بن زبیر کی دیرینہ خواہش تھی کہ وہ عراق کا گورنر بنیں اور عائشہ بنت طلحہ اور سکینہ بنت حسینؓ سے شادی کریں۔ عائشہ بنت طلحہ سے پہلے شادی ہوئی جب یہ اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی نمائندگی کرتے ہوئے بصرے کے گورنر نامزد ہوئے تو زبیر بن عوام کے فرزند نے آل حسین سے رشتہ جوڑنے کا ارادہ کیا' بلاشبہ حضرت مصعب کو حواری رسول، شہسوار، جنت کی بشارت پانے والے جلیل القدر صحابی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند ہونے کی سعادت حاصل تھی۔ شجاعت' عظمت' مروت' حمیت اور اعلیٰ ظرفی جیسی خوبیاں باپ سے ورثے میں ملی تھیں' ان خوبیوں کی وجہ سے حضرت مصعب بن زبیر اہل حجاز اور اہل عراق میں اپنے تمام ہم عمر ساتھیوں میں نمایاں دکھائی دیتے تھے۔

حضرت مصعب بن زبیر کی شادی حضرت سکینہ بنت حسینؓ سے طے پا گئی تو انہوں نے اپنی بیوی کو دس لاکھ درہم مہر دیا' اتنا ہی مہر انہوں نے اپنی پہلی بیوی عائشہ بنت طلحہ کو دیا تھا۔ مہر کی یہ مقدار ان دنوں حجاز اور عراق میں زبان زد عام تھی لوگ مہر کی رقم سن کر انگشت بدنداں رہ جاتے' ہر گھر میں یہ بات موضوع بحث بنی ہوئی تھی کہ اتنی بڑی رقم بطور مہر ادا کی۔ الامان والحفیظ۔

مشہور و معروف شاعر انس بن زنیم الکنانی نے تو محسوس کرتے ہوئے یہ اشعار ان کے بھائی امیر المؤمنین عبداللہ بن زبیر کو لکھ بھیجے:

ابلغ امير المومنين رسالة
من ناصح لك لا يريد خداعا
مهر الفتاة بالف الف كامل
وتبيت سادات الجيوش جياعا
لو لابى حفص اقول مقالتى
واقص شأن حديثهم لارتاعا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''امیر المؤمنین کو ایک خیر خواہ کا پیغام پہنچا دیں جو کسی دھوکے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

ایک دوشیزہ کا حق مہر دس لاکھ باندھا جاتا ہے اور لشکروں کے سردار بھوکے رات گزارتے ہیں۔

اگر ابو حفص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میں اپنی بات بتا دوں اور ان کی یہ حالت بیان کر دوں تو سٹپٹا اٹھیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یہ اشعار پڑھتے ہی کہا: بخدا انس بن زنیم نے واقعی سچ کہا ہے۔ اگر واقعی یہ بات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچ جاتی تو وہ گھبرا جاتے کہ ایک خاتون کی شادی پر دس لاکھ مہر! الامان والحفیظ۔ لیکن مصعب بن زبیرؒ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ حضرت سکینہ کے بھائی علی بن حسین کو بھی چالیس ہزار درہم دیئے۔ ان کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام نانی کے نام پر رباب رکھا گیا۔

مصعب بن زبیر کے ساتھ زندگی بڑی پر بہار اور خوشگوار گزری' خواتین میں حضرت سکینہ کو بہت زیادہ شہرت اور پذیرائی حاصل تھی اس لیے کہ یہ گھریلو زندگی میں نفاست، صفائی ستھرائی، زیب و زینت اور پہناوے کا بہت خیال رکھا کرتی تھیں۔ سر کے بالوں کی بناوٹ تو خواتین میں بہت زیادہ مشہور و مقبول تھی۔ خواتین اسے رشک بھری نگاہوں سے دیکھا کرتی تھیں۔ سر کے بال کی چوٹی تو ان کے نام سے منسوب ہو چکی تھی۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز اگر کسی مرد کو دیکھتے کہ اس نے عورتوں کی طرح سر کے بالوں کی چوٹی بنا رکھی ہے تو اسے کوڑے لگاتے اور اس کا سر مونڈ دیا کرتے تھے۔ ابن خلکان نے اپنی کتاب ''وفیات الاعیان'' میں سر کے بالوں کی چوٹی کو حضرت سکینہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

محبوب شوہر کی جدائی:

سکینہ کے دل میں اپنے پیارے شوہر مصعب بن زبیر کا بہت بڑا مقام و مرتبہ تھا۔ عبدالملک کے ساتھ لڑائی کے دوران وہ ایک روز ان کے پاس آئے کپڑے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اترے ہوئے تھے صرف ایک باریک شلوکہ زیب تن تھا حضرت مصعب نے کپڑے پہنے تلوار پکڑی اور چل دیئے' حضرت سکینہ کو یہ محسوس ہوا کہ یہ اب واپس نہیں آئیں گے تو ایک دردناک چیخ مارتے ہوئے کہا ہائے! میرے مصعب: مجھے اکیلے چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو؟

مصعب بن زبیر نے کہا: کیا تیرے دل میں میری اتنی قدر و قیمت ہے؟

انہوں نے کہا: اللہ کی قسم میرے دل میں آپ کی محبت اور عظمت کہیں زیادہ ہے۔

انہوں نے کہا: اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ تیرے دل میں میری اتنی قدر و منزلت ہے' تم مجھے اتنا چاہتی ہو تو آج میری تیری حالت کچھ اور ہوتی۔ پھر وہ تلوار پکڑے میدان کی طرف نکل گئے اور واپس نہ لوٹے' عبدالملک بن مروان کے لشکر کے ہاتھوں قتل کر دیئے گئے۔

حافظ ابن کثیر خطیب بغدادی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جس معرکے میں مصعب بن زبیر کو قتل کیا گیا سکینہ اس معرکے میں ان کے ہمراہ تھیں' جب وہ قتل ہو گئے تو مقتولین کی لاشوں میں سکینہ نے انہیں رخسار کے ایک تل کی وجہ سے پہچانا' لاش دیکھتے ہی آنسو بہاتے ہوئے کہنے لگیں تم واقعی میرے لیے بہت بہتر شوہر تھے۔ اللہ آپ کو اسی طرح نوازے جس طرح عنترہ نے کہا ہے:۔

وخليل غانية تركت مجندلا
بالقاع لم يعهدولم يتثلم
فهتكت بالرمح الطويل اهابه
ليس الكريم على القنابمحرم

''میں نے حسینہ کے دوست کو چٹیل میدان میں ایسا زخم لگا کے چھوڑا جس کا نام و نشان باقی نہ رہا۔

میں نے لمبے نیزے سے اس کے جسم کو پھاڑ دیا معزز آدمی نیزے پر کوئی حرام تو نہیں ہوتا۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غم خواری وفصاحت:

سکینہ کو شعر گوئی اپنے باپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ورثے میں ملی تھی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بہت عمدہ اشعار کہا کرتے تھے۔ اسی طرح ان کی والدہ رباب بنت امرئ القیس فصاحت و بلاغت سے آشنا خواتین اور شاعرات عرب میں سے تھیں۔ جنھوں نے فن مرثیہ میں بلند مقام حاصل کیا۔ ان کے خاوند حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب میدان کربلا میں شہید ہوئے تو انہوں نے غم سے نڈھال ہو کر یہ اشعار کہے:

ان الذی کان نورا یستضاء به
بکربلاء قتیل غیر مدفون
سبط النبی جزاك الله صالحة
عنا و جنبت خسرات الموازین
قد کنت لی جبلا الوذ به
وکنت تصحبنا بالرحمان والدین

''بلاشبہ وہ شخص جو ایک نور تھا جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے بغیر دفن کے مقتول پڑا ہے۔
اے نبی کے نواسے! اللہ تجھے جزائے خیر عطا کرے اور تجھے ترازو کے نقصان سے بچائے۔
تو میرے لیے پہاڑ تھا جہاں میں پناہ لیتی تھی اور تو ہمارے ساتھ شفقت اور دینی اخلاق کے ساتھ رہا۔''

سکینہ مرثیہ گوئی میں اپنی والدہ سے کم درجہ نہیں رکھتی تھیں۔ انہوں نے اپنے خاوند کے غم میں اعلیٰ درجے کے غمناک اشعار کہے

فان تقتلوه تقتلوا الماجد الذی
یری الموت الا بالسیوف حراماً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وقبلك ما خاض الحسين منية

الى القوم حتى اوردوه حماما

''اگر تم نے اسے قتل کیا ہے تو ایسے بزرگ کو قتل کیا ہے جو تلواروں کے بغیر موت کو حرام جانتا ہے۔

تجھ سے پہلے حسینؓ قوم کی طرف موت کا پیغام لے کر گیا یہاں تک کہ انھوں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔''

سکینہ کے والد گرامی شہید ہوئے بھلا اس جانکاہ حادثے پر وہ اشعار کے ذریعے اپنے غم کا اظہار نہ کرتیں جبکہ وہ قریش کے مشہور و معروف قبیلے بنی ہاشم کی فصیح و بلیغ خاتون تھیں' کلام و بیان کے خوشے تو ان کے سامنے از خود جھکے چلے جاتے تھے۔

اپنے عظیم والد حضرت حسینؓ کی شہادت پر حضرت سکینہ نے مسلسل غم کے آنسو بہائے اور غم میں ڈوبے ہوئے اشعار کہے جن میں سے چند اشعار زجاج کی کتاب ''امالی'' سے نقل کیے ہیں:

لا تعذليه فهم قاطع طرفه

فعينه بدموع ذرف غدقه

ان الحسين غداة الطف يرشقه

ريب المنون فما ان يخطى الحلقه

يا عين فاحتفلي طول الحياة دما

لا تبك ولدا ولا اهلا ولارفقه

لكن على ابن رسول الله فانسكبى

دما وقيحا وفي اثر يهما العلقه

''تو اسے ملامت نہ کر شدید غم نے اس کی آنکھ کو کاٹ کے رکھ دیا ہے اور اس کی آنکھ سے مسلسل آنسوؤں کی بارش ہوتی رہتی ہے۔

بے شک حسین کو مقام طف پر صبح کے وقت موت نے فیصلہ کن نشانہ لگایا جس کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نشانہ کبھی خطا نہیں جاتا۔

اے آنکھ! تو زندگی بھر خون سمیٹتی رہنا کسی بیٹے، خاندان یا دوست پر مت رونا۔

لیکن رسول اللہ ﷺ کے بیٹے پر خون کے ایسے آنسو بہانا کہ گوشت کے لوتھڑے گرنے لگیں۔''

ممکن ہے کہ کچھ دیگر موضوعات پر مشتمل حضرت سکینہ نے اثر انگیز اشعار بھی کہے ہوں لیکن حوالے کی کتابوں میں وہ محفوظ نہیں رہے۔ البتہ حضرت سکینہ کا ادبی مقام و مرتبہ اور شعر گوئی اعلیٰ ذوق اور تنقیدی نگاہ تاریخی اعتبار سے مسلم ہے۔

حضرت سکینہ کی فصاحت و بلاغت اور عمدہ خطابت کے نمونے ابن قتیبہ کی ''عیون الاخبار'' اور ابن عبدربہ کی ''العقد الفرید'' میں پائے جاتے ہیں۔ جن سے ان کے ادبی ذوق اور حاضر دماغی کا پتہ چلتا ہے۔ وہ وقت کی مناسبت سے بات کرنے کا سلیقہ رکھتی تھیں۔ جب ان کے خاوند مصعب بن زبیر قتل کر دیئے گئے تو انہوں نے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کر لیا' اہل کوفہ افسوس کا اظہار کرنے کے لیے ان کے پاس آئے اور کہنے لگے اے جگر گوشہ رسولؐ اللہ آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ ان نے اہل کوفہ کو مخاطب ہو کر برجستہ کہا: ''اے اہل کوفہ! تم نے میرے دادا کو قتل کیا' میرے باپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا' میرے چچا کو قتل کیا اور اب تم نے میرے خاوند مصعب بن زبیر کو بھی قتل کر دیا۔ اے اہل کوفہ سنو! تم نے بچپن میں مجھے یتیم کر دیا اور جوانی میں مجھے بیوہ کر دیا۔ ظالمو! اب اور کیا چاہتے ہو؟ اللہ تمہیں اپنی گرفت میں لے' تم پر نظام خلافت کو درہم برہم کر دے' تمہیں حکومت کے حوالے سے اچھی حالت دیکھنی نصیب نہ ہو۔'' ان تلخ حقائق کا اظہار کرنے کے بعد وہ مدینہ منورہ روانہ ہو گئیں۔

سکینہ اور عبدالملک:

ان کے خاوند مصعب بن زبیر کے قتل کے بعد عبدالملک بن مروان نے شادی کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پیغام بھیجا تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے صاف انکار کر دیا کہ اپنے خاوند کے قاتل کے ساتھ شادی ہرگز نہیں کر سکتی۔

انہوں نے عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام الاسدی سے شادی کی۔ انہوں سے حکیم' عثمان اور ربیحہ پیدا ہوئے' اس رشتہ کا سبب مصعب بن زبیر کی ہمشیرہ رملہ بن زبیر بنیں۔ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کے لیے رشتہ طلب کیا جو منظور کر لیا گیا۔

عبداللہ کی وفات کے بعد ان کی شادی زید بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوئی۔ شادی کے موقع پر حضرت سکینہ کی جانب سے چند شرائط پیش کی گئیں جو سب تسلیم کر لی گئیں۔

زید بن عمرو کی وفات کے بعد انہوں نے کسی اور سے شادی نہ کی اور بقیہ ساری زندگی مدینہ منورہ میں ہی بسر کی۔

تنقید کی بادشاہ:

ادبی اور تاریخی کتابوں میں بہت سے ایسے حوالے ملتے ہیں جن سے حضرت سکینہ بنت حسینؓ کے شعری' ادبی اور تنقیدی ذوق کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت سکینہ کے اشعار تمام موضوعات کا احاطہ کئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ تنقید کی بادشاہ تھیں' کسی کو بھی اس میں اختلاف نہیں کہ شعراء کے ہاں ان کا کلام فیصلہ کن تصور کیا جاتا تھا' کوئی بھی ان کے کلام کو چیلنج نہیں کر سکتا تھا۔ شعراء ہر جگہ سے ان کے پاس آتے اور ان سے اصلاح لیتے۔

تاریخی اور ادبی کتابوں میں یہ واقعہ بھی منقول ہے کہ ایک مرتبہ ان کے پاس اس دور کے مشہور و معروف شعراء' جریر' فرزدق' کثیر' جمیل اور نصیب آئے۔ انہوں نے اپنا کلام پیش کیا۔ حضرت سکینہ نے ہر ایک کے اشعار کا تنقیدی جائزہ لیا اور ان میں پائے جانے والے جھول کی نشاندہی کی۔ پھر ہر ایک شاعر کو ایک ایک ہزار دینار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عطا کیے' وہ پانچ ہزار دینار لے کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ اتنی بڑی رقم حوصلہ افزائی کے لیے اس دور میں کوئی خلیفہ وقت بھی نہیں دیتا تھا۔ ہاں البتہ حکمران حوصلہ افزائی کے لیے انعامات اہل علم وتقویٰ فاتحین اور مصنفین کو دیا کرتے تھے۔ شعراء کی پذیرائی حکمرانوں کے دربار میں قدرے کم ہی ہوا کرتی تھی۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ حضرت سکینہ بنت حسینؓ شعری لطافتوں سے آگاہ' ادبی گوشوں سے واقف' فصاحت و بلاغت سے آشنا' تنقیدی ذوق سے آراستہ تھیں۔ موقع کی مناسبت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بات کہنا ان پر ختم تھا۔ اگر انہیں شعری بصیرت اور بیان وکلام پر قدرت حاصل نہ ہوتی تو ادبی تاریخ میں ان کے اس بلند مقام ومرتبہ کا اعتراف نہ ہوتا۔ ادبی تنقید کے خزانے کی چابیاں ان کے سامنے نہ پھینکی جاتیں۔ شعراء کے درمیان موازنہ کرنے کے حوالے سے فیصلہ کن حیثیت میسر نہ ہوتی۔ ان علمی اور ادبی اعزازات کے ساتھ انہیں حضرت حسینؓ کی لخت جگر ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا لیکن اس دور کے ایک مشہور شاعر فرزدق نے اپنے اشعار میں جب اس پاکباز' جلیل القدر خاتون کا اپنے اشعار میں غیر محتاط انداز میں تذکرہ کیا تو امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسے ملک بدر کر دیا تھا۔ مشہور ومعروف شاعر جریر نے اس موقع پر یہ شعر کہے:

نفاك الاغر ابن عبدالعزيز

بحقك تنفي من المسجد

''تجھے روشن ضمیر عمر بن عبدالعزیز نے ملک بدر کیا حق تو یہ ہے کہ تجھے مسجد سے بھی دلیس نکالا دے دیا جائے۔''

ادب، ظرف اور کرم:

سکینہ تمام خواتین میں پاکیزہ دل' روشن ضمیر اور شیریں روح مشہور ومعروف تھیں۔ طبیعت ظرافت کا عنصر بھی پایا جاتا تھا' عمدہ لطائف بیان کرنا اور سننا پسند کرتی تھیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک دن کسی نے ان سے کہا: ''اے سکینہ! تیری بہن بڑی عبادت گزار اور خاموش طبع ہے اور تم بڑی ظریف الطبع ہو۔''

انہوں نے برجستہ یہ جواب دیا کہ ان کی طبیعت پر ان کی دادی فاطمہ الزہراء کا اثر ہے اور مجھ پر میری دادی آمنہ کے اثرات ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شہد کی مکھی نے انہیں ڈس لیا' والدہ نے پوچھا بیٹی کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: امی جان!

مرت بی دبیرة، فلسعتنی بأبیرة ، فاو جعتنی قطیره

''ایک چھوٹی سی شہد کی مکھی کا میرے پاس سے گزر ہوا اس نے چھوٹی سے سوئی مجھے چبھو دی۔ جس نے مجھے تھوڑا سا درد دیا۔''

حضرت سکینہ خوش مزاج ہونے کے ساتھ ساتھ ہاتھ کی بھی بڑی سخی تھیں' مال و دولت کو چنداں کوئی اہمیت نہیں دیا کرتی تھیں جو بھی ضرورت مند ان کے پاس آتا اسے مال و دولت دے کر رخصت کرتیں۔

ایک دفعہ وہ حج کے دوران رمی جمار کر رہی تھیں کہ ان کے ہاتھ سے سات کنکریاں گر گئیں انہوں نے اپنی قیمتی انگوٹھی کنکری کی جگہ جمرے کی طرف پھینکی۔

حضرت سکینہ کے جود و کرم کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ اشعب نامی شخص نے حج کیا' یہ لالچی مشہور و معروف تھا حضرت سکینہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے ایک طاقت ور اونٹ عطا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ ناظم مالیات نے اسے ایک کمزور اونٹ دے دیا' وہ لے کر حضرت سکینہ کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوا تو انھوں نے وعدے کے مطابق تنومند اونٹ عنایت کرنے کا حکم دیا وہ دعائیں دیتا ہوا وہاں سے رخصت ہوا۔

اخلاق و فخر:

حضرت سکینہ کی عادات و اطوار پر خاندانی اثرات نمایاں طور پر دکھائی دیتے تھے۔ وہ اکثر و بیشتر اپنے اعلیٰ نسب پر فخر کا اظہار کیا کرتی تھیں۔ وہ اپنی خاندانی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رفعتوں کا تذکرہ فصاحت و بلاغت کے پیرائے میں کیا کرتی تھیں۔ ایک دن یہ غم و اندوہ میں مبتلا تھیں حضرت عثمان بن عفان کی بیٹی نے ان کے پاس آ کر کہا: ''میں ایک شہید کی بیٹی ہوں۔''

سکینہ یہ بات سن کر خاموش رہیں اور کوئی تبصرہ نہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد مؤذن اذان دینے لگا اور جب اس نے کہا: ''اشھد ان محمداً رسول الله'' تو سکینہ نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا دیکھو حضرت محمد ﷺ میرے نانا بھی ہیں اور تیرے نانا بھی' وہ سمجھ گئیں اور کہنے لگیں آج کے بعد میں کبھی بھی آپ کے سامنے فخر کا اظہار نہیں کروں گی۔

واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سکینہ کی یہ عادت بن چکی تھی کہ وہ خاندانی فخر کا برملا اظہار کیا کرتی تھیں' اس حوالے سے وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتیں' خاص طور پر وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاندانی نسبت کو فخریہ اور مدلل انداز میں بیان کیا کرتی تھیں۔

ایک دفعہ انہوں نے اپنی سوکن عائشہ بنت طلحہ کے ہمراہ حج کیا۔ عائشہ کے ساتھ ساٹھ خچر تھے جن پر ہودج بندھے ہوئے تھے۔ ایک دن حدی خواں یعنی قافلے کو ہانکنے والے نے فخریہ انداز میں یہ شعر کہا:

عائش یا ذات البغال الستین
لا زلت ما عشیت کذتحجین

''اے عائشہ ساٹھ خچروں کی مالکہ زندگی بھر تم ایسے ہی رہو اسی طرح تم حج کرتی رہو۔''

یہ شعر سن کر سکینہ نے اپنے حدی خواں سے کہا تم جواب میں یہ شعر کہو:

عائش هذه ضرة تشکوك
لولا ابوها ما اهتدى ابوك

''اے عائشہ! یہ تو سوتن کا شکوہ کرتی ہے اگر اس کا باپ نہ ہوتا تو تیرا باپ بھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہدایت نہ پاتا۔“

عائشہ بنت طلحہ نے یہ شعر سن کر اپنے حدی خواں سے کہا تم خاموش رہو وہ سچ کہتی ہیں انہیں یہ کہنے کا حق حاصل ہے۔

آخری ایام:

سکینہ نے نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزارا' یہ اس دوران شہرت کی بلندیوں پر گامزن رہیں' انہوں نے تقریباً اسی سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

ابن خلکان اپنی کتاب ”وفیات الاعیان“ میں رقمطراز ہیں کہ:

سکینہ مدینہ منورہ میں بروز جمعرات پانچ ربیع الاول ۱۱۷ھ کو داعی اجل کو لبیک کہتی ہوئیں اپنے رب سے جاملیں۔

جب سکینہ کی وفات ہوئی تو اس وقت خالد بن عبدالملک بن حکم مدینے کا گورنر تھا اس نے کہا میرا انتظار کرنا میں خود نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔ وہ ظہر تک نہ پہنچ سکے لوگوں نے تیس دینار کی کافور خرید کر میت کو لگائی جب بقیع الغرقد میں تشریف لائے تو شیبہ بن نصاح کو ان کے علمی مرتبے کو پیش نظر رکھتے ہوئے نماز جنازہ پڑھانے کا حکم دیا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سکینہ پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

امام نوویؒ نے ان کے بارے کیا خوب کہا کہ:

”سکینہ خواتین کی سردار تھیں اور وہ اہل سخاوت اور اہل فضل وکرم میں تھیں۔ اللہ ان سے اور ان کے آباؤ اجداد سے راضی ہو۔

حضرت سکینہ بنت حسینؓ کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ وفیات الاعیان: ۲/۳۹۶،۳۹۷

۲۔ الکامل ابن اثیر: ۵/۱۹۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳۔ الطبقات: ٨/٤٧٥
٤۔ السمط الثمین: ١٩٧
٥۔ تهذیب الاسماء واللغات: ١/١٦٣
٦۔ اعلام النساء: ٢/٢٢٣
٧۔ تاریخ دمشق: ١٦٤، ١٦٩
٨۔ عیون الاخبار: ٤/٩٠
٩۔ مصارع العشاق: ٢/٨٠، ٨٤
١٠۔ العقد الفرید: ٥/٣٧٣
١١۔ البدایه والنهایه: ٨/٣٢٥
١٢۔ شاعرات العرب: ١٦٤
١٣۔ المعارف ابن قتیبه: ٢٢٣
١٤۔ شذرات الذهب: ٢/٨٢
١٥۔ نورالابصار: ١٩٢
١٦۔ سیر اعلام النبلاء: ٥/٢٦٢
١٧۔ تهذیب التهذیب: ٨/٦٥٦
١٨۔ تقریب التهذیب: ٢/١٠٧
١٩۔ تاریخ دمشق: ١٥٥
٢٠۔ نسب قریش: ٥٩
٢١۔ مقاتل الطالبین: ٩٤

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معاذہ بنت عبداللہ رحمہا اللہ تعالیٰ

یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں کہ:

''معاذہ ثقہ' حجۃ' عابدہ' زاہدہ' صابرہ' شاکرہ تھیں اور اس کے اقوال زریں بڑے مشہور و مقبول ہوئے۔''

مناجات:

اے نفس! نیند تیرے سامنے ہے اگر تو چاہے تو قبر میں اپنی نیند کو حسرت یا سرور کا لبادہ پہنا سکتا ہے۔

ام صہباء معاذہ بنت عبداللہ العدویہ اس قسم کے مسجع و مقفیٰ جملوں سے اپنے آپ کو مخاطب کیا کرتی تھیں جبکہ وہ عبادت میں مشغول ہوتیں اور نیند ان پر غالب آرہی ہوتی اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کا انہیں دلی شوق ہوتا۔

معاذہ رحمہا اللہ تعالیٰ فضل و شرف سے آراستہ جلیل القدر تابعی خواتین میں سے تھیں۔ صحابہ کرام کے علمی سرچشموں سے فیض یاب ہوئیں اور ان کے خالص علم و عمل کی خوشہ چینی کی' جنھوں نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے علم حاصل کیا تھا۔

معاذہ بنت عبداللہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ' حضرت علی بن ابی طالب اور ہشام بن عامر رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کیا۔ ان کی زیارت کا شرف اور ان سے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

معاذہ بنت عبداللہ سے اس دور کے بڑے جید علماء و مشائخ نے حدیث روایت کی جن میں ابو قلابہ الجرمی، اسحاق بن سوید اور ایوب سختیانی قابل ذکر ہیں۔

فن حدیث اور میدان علم میں اگر آپ ان کا مقام و مرتبہ جاننا چاہیں تو آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ صحاح کی جملہ کتابوں میں ان سے روایت کردہ احادیث کو بطور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ شیخ المحدثین یحییٰ بن معینؒ نے انہیں ثقہ راویہ قرار دیا ہے۔

معاذہ بنت عبداللہؒ دینی، روحانی اور عبادت گزاری کے اعتبار سے بہت بلند مقام پر فائز تھیں' انہوں نے قرآن و حدیث کے مبارک علوم سے سیرابی حاصل کی تھی۔ حکمت و دانائی کی باتیں ان کی زبان پر رواں تھیں۔ ان کے دل سے علمی انوار کی پھوار پھوٹ کر دوسروں کے دلوں کو منور کرنے اور ان کے زنگ کو اتارنے کا باعث بن رہی تھی۔

معاذہؒ فجر کے وقت قرآن حکیم کی تلاوت کرنے کی بڑی دلدادہ تھیں' اس سہانے اور نورانی وقت میں فرشتے بھی تلاوت کی سماعت کے لیے حاضر ہوتے ہیں' اس کے علاوہ صبح و شام بھی تلاوت ان کے معمول میں شامل تھا۔ ان کا دل ذکر الٰہی میں ہر دم مشغول رہتا' کوئی چیز بھی ان کے دل کو قرآن حکیم کی تلاوت سے غافل نہ کرتی اگرچہ سہاگ کی رات ہی کیوں نہ ہو!

شادی:

معاذہ عدویہ کا خاوند صلہ بن اشیم تھا جو ابوالصہباء عدوی' بصری کی نسبتوں سے مشہور تھا اور زاہد' عابد' شب زندہ دار' قابل رشک سردار' جلیل القدر تابعی' صاحب کرامت بزرگ تھا۔ دونوں میاں بیوی علم وفقہ کے سمندر تھے' زہد و تقویٰ کے سرخیل تھے۔ ان کی شادی کی داستاں دلوں کو بڑی بھلی لگتی ہے۔ اس دلچسپ داستان سے لوگوں کے دلوں میں ایک چمک پیدا ہوتی ہے۔ لوگ عرصہ دراز تک اس کہانی کو ایک دوسرے کے سامنے بیان کرتے رہے۔ پھر انھوں نے اغیار تک اسے منتقل کیا تاکہ تاریخی اعتبار سے یہ داستان محفوظ ہو جائے۔ اب آیئے! ہم ان دونوں عظیم المرتبت میاں بیوی کی دلچسپ داستان کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

معاذہ عدویہ کو سہاگ رات کو اس کے خاوند صلہ بن اشیم کے پاس لایا گیا' صلہ بن اشیم کا بھتیجا اپنے چچا جان کو نہلا دھلا کر عمدہ لباس زیب تن کر کے لایا۔ دلہن کو ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایسے کمرے میں بٹھایا گیا تھا جس کو اعلیٰ قسم کی خوشبو میں بسایا گیا تھا' خوشگوار خوشبو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی' کمرے کو بڑے ہی اہتمام سے سجایا گیا تھا۔ صلہ بن اشیم نے سہاگ رات کو کمرے میں داخل ہوتے ہی اپنی نئی نویلی دلہن کو سلام کہا اور نوافل ادا کرنے شروع کر دیئے۔ دلہن نے جب اپنے شوہر کو عبادت میں مصروف دیکھا تو اس نے بھی موقع کو غنیمت جانتے ہوئے نوافل ادا کرنے شروع کر دیئے' پھر کیا تھا کہ دونوں مثالی میاں بیوی عبادت میں اس قدر مشغول ہوئے کہ طلوع فجر نے آ دستک دی' دونوں بھول ہی گئے تھے کہ آج سہاگ رات ہے۔ صبح بھتیجے کو جب یہ معلوم ہوا کہ دونوں میاں بیوی ساری رات عبادت میں مصروف رہے ہیں تو وہ انگشت بدنداں رہ گیا' اس نے مسکراتے ہوئے کہا چچا جان بڑے تعجب کی بات ہے سہاگ رات اور شب بھر عبادت؟ واہ سبحان اللہ!

صلہ بن اشیم نے کہا: بیٹا! سنو جب تم مجھے گرم حمام میں لے گئے تو آگ کو دیکھ کر مجھے جہنم یاد آ گئی اور جب تم مجھے اس کمرے میں لائے جو بڑے اہتمام سے تیار کیا گیا تھا' بھینی بھینی خوشبو نے ایک سماں باندھ دیا تھا' اس منظر کو دیکھ کر مجھے جنت یاد آ گئی بس پوری رات جنت اور دوزخ کا تصور میرے ذہن پر حاوی رہا اور صبح ہو گئی۔ بھتیجے نے اچھلتے ہوئے کہا واہ چچا جان آپ کی بلند خیالی کے کیا کہنے۔ سوچ ہو تو ایسی! ذوق ہو تو ایسا! خیالات کی پاکیزگی۔۔۔ واہ سبحان اللہ!

اس حیرت انگیز انداز میں میاں بیوی نے رضائے الٰہی کو حاصل کرنے کے لیے عبادت گزاری کو اپنا وطیرہ بنا لیا۔

معاذہ بنت عبداللہ اپنے خاوند کی عبادت کی تصویر کشی کچھ اس انداز میں کرتی ہیں۔ فرماتی ہیں کہ ابو الصہباء عبادت کرتے ہوئے اس قدر تھک جاتے کہ گھسٹ کر اپنے بستر کی طرف آتے۔

ابن شوذب معاذہ عدویہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ صلہ بن اشیم اپنے گھر کی مسجد سے اپنے بستر تک گھٹنوں کے بل گھسٹ کر پہنچتے کیونکہ ان کا بدن عبادت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں طویل قیام کی وجہ سے چکنا چور ہو جاتا۔

معاذہ بنت عبداللہ بیان کرتی ہیں کہ جب میرے شوہر اپنے جلیل القدر تابعی احباب سے ملتے تو باہمی طور پر بڑی محبت کا اظہار کرتے' ایک دوسرے سے معانقہ کرتے' حال احوال پوچھتے یہ دلکش منظر دیدنی ہوتا۔

معاذہ بنت عبداللہ بھی عبادت گزاری میں اپنے عظیم المرتبت خاوند کے نقش قدم پر چلیں۔

اقوال زریں:

معاذہ بنت عبداللہ کی باتیں حکمت و دانائی کا دل پذیر نمونہ ہوتیں' ان کی سنہری باتوں کے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ ''المومن المخلص لله عزو جل من اطيب الناس عيشا، وانعمهم بالا، واشرحهم صدرا، واسرهم قلباً۔''

''مخلص مومن' تمام لوگوں سے زیادہ عمدہ زندگی گزارنے والا' آسودہ حال' کشادہ سینہ اور خوش دل ہوتا ہے۔''

معاذہ چونکہ مومن، متقی، عبادت گزار اور شب زندہ دار خاتون تھیں' رات بھر عبادت میں مصروف رہتیں' حکمت و دانائی کی باتیں ان کی زبان پر یوں جاری ہوتیں جیسے پانی چشمے سے رواں دواں ہے۔ ان کے اقوال زریں میں فصاحت و بلاغت کی جھلک نمایاں دکھائی دیتی ہے اور یہ اقوال زریں اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کا اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ فرماتی ہیں:

''عجبت لعين تنام،وقد علمت طول الرقاد فى ظلم القبور''

''مجھے اس آنکھ پر تعجب ہے جو سوتی ہے حالانکہ اسے معلوم ہے کہ قبر کے اندھیروں میں لمبی نیند سونا ہے۔''

ان کے اقوال زریں میں نصیحت آموزی کی ایک نمایاں جھلک دکھائی دیتی ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک ایسی خاتون کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتی ہیں جس کو انہوں نے بچپن میں دودھ بھی پلایا تھا:

”یا بنية ، كوني من لقاء الله عزوجل على حذر ورجاء فاني رأيت الراجي له محقوقاً بحسن الزلفى لديه يوم يلقاه ورأيت الخائف له مؤملاً للامان يوم يقوم الناس لرب العالمين۔“

”بیٹی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لیے خوف اور امید کو پیش نظر رکھ، میری نظر میں امید وبیم کے شناور کو ملاقات کے دن اللہ تعالیٰ کا دلربا قرب حاصل ہوگا اور دل میں اللہ کا ڈر بسانے والے کو اس دن حفظ وامان میں لیا جائے گا جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے دست بستہ کھڑے ہونگے۔“

معاذہ بنت عبداللہ کے ہاں دنیا کی بے ثباتی، اس سے دل آزاری کا یہ حال تھا۔ فرماتی ہیں:

”میں نے دنیا میں ستر سال گزارے لیکن کبھی میں نے اس میں آنکھوں کی ٹھنڈک نہ دیکھی۔“

عبادت 'نماز:

حضرت معاذہ بنت عبداللہ نے اپنے آپ کو عبادت گزاری اور نماز کے لیے وقف کر رکھا تھا دن رات میں تقریباً چھ سو رکعت نوافل ادا کرتیں' رات کا بیشتر حصہ قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہوئے گزارتیں۔ رات کے معمولات میں ذکر الٰہی اور نوافل کی ادائیگی بھی شامل تھی' جب دن کا سپیدہ نمودار ہوتا تو زبان سے یہ الفاظ نکلتے' ہوسکتا ہے کہ اس دن میں میری موت واقع ہوجائے۔ اس غم اور غور وفکر میں نیند نہ آتی۔ جب رات کی تاریکی پھیلتی تو کہتیں کہ شاید یہ رات میری زندگی کی آخری رات ہو اسی خیال میں رات گزر جاتی' جب نیند غلبہ پاتی تو گھر میں چکر لگاتے ہوئے اپنے آپ کو کوسنے لگتیں۔ صبح تک یہی فکر لاحق رہتی کہ کہیں غفلت اور نیند کی صورت میں ہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موت واقع نہ ہو جائے۔

جب سردی کا موسم لوگوں پر حملہ آور ہوتا تو حضرت معاذہ باریک لباس زیب تن کرتیں تاکہ سردی کی وجہ سے نیند نہ آئے اور ان طرح عبادت گزاری اور مناجات میں کوتاہی واقع نہ ہو اور ادھر اس کا خاوند بھی عبادت گزاری میں بالکل اسی طرح کا شوق اور ولولہ رکھتا تھا۔ دونوں میاں بیوی عبادت کے حوالے سے ضرب المثل بن چکے تھے۔ ابوسوار عدوی کہتے ہیں:

"شہر بصرہ کے باشندوں میں بنو عدی زیادہ محنتی تھے ابو صہباء کو دیکھتے کہ یہ رات کو عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں اور ان کی بیوی معاذہ بنت عبداللہ نے چالیس سال سے آسمان کی طرف نظریں اٹھا کر نہیں دیکھا۔"

حضرت معاذہ بنت عبداللہ عبادت گزار ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہہ' عالمہ' فاضلہ بھی تھیں۔

رئیس المحدثین یحییٰ بن معین ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ "معاذہ بنت عبداللہ' ثقہ اور حجہ تھیں۔ ابن حبان نے انہیں ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے اور ان کی بہت تعریف کی۔

علاوہ ازیں حضرت معاذہ سے مروی احادیث حدیث کی چھ مشہور کتابوں میں مروی ہیں اور انہیں بوجہ دلیل پیش کیا جاتا ہے۔

صبر و شکر:

۶۲ھ میں معاذہ بنت عبداللہ کے خاوند کو قتل کر دیا گیا جبکہ ان کا بیٹا بجستان میں ترکوں کے خلاف جنگ میں برسرپیکار تھا' جب انہیں اپنے خاوند کے قتل کی خبر ملی تو انہوں نے نہ تو اپنا چہرہ پیٹا اور نہ اپنے کپڑے چاک کئے بلکہ انہوں نے صبر کیا' انا اللہ پڑھا' عورتیں ان کے پاس تعزیت کے لیے آتیں تو معاذہ نے انہیں کہا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''معزز خواتین اگر آپ مجھے مبارک باد دینے آئی ہیں تو صد بسم اللہ' میں تمہیں خوش آمدید کہتی ہوں اور اگر کسی دوسری غرض سے آپ آئی ہیں تو بصد خوشی تشریف لے جاسکتی ہیں۔''

سبھی خواتین معاذہ کا صبر وشکر دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئیں' جب وہ واپس گئیں تو یہ باتیں کرنے لگیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑا حوصلہ دیا ہے، کمال درجے کا صبر وتحمل ہے اس خاتون میں' اس سے ان خواتین کے دلوں میں اس کا مقام ومرتبہ اور زیادہ بڑھ گیا۔

ام اسود بنت زید العدویہ بیان کرتی ہیں حضرت معاذہ نے اسے بچپن میں دودھ پلایا تھا' فرماتی ہیں کہ جب ان کا خاوند ابوصہباء اور بیٹا قتل کردیئے گئے تو انہوں نے مجھ سے باتیں کرتے ہوئے کہا:

''بیٹی! اللہ کی قسم میں دنیاوی زندگی لذت کوشی اور بادنسیم سے شادکام ہونے کے لیے نہیں چاہتی میں تو دنیا میں بقا محض اس لیے چاہتی ہوں کہ ایسے عمل کرسکوں جن سے اللہ کا تقرب حاصل ہو شاید کہ وہ آخرت میں مجھے اپنے خاوند اور بیٹے کے ساتھ جنت میں ملادے۔''

حضرت معاذہ بنت عبداللہ نے اپنی بات کو اپنے عمل کے ذریعے سچا کر دکھلایا۔ کوئی رات ایسی نہ گزرتی کہ جس میں یہ اپنے رب تعالیٰ سے خوف اور طمع کے ملے جلے جذبات سے دعائیں نہ کرتیں یہ اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتیں اور اس کی رحمت کی تمنا دل میں سمائے رکھتیں۔ جب سے ان کا خاوند شہید ہوا یہ مرتے دم تک بستر پر نہ سوئی کہ کہیں بستر کی نرمی غافل نہ کردے۔

معاذہؒ کی کرامت:

حافظ ابن حجرؒ اپنی کتاب ''تھذیب التھذیب'' میں معاذہ بنت عبداللہ کی ایک واضح کرامت بیان کرتے ہیں جس سے ان کا مقام ومرتبہ معلوم ہوتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اہل بصرہ میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں معاذہ بنت عبداللہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمانے لگیں کہ میرے پیٹ میں شدید درد ہے مجھے بتایا گیا ہے کہ اگر گھڑے میں پڑا نبیذ یعنی کھجور کا شربت استعمال کیا جائے تو درد سے افاقہ ہوسکتا ہے۔ میں نبیذ کا پیالہ لے آیا انھوں نے پکڑ کر اپنے پاس رکھ لیا اور یہ ارشاد فرمایا:

الٰہی! تو جانتا ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے گھڑے میں پڑے ہوئے نبیذ کو استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔ الٰہی یہ بات سچ ہے تو مجھے اس سے بچالے۔ وہ بصری شیخ کہتا ہے کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ پیالہ ٹوٹ گیا اور اس میں جو مشروب تھا وہ زمین پر بہہ گیا اور ساتھ ہی حضرت معاذہ کا درد جاتا رہا۔

حضرت معاذہ اپنے خاوند کی وفات کے بعد تقریباً بیس سال تک زندہ رہیں' ہر روز ان کے دل میں یہ خیال آتا کہ شاید آج میری زندگی کا آخری دن ہو اور میں اپنے خاوند اور بیٹے سے جنت میں جا ملوں۔

حضرت معاذہ کی موت کا جب وقت آیا تو وہ پہلے روئیں اور پھر ہنسیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ رونے اور ہنسنے کا اصل سبب کیا ہے؟

انہوں نے کہا: مجھے رونا اس لیے آیا کہ روزے، نماز اور ذکر الٰہی کی مفارقت کا خیال آ گیا کہ یہ روحانی غذا میرے دائرہ اختیار سے نکل جائے گی اور میرے مسکرانے کی وجہ یہ تھی کہ میں نے دیکھا کہ میرا خاوند ابوصہباء گھر کے صحن میں جلوہ افروز ہے' اس نے سبز رنگ کے دو چوغے زیب تن کیے ہوئے ہیں' اس کے ساتھ چند لوگ بھی ہیں' بخدا میں نے دنیا میں ان جیسی شکل وصورت والے لوگ نہ دیکھے تھے پھر فرمایا میرا خیال ہے کہ شاید اب میں فرض نماز کا وقت نہ پاسکوں اور واقعی وہ نماز کا وقت آنے سے پہلے ہی وفات پا گئیں۔

حضرت معاذہ بنت عبداللہ نے ۸۳ھ کو وفات پائی۔ اس طرح تابعیات' صالحات' قانتات' عابدات میں سے ایک جلیل القدر خاتون کی سیرت کا صفحہ اب لپیٹا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔ تاریخ نے ان کی سیرت کو لپیٹا نہیں بلکہ ان کے فضائل و مناقب کو اکناف عالم میں نشر کیا ہے تاکہ خواتین کے لیے ایک نمونہ ہو۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ حضرت معاذہ عدویہ پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے' انہیں جہنم کے عذاب سے بچائے' انہیں جزائے خیر عطا کرے اور انہیں صالحین کے زمرے میں شامل کرے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سچ فرمایا:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ﴾ (سورۂ رحمن: ٤٦)

''جو اپنے رب کے آگے کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔''

حضرت معاذہ بنت عبداللہ کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ سیر اعلام النبلاء: ٤/ ٥٠٩
۲۔ الاعلام: ٧/ ٢٥٩
۳۔ مصارع العشاق: ١/ ٢٠٩
٤۔ الطبقات: ٧/ ١٣٧
٥۔ البدایه والنهایه: ٩/ ١٨
٦۔ المعرفة والتاریخ: ٢/ ٧٩
۷۔ صفة الصفوة: ٣/ ١٤٤، ١٤٥
۸۔ ربیع الابرار: ٥/ ٢٨٥
۹۔ تقریب التهذیب: ١/ ٨٩

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت نائلہ بنت فرافصہ رحمہا اللہ تعالیٰ

امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ جو کہ شاعرہ' فصاحت و بلاغت سے آراستہ' بلند پایہ خطیبہ' وفا شعار بیوی اور مستجاب الدعا جلیل القدر خاتون تھیں۔

دیہات سے مدینہ منورہ کی جانب:

آغاز اسلام میں اس خاتون کی شہرت عام نہ ہوئی تھی یہ صرف اپنے رشتہ داروں میں جانی پہچانی جاتی تھیں' یہ کوفہ کے قریب سماوہ نامی بستی میں رہائش پذیر تھیں' اس جلیل القدر خاتون کی شہرت عام کا چرچا اس وقت ہوا جب وہ امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئی۔

سماوہ بستی سے مدینہ منورہ وہ کیسے پہنچیں یہ دلچسپ داستان ابن عساکر اور دیگر قابل اعتماد مؤرخین کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت سعید بن عاص اموی امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفے کے گورنر تھے' انہوں نے قبیلہ بنو کلب کی ایک خاتون ہند بنت فرافصہ کے ساتھ شادی کر لی' یہ خبر امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تک پہنچی' حضرت عثمانؓ یہ بات بخوبی جانتے تھے کہ حضرت سعید بن عاصؓ بڑے دور اندیش، دانشور اور صاحب رائے ہیں عمدہ چیزوں کے انتخاب میں انہیں بڑی مہارت حاصل ہے' انہوں نے جس خاندان میں شادی کی ہے یقیناً یہ اچھا انتخاب ہوگا لہٰذا انھوں نے اپنے گورنر کی طرف یہ خط لکھا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا دش بخیر! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے قبیلہ بنو کلب کی کسی خاتون کے ساتھ شادی کی ہے' مجھے اس خاندان کے بارے میں تفصیلات سے ضرور آگاہ کریں۔

حضرت سعید بن عاصؓ نے مختصر الفاظ میں خط کا جواب دیا کہ میں نے فرافصہ بن احوص کی دختر سے شادی کی ہے جو واقعی حسن و جمال کی پیکر ہے' دراز قد بھی اور سفید رنگ بھی۔ والسلام۔

یہ خط پہنچا تو حضرت عثمانؓ سمجھ گئے کہ اس قبیلے کے لوگ واقعی بہت سی خوبیوں کے مالک پیکر ہوتے ہیں۔ آپ نے خط لکھا کہ دیکھئے ان سے بات کریں کہ اگر گھر والوں کو پسند ہو تو اپنی دوسری بیٹی کی شادی مجھ سے کر دیں۔

حضرت سعید بن عاصؓ نے اپنے سسر فرافصہ سے اس موضوع پر بات کی' امیر المؤمنین کا پیغام اس تک پہنچایا' اس نے اس پیشکش کو بخوشی قبول کرتے ہوئے اپنے بیٹے ضب سے کہا: ''آپ اپنی ہمشیرہ نائلہ کی شادی امیر المؤمنین سے کریں کیونکہ تم ان کے دین کو اپنا چکے ہو۔ صورت حال یہ تھی کہ نائلہ کا والد ابھی تک نصرانی تھا اس کا بیٹا ضب مسلمان ہو چکا تھا' بیٹے نے بخوشی اپنی ہمشیرہ کا ولی بنتے ہوئے اس کا نکاح حضرت عثمان سے کیا اور انہیں مدینہ منورہ پہنچانے کے لیے خود ان کے ساتھ روانہ ہوا تاکہ اسے امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفانؓ تک پہنچا آئے۔

نائلہ اور اس کے والد کی نصیحت:

لڑکی کے والدین اسے خاوند کے گھر رخصت کرتے وقت حکمت و دانش بھری نصیحتیں ضرور کیا کرتے تھے۔ فرافصہ نے بھی اپنی بیٹی کی رخصتی کے وقت جو نصیحتیں کیں تاریخی کتابوں میں وہ سنہری حروف کی مانند چمکتی ہیں اس نے کہا:

میری پیاری بیٹی! تم قریشی خواتین کے ہاں جا رہی ہو، وہ خوشبو کا بہت استعمال کرتی ہیں۔ دو باتوں کا خیال رکھنا ''سرمہ اور پانی کے استعمال کو نہ بھولنا۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آنکھوں میں سرمہ لگائے رکھنا اور غسل کا باقاعدگی سے اہتمام کرنا۔ دیکھنا پانی سے بڑھ کر جسم کو صاف ستھرا بنانے والی اور کوئی چیز نہیں۔

نائلہ نے اپنے والد کی نصیحت کو پلے باندھ لیا اور وہ اپنی جسمانی نظافت کا بہت زیادہ خیال کیا کرتی تھیں۔ وہ بڑی ہی عقلمند اور ہونہار بچی تھیں جب وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں تو ان کے حسن و جمال' ادب و احترام اور فصاحت و بلاغت نے انہیں اپنا گرویدہ بنا لیا حضرت عثمانؓ نے اس کے لیے برکت کی دعا کی' یہ انہیں اپنی تمام بیگمات میں سے زیادہ پسند تھیں۔ ان کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی جس کا نام مریم بنت عثمان رکھا گیا۔

حضرت عثمان بن عفانؓ نے اپنی بیوی نائلہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا: میں نے نائلہ کو اپنی تمام بیگمات میں زیادہ عقلمند، سلیقہ شعار، وفادار پایا۔ اس نے تو میرے اعصاب کو بھی اپنی گرفت میں لے رکھا ہے اور میری عقل و دانش پر وہ حاوی دکھائی دیتی ہے۔

اس طرح نائلہ کو حضرت عثمان بن عفانؓ کے ہاں بڑا ہی بلند مرتبہ و مقام حاصل تھا' انہیں اپنی اس بیگم کی خوبیاں بہت زیادہ پسند تھیں جو دوسری بیگمات میں اتنی وافر مقدار میں دکھائی نہیں دیتی تھیں۔ یہ بات لوگوں کو بھی معلوم ہوگئی تھی کہ نائلہ حضرت عثمانؓ کو اپنی دیگر بیگمات سے زیادہ پسند ہے۔ علامہ محمد بن سعد نے اپنی کتاب ''الطبقات'' اور علامہ بلاذری نے اپنی کتاب ''انساب الاشراف'' میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بسا اوقات قیمتی لباس زیب تن کرتے جو ایک سو یا دو سو درہم کی مالیت کا ہوتا اور فرماتے میں نے یہ لباس نائلہ کی خوشی کو پیش نظر رکھتے ہوئے پہنا ہے۔ صحابہ کرام اپنی بیگمات کو اچھا عمدہ لباس مہیا کرنے میں بالعموم وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرتے۔

۲۸ھ میں نائلہ حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں اور اسی وقت سے ان کی شہرت کو چار چاند لگے اور خواتین میں ان کی شہرت کا

3

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چرچا عام ہوا' دراصل نائلہ کی تاریخ کا آغاز شادی سے ہوا۔

وفا شعاری' ہمدردی' غمگساری اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے حضرت نائلہ تاریخ کے سنہری صفحات میں بڑے اعلیٰ' ارفع اور اہم مقام و مرتبہ پر فائز دکھائی دیتی ہیں' یہ بڑی جلیل القدر اور عظیم المرتبت تابعی خاتون تھیں۔

ہونہار شاگردہ:

جب سے نائلہ مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہوئیں' ان کا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنا جانا شروع ہوا اور ان سے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی' اپنے عظیم المرتبت شوہر سے بھی احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

نائلہؒ سے نعمان بن بشیر انصاری اور ام ہلال بنت وکیع نے حدیث بیان کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت نائلہؒ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں نماز پڑھاتیں' آپ بحیثیت امام ہماری صف کے درمیان کھڑی ہوتیں۔

حضرت نائلہؒ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ ایک دیانتدار' وفا شعار' خیر خواہ بیوی کی حیثیت میں زندگی بسر کی۔ حضرت عثمانؓ کے ساتھ اخلاص سے پیش آنا اور ہر بات میں ان کی ہاں میں ہاں ملانا ان کا دلی شوق تھا جس کی وجہ سے حضرت عثمانؓ نے بھی انہیں اپنے دل میں بڑی اہم حیثیت دے رکھی تھی' ہمیشہ اس کی یاد دل میں سمائی رہتی۔ یہ ان خواتین میں سے تھیں کہ زمانہ جن کی باتوں اور مقام و مرتبہ سے آشنا ہوا اور جن کی تعریف سے لوگ رطب اللسان ہوئے۔

نائلہ حضرت عثمانؓ پہ فدا ہوتی ہے:

۳۵ھ کو فتنے کے دن حضرت نائلہ نے ایسا طرز عمل اختیار کیا جو ان کے ایثار و قربانی' وفاداری اور بہادری پر دلالت کرتا تھا۔ جب مدینہ منورہ میں ہنگامہ آرائی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے دیوار پھلانگ کر حضرت عثمانؓ کے گھر آ گئے' تلواریں لے کر ان کی طرف آگے بڑھے' حضرت نائلہ اپنے عظیم شوہر کو بچانے کے لیے انکے ساتھ لپٹ گئی۔ ایک کمبخت نے تلوار کا وار کیا جس سے حضرت عثمانؓ کا ہاتھ زخمی ہو گیا اسے دیکھ کر فرمانے لگے یہ وہ پہلا ہاتھ ہے جس نے قرآن حکیم لکھنے کی سعادت حاصل کی' ہاتھ سے نکلنے والے خون کا پہلا قطرہ اس آیت کریمہ پر گرا:

﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾(البقرہ: ۱۳۷)

حملہ آوروں میں سے ایک دوسرا شخص برہنہ شمشیر لیے ہوئے آگے بڑھا۔ نائلہ اسے روکنے کے لیے سامنے آئیں اور اس کی تیز تلوار کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا' اس ناہنجار نے تلوار کو جھٹکا دیا جس سے نائلہ کی انگلیاں کٹ گئیں اور وہ ہاتھ سے جدا ہو گئیں۔ پھر اس کمبخت نے حضرت عثمانؓ پر تلوار کا ایک زوردار وار کیا جس سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جام شہادت نوش کر گئے۔ ہائے رے! یہ مظلومانہ شہادت۔ یہ اندوہناک واقعہ جمعہ کے دن صبح کے وقت رونما ہوا' دن بھر آپ کے جسد اطہر کو دہشت گردوں کے شور و غوغا کی بنا پر دفن نہ کیا جا سکا۔ نائلہؓ نے اپنے عظیم المرتبت خاوند کی مظلومانہ شہادت پر جی بھر کے آنسو بہائے' انہوں نے دفن اور نماز جنازہ میں شرکت کے لیے اصرار کیا' تاریخ میں یہ مرقوم ہے کہ جس رات حضرت عثمانؓ کو دفن کیا گیا یہ چراغ لے کر باہر نکلیں اور غم کے مارے ہائے عثمان! ہائے امیر المؤمنین کے الفاظ نکل رہے تھے۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ نے ان سے کہا: چراغ بجھا دیں آپ دیکھ نہیں رہیں کہ دروازے پر فتنہ پردازوں نے شور مچا رکھا ہے تو انہوں نے چراغ گل کر دیا۔ پھر حضرت عثمانؓ کی میت کو بقیع الغرقد میں لایا گیا' حضرت جبیر بن مطعمؓ نے نماز جنازہ پڑھائی' ان کے پیچھے حکیم بن حزام' ابوجہم بن حذیفہ' نیار بن مکرم اور دیگر چند صحابہ جنازے میں شریک ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کی دو بیویاں نائلہ اور ام البنین بنت عیینہ بن حصن بھی اضطراری حالت میں شریک ہوئیں' انہوں نے قبر میں اترنے والوں کو لحد بنانے اور اس میں اتارنے کی رہنمائی کی' دفن کرنے کے بعد قبر کو بے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نشان کر دیا اور وہاں سے چلے گئے۔

وفا شعاری کے چند محاسن:

نائلہ کی خوشگوار زندگی کی تاریخ میں ان کی وفا شعاری کا بہت بڑا عمل دخل ہے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد بھی یہ اپنی وفاداری کو بروئے کار لاتی رہیں اور اس کی وفا شعاری کی بہت عمدہ مثالیں منظر عام پر آتی رہیں۔ اسلام نے بیوہ کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنے خاوند کی وفات کے بعد چار ماہ دس دن عدت گزارے' اس دوران وہ زیب و زینت سے پرہیز کرے' اپنے خاوند کے گھر کو چھوڑ کر کہیں نہ جائے' نہ اپنے والدین کے گھر اور نہ ہی کسی دوسرے رشتہ دار کے گھر۔

نائلہ نے اپنے عظیم شوہر حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد بھی وفاداری کی قابل رشک مثال قائم کی' اپنے والدین' بھائی اور جملہ رشتہ داروں سے زیادہ ان کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دیا' ان کی یہ خوبیاں ہر علاقے اور ہر جگہ لوگوں میں قابل رشک انداز میں بیان کی جاتی تھیں۔ جس رات حضرت عثمانؓ کو قتل کیا گیا اس وقت بھی حضرت نائلہ نے آہیں بھرتے ہوئے یوں کہا تھا۔ ''کم بختو! ظالمو! تم نے آج ایک ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو رات بھر قرآن حکیم کی تلاوت میں مصروف رہا کرتا تھا۔''

تاریخ میں بہت سی خواتین ایسی بھی گزری ہیں کہ جنھوں نے اپنے خاوند کی وفات کے بعد کسی دوسرے کے ساتھ شادی کرنے سے گریز کیا اور اپنی زندگی یونہی اپنے پہلے خاوند کی یاد میں گزار دی۔ نائلہ بنت فرافصہ بھی انہی خواتین میں سے تھیں بلکہ ان کا نام وفا شعاری کے حوالے سے سرفہرست لیا جاتا ہے۔

مقبول دعا:

مستند تاریخ کی کتابوں میں نائلہؓ کی ایک کرامت کا تذکرہ ملتا ہے یہ کرامت ان کی صداقت اور حضرت عثمانؓ کی برکت پر دلالت کرتی ہے۔ ابن عساکر اپنے ایک شیخ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے حوالے سے بیان کرتے ہیں جس کا تعلق قبیلہ بنو راسب کے ساتھ تھا کہ میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا وہاں ایک اندھا شخص طواف کرتے ہوئے یہ دعا کر رہا تھا ''الٰہی! مجھے بخش دے لیکن میرا خیال ہے کہ تو مجھے بخشے گا نہیں۔ میں نے کہا: ارے تو اللہ سے ڈرتا نہیں؟

اس نے کہا: میری کہانی بڑی ہی عجیب وغریب ہے میں اور میرے ایک ساتھی نے یہ قسم کھا رکھی تھی کہ ہم دونوں حضرت عثمانؓ کے چہرے پر اس وقت تھپڑ ماریں گے جب اسے قتل کر دیا جائے گا۔ قتل کے روز جب ہم گھر میں داخل ہوئے حضرت عثمان کا سر اس کی بیوی نائلہ بنت فرافصہ کی گود میں تھا۔ میرے ساتھی نے حضرت نائلہ سے کہا: حضرت عثمان کے چہرے سے کپڑا ہٹاؤ۔ اس نے کہا: کیوں؟ ساتھی نے کہا میں نے اس کے چہرے پر تھپڑ رسید کرنے کی نیت کی ہوئی ہے۔ نائلہ نے کہا جانتے ہو یہ وہ ہستی ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت دے رکھی ہے' وہ یہ بات سن کر شرمندہ ہوا اور واپس چلا گیا۔ میں نے کہا: اس کے چہرے سے کپڑا ہٹاؤ نائلہ نے مجھے بھی وہی کچھ کہا جو میرے ساتھی سے کہا تھا لیکن میں اپنے ارادے سے باز نہ آیا اور حضرت عثمانؓ کے چہرے پر تھپڑ رسید کر دیا۔

نائلہ نے یہ منظر دیکھتے ہی مجھے کہا: تیرا ستیاناس ہو' اللہ تیرا ہاتھ خشک کر دے' تو اندھا ہو جائے۔ وہ شخص بیان کرتا ہے کہ ان کے گھر کے دروازے سے ابھی نکلا ہی تھا کہ میرا وہ ہاتھ فوراً سوکھ گیا جس سے میں نے تھپڑ مارا تھا اور اسی وقت میری نظر جاتی رہی اور میں اندھا ہو گیا' اسی لیے میرا خیال ہے کہ اللہ مجھے میرا گناہ بخشے گا نہیں۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے اس شخص کا ہاتھ دیکھا وہ لکڑی کی مانند سوکھا ہوا تھا۔ اس طرح نائلہ کی دعا قبول ہوئی جیسے اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل ہی نہ ہو۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس صبر کرنے والی جلیل القدر خاتون کو حق کی راہ پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائی اور جس شخص نے ان کے عظیم المرتبت خاوند پر ظلم کیا اس کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خلاف دعا کو فوراً شرف قبولیت عطا کیا۔

فصاحت و بلاغت کی جھلکیاں:

اس میں کوئی شک نہیں نائلہ بنت فرافصہ تمام خواتین میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ، ذہین و فطین اور بلند اخلاق تھیں ان کی پرورش خالص ترین فصاحت و بلاغت کے ماحول میں ہوئی پھر انہوں نے فصاحت و بلاغت کے حوالے سے دنیا بھر میں مشہور و معروف سردار خاندان قریش میں زندگی بسر کی۔ یاد رہے کہ خود حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بڑے فصیح و بلیغ تھے، ان کو یہ فصاحت و بلاغت قرآن حکیم کے فیض سے اور نبی اقدس ﷺ کی سنت مطہرہ کے جمال سے میسر آئی۔

حضرت نائلہؒ نے اپنی کٹی ہوئی انگلیوں سے جو خط امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا اس سے ان کی فصاحت و بلاغت کا پتہ چلتا ہے۔ اس خط کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وہ قمیص بھی روانہ کی، جو شہادت کے وقت آپ نے پہنی ہوئی تھی اور وہ خون سے لت پت تھی۔

حضرت نائلہؒ نے یہ خط لکھا:

من نائله بنت الفرافصة الى معاوية بن أبى سفيان:

اما بعد!

فانى اذكركم بالله الذى انعم عليكم، وعلمكم الاسلام وهداكم من الضلالة، وانقذكم من الكفر، ونصركم على العدو واسبغ عليكم نعمه ظاهرة و باطنة وانشدكم الله و اذكركم حقه وحق خليفته الذى لم تنصروه و بعزمة الله عليكم فانه قال: وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ۔(سورة الحجرات:۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نائلہ بنت فرافصہ کی جانب سے معاویہ بن ابی سفیانؓ کی طرف

اما بعد!

میں تمہیں اس اللہ کا واسطہ دے کر یاد دہانی کراتی ہوں جس نے تم پر اپنی نعمتیں نچھاور کیں، تمہیں اسلام کی تعلیم دی، تمہیں گمراہی سے ہدایت کی طرف نکالا، تمہیں کفر سے بچایا، دشمن پر غلبہ عطا کیا، تم پر ظاہری اور باطنی اعتبار سے اپنی نعمتیں مکمل کیں، میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتی ہوں، اس کا حق یاد دلاتی ہوں اور اس کے خلیفے کا حق یاد دلاتی ہوں، جس کی تم نے کوئی مدد نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو پیش نظر رکھو، اس نے ارشاد فرمایا:

''اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان دونوں کی صلح کراؤ اور اگر ایک دوسرے پر زیادتی کا مرتکب ہو تو اس کے خلاف لڑو جس نے زیادتی کی یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔''

اس کے بعد نائلہ نے یہ تحریر کیا کہ امیر المومنین کے خلاف بغاوت ہوئی، تم تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وارث ہو یہ تو ہر مسلمان کا فرض بنتا تھا کہ ان کی مدد کو آگے بڑھتا، وہ امیر المؤمنین تھے، امام المسلمین تھے، تم اس حقیقت سے آگاہ بھی ہو کہ انہیں اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سبقت کی سعادت حاصل ہوئی۔ وہ آزمائشوں میں پورے اترے، اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تعمیل کی، اس کی کتاب قرآن حکیم کو سچ مانا، اللہ کے رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی اتباع کو لازم پکڑا، اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں خوب جانتا ہے جس نے اسے منتخب کیا اور اسے دنیا و آخرت کا شرف عطا کیا۔ اس کے بعد حضرت نائلہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل کا المناک منظر نہایت ہی رقت انگیز انداز میں بیان کیا۔

حضرت نائلہ بنت فرافصہ عمدہ تحریر کے ساتھ ساتھ میدان خطابت میں بھی فصاحت و بلاغت کے جوہر دکھلانے کی بھرپور صلاحیت رکھتی تھیں۔ یہ اس قدر مؤثر گفتگو کرتیں کہ سننے والے دم بخود رہ جاتے۔ ان کی گفتگو موقع کی مناسبت سے ہوتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جس کا دلوں پر بڑا ہی گہرا اثر مرتب ہوتا۔ برجستہ خطاب پر انہیں کامل قدرت حاصل تھی۔ اسلوب کلام ایسا ولولہ انگیز ہوتا کہ سننے والوں کے خیالات میں ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے بعد یہ مسجد نبوی میں تشریف لے گئیں ان کے ساتھ کثیر تعداد میں خواتین بھی تھیں۔ قبلہ رخ ہو کر کھڑی ہوئیں' ایک خاتون نے ان کے اور لوگوں کے درمیان پردہ لٹکا دیا لوگ وہاں بیٹھے رہے' انہوں نے حمد و صلوٰۃ کے بعد کہا:

"عثمان ذوالنورين قتل مظلوما بينكم بعد الاعتزار وان اعطاكم العتبىٰ معاشر الطائفة المومنة واهل الملة لا تستنكروا مقامى ولا تستكثروا كلامى فانى حرّى عبرى رزئت جليلاً وتنوقت ثكلاً من عثمان بن عفان ثالث الاركان من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الفضل عند تراجع الناس فى الشورىٰ يوم الارشاد۔۔۔"

''تمہارے سامنے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اعتذار کے بعد ظلم و ستم کے ساتھ قتل کر دیئے گئے۔ اے اہل ملت! اے طائفہ مومنہ کے لوگو! کیا انہوں نے تمہیں کوئی گزند پہنچائی ہے؟ میرے یہاں کھڑے ہونے کو عجیب و غریب نہ سمجھو اور میرے کلام کو زائد از ضرورت خیال نہ کرو۔ میں نشان عبرت ایک وہ آزاد عورت ہوں جسے بہت زیادہ تکلیف دی گئی' جسے عثمان کے گم ہونے اور داغ مفارقت کا غم لاحق ہوا ہے جو مجلس شوریٰ میں فضل و شرف اور عظمت و وقار کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ میں سے تیسرے نمبر پر تھے۔''

اس موقع پر انہوں نے بڑی لمبی تقریر کی' آخر میں انہوں نے یہ کہا:

"يا هولاء انكم فى فتنة عمياء، صماء، طباق السماء۔۔۔ فلهوات الشر فاغرة وآيات السوء كاشرة۔۔۔ ولئن نكرتم امر عثمان لتفكرن غيرذالك من عبره حين لا ينفعكم عقاب ولا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یسمع منکم استعتاب"

''لوگو! ایک ایسے اندھے اور بہرے فتنے کا شکار ہوئے جس نے آسمان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ شر کا کھیل منہ کھولے ہوئے اور برائی کی نشانیاں دانت نکالے کھڑی ہیں اگر تم عثمان کی بات کا انکار کرو گے تو کوئی اور تمہاری بات ماننے سے انکار کر دے گا نہ تمہیں کوئی سزا فائدہ دے گی اور نہ ہی تم سے کوئی معذرت سنی جائے گی۔''

پھر نائلہ نے نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی طرف منہ کر کے کہا: الٰہی گواہ رہنا۔ پھر وہ روتی ہوئیں اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتی ہوئیں واپس چلی گئیں۔

لوگ بھی غمزدہ ہو کر اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے' وہ نائلہؒ کے خطاب سے بہت متاثر ہوئے اور اس مصیبت پر غمگین و پریشان ہوئے۔

نائلہ اور اشعار کی جھلکیاں:

نائلہ جہاں فصاحت و بلاغت اور فن خطابت میں مہارت رکھتی تھیں وہاں شعر گوئی میں بھی انہیں بڑا بلند مقام حاصل تھا' انہوں نے وجدانیات' احساسات اور مرثیہ گوئی میں لطیف اشعار کا بڑا اہم ذخیرہ ورثہ میں چھوڑا ہے۔ ان کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں جو انہوں نے اپنے بابل کے گھر کو داغ مفارقت دیتے ہوئے کہے تھے۔ وہ اپنے بھائی ضب بن فرافصہ کو مخاطب ہو کر کہتی ہیں جس نے اس کی شادی کی تمام ذمہ داریوں کو بڑے عمدہ انداز میں سرانجام دیا اور پھر انہیں مدینہ منورہ حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچانے کے لیے خود ان کے ساتھ گیا۔ کہتی ہیں:

الست تری یا ضب بالله اننی
مصاحبة نحو المدينه ارکبا
اذا قطعوا حزنا تحث رکابهم
کما زعزعت ریح یراعاً مثقباً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لقد كان في فتيان حصن بن ضمضم
وجدك ما يغني الخبار المحجبا
ابى الله الا ان تكوني غريبة
بيثرب لا تلقين اما ولا ابا

''اے میرے بھائی ضب! کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ بخدا میں تیرے ساتھ سوار ہو کر مدینہ منورہ کی طرف جا رہی ہوں۔

جب وہ سخت زمین عبور کرتے ہیں تو ان کی سواریاں زیادہ تیز چلتی ہیں جس طرح کہ تیز آندھی سوراخ دار تنکوں کو حرکت میں لاتی ہے۔

نوجوانوں میں حصن بن ضمضم بھی تھا اور تیرے دادے کا عالم یہ تھا کہ اسے ایک ڈھانپنے والی چادر کفایت نہیں کر رہی تھی یعنی اس کا قد سب ساتھیوں سے زیادہ لمبا تھا۔

اللہ کی شان ہے کہ تو یثرب میں اجنبی بن کر رہے اور اپنے ماں باپ کو بھی نہ مل سکے۔''

اپنے خاوند حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غم میں کیا عمدہ شعر کہے:

الا ان خير الناس بعد ثلاثة
قتيل التجيبى الذى جاء من مصر
ومالى لا ابكى و تبكى قرابتى
وقد غيبت عنا فضول ابى عمرو

''سنو! تین اشخاص کے بعد لوگوں میں سب سے زیادہ بہتر اس تجیبی کے ہاتھوں قتل ہونے والا ہے جو اس مقصد کے لیے مصر سے آیا۔

آخر میں کیوں نہ آنسو بہاؤں جبکہ میرے رشتہ دار روتے اور آنسو بہاتے ہیں ہم سے تو ابو عمرو کی آسودگی بھی چھین لی گئی۔''

نائلہؒ نے دل کی گہرائیوں سے بہت ہی خوبصورت شعر کہے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد اس نے نبی کریم ﷺ کی قبر کے پاس کھڑی ہو کر یہ شعر کہے:۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایا قبر النبی وصاحبیه

عن یری ان شکوت ضیاع ثوبی

فانی لاسبیل فتنفعونی

ولا ایدیکم فی منع حوبی

''اے نبی اور اس کے دو ساتھیوں کی قبر! اگر میں اپنے کپڑوں کے ضیاع کا شکوہ کروں تو مجھے معذور سمجھنا۔

کوئی راستہ نہیں کہ تم مجھے فائدہ دے سکو اور نہ ہی میرے غم کا مداوا تمہارے بس میں ہے۔''

نائلہ بنت فرافصہ کو وفاداری کے حوالے سے ضرب المثل کے طور پر بیان کیا جاتا تھا ہر کوئی یہ کہتا ہوا سنائی دیتا ہے کہ وفاداری ہو تو نائلہ جیسی۔ وہ بڑی دانشور بہادر دانا، فصیح و بلیغ خاتون تھیں۔

ہم نے حضرت نائلہ کی سیرت کو بڑی دلچسپی اور دل لگی سے سنا اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے، انہیں ثواب جزیل عطا فرمائے، ان کی مراد پوری کرے اور انہیں حضرت عثمان بن عفانؓ کا جنت میں ساتھ نصیب فرمائے۔ بلاشبہ وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

حضرت نائلہ کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ تاریخ دمشق: ٤٠٦

۲۔ شاعرات العرب: ٤٤٠

۳۔ تقریب التهذیب: ١٦٩/٢

٤۔ الاعلام: ١٥٤/٦

٥۔ الکامل: ٢٧٧/٣

٦۔ تاریخ اسلام للذهبی: ٤٨١/٣

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۷۔ البدایہ والنهایه: ۱۹۷/۷

۸۔ الطبقات: ٤٨٣/٨

۹۔ عیون الاخبار: ٤٦/٤، ٤٧

۱۰۔الأغاني: ٦٧/١٥

۱۱۔ربیع الابرار زمخشری: ٢٩٢/٥

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ بنت سعد رحمہا اللہ تعالیٰ

علامہ العجلی کہتے ہیں کہ:

''عائشہ بنت سعد مدنیہ' ثقہ' تابعیہ تھیں' ان کے والد گرامی قدر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے حدیث نبوی کو روایت کرنے کی سعادت حاصل کی اور انہوں نے علمی شغف کا ثبوت دیتے ہوئے چھ ازواج مطہرات سے علمی وروحانی فیض حاصل کیا۔

ابتدائی کلمات:

بلاشبہ خواتین نے حدیث رسولﷺ کی نشرواشاعت کے لیے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ نبی کریم ﷺ کی مجالس صرف مردوں کے لیے ہی نہیں تھیں بلکہ ان پاکیزہ مجالس میں عورتیں بھی حاضر ہوتیں اور آپ کے فرامین کو غور سے سنتیں۔ خصوصاً عید کے موقع پر تمام مسلم خواتین عیدگاہ میں حاضر ہوتیں اور نبی کریم ﷺ کے مواعظ حسنہ سے مستفیض ہوتیں۔

نبی کریم ﷺ کی مجلسوں میں چونکہ زیادہ تر مرد شریک ہوتے اس لیے ایک روز عورتوں کا وفد آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ سے مطالبہ کیا کہ ایک دن عورتوں کے لیے خاص کر دیا جائے اس میں آپ عورتوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کریں اوران کے سوالات کا جواب دیا کریں۔

ازواج مطہرات نے مومن عورتوں میں دینی احکام کی تبلیغ اور سنتوں کی نشر و اشاعت میں بڑا اہم کردار ادا کیا' ان سب میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ممتاز دکھائی دیتی ہیں۔ وہ بڑی ذہین وفطین اور فہم وفراست والی تھیں' بلاشبہ تمام ازواج

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مطہرات علم دین کی اشاعت کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شریک سفر تھیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان سب کو اپنے گھروں میں امن وسکون سے رہنے اور قرآن وسنت کو زیر مطالعہ رکھنے کا حکم دیا ہے جس طرح کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَآتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْراً وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ آیَاتِ اللّٰهِ وَالْحِکْمَةِ﴾ (الاحزاب ۳۳، ۳٤)

''اپنے گھروں میں ٹھہری رہا کرو اور جاہلیت کے زمانہ اولیٰ کی طرح زیب و زینت کا اظہار نہ کیا کرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ ورسول کی اطاعت کرو۔ اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تم سے پلیدگی کو دور کر دینا چاہتا ہے اور تمہیں خوب اچھی طرح پاک کر دینا چاہتا ہے اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت کی باتیں تلاوت کی جاتی ہیں۔''

اس لیے امہات المؤمنین کا سنت کی نشر واشاعت کے لیے بڑا اہم اور موثر کردار ہے۔ اگر وہ نہ ہوتیں تو بہت سے شرعی احکام ضائع ہو جاتے، خاص طور پر جن احکام کا تعلق گھریلو زندگی سے ہے لامحالہ ان احکام کو صحیح انداز میں امہات المؤمنین ہی بیان کر سکتی تھیں کیونکہ وہی ان خانگی حالات کی چشم دید گواہ تھیں۔

امہات المؤمنین کی بہت سی لائق فائق شاگرد خواتین بھی تھیں۔ جنھوں نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ان خوش نصیب خواتین میں ایک جلیل القدر تابعی خاتون عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص الزہریہ المدنیہ تھیں جو علم وفضل، امانت ودیانت، روایت ودرایت میں ممتاز مقام پر فائز تھیں۔

علمی اٹھان:

عائشہ بنت سعد بن ابی وقاصؓ سیدنا عثمان بن عفانؓ کے دور خلافت کے آخری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایام میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئیں۔ مدینہ منورہ ان دنوں صحابہ کرام' علمائے عظام' حدیث اور محدثین کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ان میں سرفہرست ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

عائشہ بنت سعد کی بچپن سے ہی علمی ماحول میں نشوونما ہوئی' یہ اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کے سامنے پروان چڑھیں جو ان خوش نصیب صحابہ کرام میں سے تھے جنہیں زندگی میں جنت کی بشارت ملی' جسے پہلے مرحلے میں ہی اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی' جو غزوۂ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے' جو چھ اہل شوریٰ میں سے ایک تھے' جن کے فضائل بہت زیادہ ہیں۔ اس کی بیٹی حضرت عائشہؓ اس بات پر فخر کیا کرتی تھی اور برملا یہ فرمایا کرتیں:

''میں اس مہاجر کی بیٹی ہوں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد میں فرمایا تھا'' اے سعد! تیر چلاؤ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔''

ان فضائل ومناقب کے پہلو بہ پہلو' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے ۲۷۰ احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ عائشہؓ نے سب سے پہلے اپنے والد حضرت سعد سے حدیث روایت کی۔ علاوہ ازیں ازواج مطہرات سے بھی حدیث بیان کی' حضرت ایوب السختیانی نے حضرت عائشہ بنت سعدؓ سے حدیث روایت کی، فرماتی ہیں کہ میں نے چھ ازواج مطہرات سے علم حاصل کیا۔

حضرت عائشہ بنت سعد نے ام ذرہ المدنیہ سے حدیث روایت کی' یہ خاتون ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی کنیز تھی۔ حضرت عائشہ بنت سعد سے جعد بن عبدالرحمان' ایوب السختیانی' الحکم بن عتیبہ' ابوالزناد' مہاجر بن مسمار' عبیدہ بن نابل' مالک بن انس اور دیگر بہت سے علماء عظام نے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

کسی خاتون کی عظمت اور علمی مرتبہ ومقام کی بلندی کا اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے شاگردوں کی فہرست میں امام مالک بن انس جیسی جلیل القدر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہستی ہے۔ علم حدیث اور علم فقہ میں حضرت عائشہؓ بہت بلند مقام پر فائز تھیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ امام مالک نے عائشہ بنت سعد کے علاوہ کسی دوسری خاتون سے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔

عائشہ بنت سعدؒ حدیث کی ثقہ راویہ تھیں۔ علامہ عجلی اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

''عائشہ بنت سعد مدنیہ، تابعیہ اور ثقہ تھیں۔'' ابن حبان نے اس کا تذکرہ اپنی مشہور و معروف کتاب ''الثقات'' میں کیا ہے۔ اس سے امام بخاری نے بھی حدیث روایت کی ہے۔

مسجد نبوی میں عبادت گزاری اور نماز:

روایت حدیث اور علمی مصروفیات کے ساتھ ساتھ حضرت عائشہ بنت سعدؓ ان خواتین میں سے تھیں جنھوں نے اپنے آپ کو عبادت گزاری اور نماز کے لیے وقف کر رکھا تھا اور وہ بڑی پابندی سے تمام نمازیں مسجد نبوی میں ادا کیا کرتی تھیں اس لیے کہ جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی انفرادی نماز سے کہیں افضل ہے۔ اکثر و بیشتر یہ بھی ہوا کہ وہ صبح اور عشاء کی نماز مسجد میں ادا کرتی تھیں اس کی دلیل یہ ہے کہ حبیب بن ابی مرزوق فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ منورہ میں دیکھا کہ ایک خاتون بہت سی خواتین کے ساتھ مسجد نبوی سے باہر تشریف لا رہی ہیں؟ یوں دکھائی دیتا ہے جیسے کوئی شمع روشن ہو' میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ مجھے یہ بتایا گیا کہ یہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی بیٹی حضرت عائشہ ہے۔

عائشہ اور اس کے باپ کی شخصیت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے اچانک سعد بن مالک تشریف لائے' یاد رہے کہ ابو وقاص کا نام مالک تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''یہ میرا ماموں ہے اس جیسا کسی کا ماموں ہو تو مجھے دکھلائے''

حضرت سعد کا یہ پاکیزہ نسب اور یہ مبارک رشتہ داری نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وھب بن عبد مناف الزھریہ کی جانب سے تھی' یہ ابو وقاص کے چچا کی بیٹی تھیں اسی لیے نبی کریم ﷺ حضرت سعدؓ کے لیے فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرے ماموں ہیں۔

اس مناسبت سے ہمیں یہ حق ہے کہ ہم حضرت عائشہ بنت سعد کے بارے میں کہیں کہ یہ جلیل القدر خاتون رسول اللہ ﷺ کے خالو کی بیٹی ہے بھلا یہ کتنا بڑا اشرف اور کتنی عظیم نسبت ہے! سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

حضرت عائشہؒ اپنے والد کی تعریف بڑے ہی شستہ انداز میں کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ ''میرے ابا جان مضبوط جسم، پھرتیلے، درمیانے قد، مضبوط پنجے اور گھنے بالوں والے تھے۔ اپنے بالوں کو خضاب لگایا کرتے تھے۔''

جب رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر حجاز کی طرف روانہ کیا مشرکین نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا' حضرت سعد نے اپنے تیر سے مدمقابل مشرکوں سے اپنے ساتھیوں کی حفاظت کی' یہ تاریخ اسلام کی پہلی لڑائی ہے۔ حضرت عائشہ بنت سعد کہتی ہیں کہ ان کے ابا جان نے یہ کہا:

الا هل اتی رسول الله انی
حمیت صحابتی بصدور نبلی
اذود بها عدوهم ذیادا
بکل حزونة وبکل سهل
فما یعتدّ رام من معد
بسهم رسول الله قبلی

''سنو! کیا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تمہیں یہ بات پہنچی ہے کہ میں نے اپنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیزوں کی نوک سے اپنے ساتھیوں کا دفاع کیا۔
میں ان نیزوں سے ان کے دشمنوں کو دھکیلتا رہا ہر مشکل اور آسانی کے وقت۔
مجھ سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں سے کسی نے اتنی تیروں کی بوچھاڑ
کسی دشمن پر نہ کی ہوگی جتنی میں نے کی۔''

حضرت عائشہ اپنے والد کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ ابا جان حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مکہ معظّمہ میں مجھے بخار ہو گیا' رسول اللہ ﷺ میرے پاس تیمارداری کے لیے تشریف لائے' میرے چہرے، سینہ اور پیٹ پر محبت بھرے انداز میں ہاتھ پھیرا اور فرمایا ''الٰہی سعد کو شفا عطا کر دے'' مجھے اپنے جگر میں نبی کریم ﷺ کے ہاتھ کی ٹھنڈک آج تک محسوس ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ نے اپنے والد کے اعمال' اموال' غزوات' تبلیغ دین' علم کی نشر و اشاعت کا تذکرہ بڑے ہی دلپذیر انداز میں کیا' وہاں ان کی وفات کا ذکر بھی بڑے ہی دلگیر انداز میں کیا۔ فرماتی ہیں:

''میرے ابا جان نے اپنے قصر عقیق میں وفات پائی جو مدینہ منورہ سے دس میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ ان کی میت کو لوگ اپنے کندھوں پر اٹھا کر مدینہ منورہ لائے۔ مدینے کے گورنر مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی اور یہ ۵۵ ھ کا واقعہ ہے۔ انھوں نے ورثے میں تقریباً اڑھائی لاکھ درہم کے اثاثے چھوڑے۔

امہات المؤمنین کے ساتھ:

حضرت عائشہ بنت سعدؒ کا ازواج مطہرات کے ساتھ بڑے گہرے روابط تھے۔ وہ ان کے پاس اکثر و بیشتر حاضری دیا کرتی تھیں۔ تمام ازواج مطہرات ان کے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آیا کرتی تھیں۔ ان کے لیے برکت کی دعا کیا کرتی تھیں۔ اس جلیل القدر خاتون نے بعض شرعی قواعد ہم تک منتقل کئے اور اسلامی احکام سے ہمیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

روشناس کرایا۔ علامہ محمد بن سعد اپنی کتاب میں حضرت عائشہ بنت سعد کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ:

''میں چھ ازواج مطہرات سے ملی ہوں' اکثر ان کے پاس حاضری دیا کرتی تھیں' میں نے ان میں سے کسی پر بھی سفید کپڑا نہیں دیکھا' میں جب ان کے پاس حاضر ہوتی تو میں نے قیمتی چوغے زیب تن کئے ہوتے، سونے کے ہار اور دیگر زیورات پہنے ہوتے، ازواج مطہرات نے میرے اس پہناوے پر کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا اور نہ ہی اسے معیوب تصور کیا۔

عائشہ بنت سعدؒ کے وضو کا تذکرہ کرتے ہوئے عبیدہ بنت نابل بیان کرتی ہیں کہ عائشہ بنت سعد نے دو چاندی کی انگوٹھیاں چھینگلی کے ساتھ والی دو انگلیوں میں پہن رکھی تھیں جب وہ وضو کرتیں تو دونوں انگوٹھیوں کو گھما لیا کرتی تھیں۔

حضرت عائشہ بنت سعدؒ نماز اور نوافل کی ادائیگی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلا کرتی تھیں۔

امام احمد بن حنبل نے عائشہ بنت سعد سے اور اس نے ام ذرہ کے حوالے سے بیان کیا' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو دیکھا وہ چاشت کی نماز پڑھا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں:

''میں نے ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کو چاشت کی نماز چار رکعت پڑھتے دیکھا ہے۔''

۱۱۷ھ میں عائشہ بنت سعد اپنے رب سے جا ملیں۔ انہوں نے نوے سال کی عمر پائی اور اپنی تمام عمر علم کی خدمت اور حدیث کی روایت میں گزاری۔ یہ مہاجرین کی بیٹیوں میں سے آخری نشانی تھیں۔ وہ اپنے بارے میں فرمایا کرتی تھیں کہ بخدا روئے زمین پر کسی مہاجر مرد یا مہاجر عورت کی میرے علاوہ کوئی بیٹی موجود نہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ بنت سعد پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے اور انہیں جنت الفردوس میں ہمیشہ کی خوشگوار زندگی عنایت کرے۔

حضرت عائشہ بنت سعد کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ مسند امام احمد بن حنبل: ۱۰۶/۶
۲۔ الکامل فی التاریخ: ۱۹۵/۵
۳۔ طبقات ابن سعد: ۱٤۲/۳
٤۔ سیر اعلام النبلاء: ۱۱۰/۱
۵۔ النسائی: ۲٤۱/٦
٦۔ البدایہ والنھایہ: ۷۸/۸
۷۔ المعرفۃ والتاریخ: ۱۹/۳
۸۔ تقریب التھذیب: ۲۲۳/۲
۹۔ الاعلام: ۲۵۷/۳
۱۰۔ شذرات الذھب: ۸۲/۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ام عاصم بنت عاصم رحمہا اللہ تعالیٰ

متقی، پرہیز گار، نیکی اور علم کی دلدادہ شریف الطبع، احسان کا رویہ رکھنے والی، حضرت عمر بن عبدالعزیز کی والدہ ماجدہ۔

عمرؓ کا رب ہمیں دیکھتا ہے:

آیئے ہم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ کی موسم سرما کی سدا بہار راتوں میں سے ایک خنک رات کا نظارہ کرتے ہیں۔

ایک پرسکون رات میں جبکہ اس رات نے اپنی تاریک چادر اوڑھ لی تھی، لوگ اپنے گھروں اور بستروں میں سخت سردی سے بچاؤ کی خاطر پناہ لے چکے تھے لیکن ان لوگوں میں ایک شخص ایسا تھا جسے ذمہ داری کے احساس نے بے چین کیا ہوا تھا، وہ مدینے کی ان گلیوں میں گشت کر رہا تھا جن میں سناٹا چھایا ہوا تھا، رات کی تاریکی اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں کے سوا وہاں کوئی اور چیز دکھائی نہیں دیتی تھی۔ وہ شخص اکیلا ہی رات کو گشت کرنے کے لیے اپنے گھر سے نکلتا کہ وہ دیکھے کہ کہیں وہاں کوئی ایسا مسافر نہ ہو جس کے رہنے کے لیے کوئی جگہ میسر نہ ہو یا کوئی بیمار درد سے کراہ رہا ہو یا کوئی بھوک سے تلملا رہا ہو۔ شاید رعایا میں سے کوئی فرد کسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہو جس کا اسے علم نہ ہو۔ دریائے فرات کے کنارے پر بھوک سے ڈگمگانے والی بکری کا وہ ذمہ دار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں بھی اس سے باز پرس کرے گا اور اس کا محاسبہ کرے گا ہاں ہاں وہ شخص امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھا۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ یہ تو ان کا معمول تھا!

اس تاریک رات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیر تک گشت کرتے رہے، جسم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھکاوٹ سے چکنا چور ہو گیا' قدرے ستانے کے لیے مدینہ منورہ کے ایک گوشے میں چھوٹے سے گھر کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگالی' آپ کا خیال یہ تھا کہ کچھ دیر آرام کے بعد مسجد نبوی جائیں گے۔ فجر طلوع ہونے ہی والی تھی' تاریکی کے لشکر روانگی کی تیاری کر رہے تھے تاکہ دن کی روشنی کے لیے جگہ چھوڑ دیں۔ ان لمحات میں اس چھوٹے گھر کے اندر سے دو عورتوں کے بولنے کی آواز کانوں سے ٹکرائی۔ ماں اور اس کی بیٹی آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔ بیٹی اپنی ماں سے جھگڑ رہی تھی اور دودھ میں پانی ملانے سے انکار کر رہی تھی۔ ماں کہہ رہی تھی کہ دودھ میں پانی ملا دو۔ دوشیزہ نے اپنی ماں سے کہا:

امیر المومنین نے دودھ میں پانی ملانے سے منع کیا ہے! اماں جان کیا کل آپ نے منادی نہیں سنی تھی؟

ماں نے کہا: بیٹا عمرؓ ہمیں دیکھ تو نہیں رہا ہے۔ وہ تو ہمارے بارے میں جانتے ہی نہیں کہ رات کے اس پچھلے پہر میں ہم کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟

بیٹی نے فوراً یہ جواب دیا: اماں جان اگر عمر (رضی اللہ عنہ) ہمیں نہیں دیکھ رہا عمرؓ کا رب تو ہمیں دیکھ رہا ہے' اللہ کی قسم میں یہ کام ہرگز نہیں کرونگی جس سے حضرت عمرؓ نے روک دیا ہے۔ اس دوشیزہ کی بات کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل پر بہت ہی خوشگوار اثر پڑا حضرت عمرؓ سچائی، ایمان، خشیت الٰہی اور مراقبہ نفس پر مشتمل دوشیزہ کا جواب سن کر انگشت بدنداں رہ گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جلدی جلدی مسجد نبوی پہنچے۔ صبح کی نماز پڑھائی پھر اپنے گھر تشریف لے گئے دوشیزہ کے یہ الفاظ مسلسل کانوں میں گونج رہے تھے کہ اگر عمرؓ ہمیں نہیں دیکھ رہا تو اس کا رب تو ہمیں دیکھ رہا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عاصم کو بلایا وہ شادی کے قابل ہو چکا تھا آپ نے اسے اس نیک دوشیزہ کے گھر بھیجا اور اسے باتیں سنا دیں جو آپ نے سن رکھی تھیں اور اسے اس لڑکی کی وہ ایمان افروز بات بھی سنا دی تھی جس نے حضرت عمر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ کو زیادہ متاثر کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: بیٹا تم وہاں جاؤ اور اس لڑکی سے شادی کرلو۔ وہ تیرے لیے بڑی بابرکت ثابت ہوگی' شاید وہ ایک ایسے بچے کو جنم دے جو سرزمین عرب کا سردار بنے اور اس کی یہاں حکمرانی ہو۔

عاصم بن عمرؓ نے اس تہی دست غریب لیکن بڑی پارسا دوشیزہ کے ساتھ شادی کرلی ان کا نام ام عمارہ بنت سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ ثقفی تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ قبیلہ بنو ہلال میں سے تھیں۔ ان کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام لیلیٰ رکھا گیا تھا اور اس کی کنیت ام عاصم رکھی' ان سطور میں اسی نیک بخت خاتون کا تعارف پیش کیا جارہا ہے۔ عاصم بن عمر کی ایک اور بیٹی تھی جس کا نام حفصہ تھا۔

ام عاصم کی پرورش:

ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب القرشیہ العدویہ نے بڑے پاکیزہ اور صاف ستھرے ماحول میں پرورش پائی۔ نیکی اور علم کی محبت میں پروان چڑھی' اپنے باپ عاصم سے علم حاصل کیا اور اسی سے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ان کا والد ان شخصیات میں سے تھا جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں جنم لیا ان کے والد بڑا نیک دل' عالم فاضل اور فصیح و بلیغ تھے۔ ام عاصم کو یہ سب خوبیاں ورثے میں ملیں۔

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے ۷۳ھ میں وفات پائی۔ ام عاصمؒ اپنے دور کی سب سے زیادہ بلند اخلاق اور معزز خاتون تھیں۔ ان کی والدہ ام عمارہ ثقفیہ جسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی بہو بنایا کسی بڑے خاندان کی چشم و چراغ نہیں تھیں آپ نے تو ان کا اپنے بیٹے کے لیے انتخاب محض اس ایمان افروز بات کی وجہ سے کیا جو اس نے اپنی والدہ سے کہی تھی۔ ان کا انتخاب صرف دین اسلام کی بنیاد پر کیا گیا:

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابی الاسلام لا اب لی سواہ
اذا افتخروا بقیس او تمیم

''میرا باپ اسلام ہے اس کے سوا میرا کوئی باپ نہیں جبکہ لوگ قیس اور تمیم قبائل پر فخر کرتے ہیں۔''

ام عاصم نے تمام تر خوبیاں اپنے والدین اور دادا جان حضرت عمر بن خطابؓ سے حاصل کی تھیں۔ ام عاصم ان منتخب بہترین اور جلیل القدر تابعی خواتین میں سے تھیں جن سے علم اور صداقت کا سبق لیا جاتا تھا۔

ام عاصمؒ سے ان کے بیٹے عمر بن عبدالعزیز نے حدیث روایت کی۔ ام عاصمؒ نے اپنے باپ عاصم اور اپنے دادا عمر بن خطابؓ سے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ان میں سے ایک روایت یہ ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((نعم الادام الخل)) (مسلم: کتاب الاشربة باب فضیلة الخل والتأدمه به)

''بہترین سالن سرکہ ہے۔''

پاکیزہ مال اور خوشگوار شادی:

نبی کریم ﷺ نے لوگوں کی معدنیات کے ساتھ مشابہت دیتے ہوئے انہیں خیر وشر اور عزت وکمینگی کی مختلف عادات کا حامل قرار دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

((الناس معادن فی الخیر و الشر فخیارھم فی الجاھلیة خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا)) (مسند الطیاسی: ۳۲٤)

''لوگ خیر وشر کے اعتبار سے معدنیات کی کانوں کی مانند ہیں جاہلیت میں بہتر لوگ اسلام میں بہتر ثابت ہوتے ہیں جبکہ وہ علم حاصل کر لیتے ہیں۔''

اس لیے نبی کریم ﷺ نے شادی میں رغبت رکھنے والے کو یہ تلقین کی کہ وہ اپنے لیے بیوی کا انتخاب کرتے وقت حسن اخلاق' حسن تربیت' نیکی' تقویٰ اور اچھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خاندان کو بنیاد بنائے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

((تخیروا لنطفکم، وانکحوا لا کفاء))

(ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب الاکفاء)

''حصول اولاد کے لیے اچھی خاتون کا انتخاب کرو اور کفو سے نکاح کیا کرو۔''

اس سیدھے سادے انداز سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شادی کی رغبت رکھنے کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ وہ اچھے خاندان سے اپنے لیے رفیقۂ حیات کا انتخاب کریں کیونکہ اچھی ماؤں سے اچھی اولاد جنم لیتی ہے۔ اسی طرح ان کے ہاں ہونے والی اولاد اچھی، عمدہ اور قابل رشک عادات سے آراستہ ہوگی۔ کیونکہ اولاد اپنی ماں سے زیادہ اثر قبول کرتی ہے۔ اسی لیے عبدالعزیز بن مروان نے اپنے لیے رفیقۂ حیات کا انتخاب کرنے کے لیے مندرجہ بالا خوبیوں کو پیش نظر رکھا اور اپنے ماحول میں خوب اچھی طرح جائزہ لیا کہ اس وقت کون سی دوشیزہ نیکی، تقویٰ، اخلاص اور ہمدردی کے معیار پر پوری اتر سکتی ہے تا کہ اسے میں اپنی رفیقۂ حیات بنا سکوں۔

عبدالعزیز بن مروان اپنے بھائی عبدالملک بن مروان کا ولی عہد تھا اور ایک صوبے کا گورنر تھا اس نے جب شادی کا ارادہ کیا تو اپنے ناظم مالیات سے کہا، بیوی کا مہر ادا کرنے کے لئے چار سو دینار میرے پاکیزہ مال میں سے علیحدہ کر لیجیے۔ میں متقی، پرہیز گار اور صالح خاندان میں شادی کرانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ انھوں نے بیوی کے انتخاب کے لیے حسن و جمال کو پیش نظر رکھا بلکہ تقویٰ، نیکی اور اخلاص کو ملحوظ خاطر رکھا۔ اس نے خاندان خطاب سے اپنے لیے لیلیٰ نامی خاتون کا جو ام عاصم بنت عاصم بن عمر کے نام سے معروف تھیں، رفیقۂ حیات کی حیثیت سے انتخاب کیا۔

آل خطاب سے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونے کی جو شخص بھی دلی رغبت کرتا ہے وہ ان کے محض دنیاوی مقام و مرتبہ کو پیش نظر نہیں رکھتا بلکہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خاندان کے ساتھ منسلک ہونے کی خواہش صرف اس لیے کی جاتی کہ یہ خاندان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علم، تقویٰ اور زہد میں مثالی حیثیت کا حامل تھا جو بھی اس خاندان میں شادی کی خواہش رکھتا اس کا مقصد یہ ہوتا کہ اولاد میں وہی خوبیاں نظر آئیں جو حضرت عمر بن خطاب کے خاندان کا خاصا ہیں، بچوں میں بالعموم ننھیال کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

اگر ہمیں آل خطاب سے خاندانی تعلق میسر نہیں تو اس خاندان سے حدیث بیان کرنے کی نسبت تو میسر ہے۔ اس عالی مرتبت خاندان سے علمی فیض حاصل کرنے سے تو ہم محروم نہیں۔ جہاں تک ام عاصمؒ کا تعلق ہے وہ بڑی نیک دل، شریف الطبع خاتون تھیں، انہیں تقویٰ کی خوبی اپنے ماں باپ سے حاصل ہوئی۔ وہ پاکیزہ دل، صاف طبیعت اور مخلص منہ تھیں انہیں حق مہر بھی حلال اور پاکیزہ مال میں سے ادا کیا گیا۔

شادی کے بعد عمر بن عبدالعزیز جیسا نیک دل بچہ پیدا ہوا جو بڑا ہو کر امیر المومنین کے منصب پر فائز ہوا اور عمر ثانی کہلایا جس نے مسند اقتدار سنبھالنے کے بعد عدل وانصاف کے حوالے سے تاریخ میں بہت بڑا نام پیدا کیا۔

ام عاصم اور عمر بن عبدالعزیز کی تربیت:

عمر بن عبدالعزیز کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی، علم کے سرچشموں سے سیراب ہوئے، والدہ نے پہلے دن سے ہی ان کی تربیت تقویٰ کی بنیاد پر کی۔ سن شعور کو پہنچتے ہی خیر وشر کی تمیز کرنے کا سلیقہ سکھلایا اور اس کے دل میں حکمت و دانائی کا بیج بویا۔ حصول علم کا شوق پیدا کیا، مدینہ منورہ کے علمی ماحول میں انہوں نے پرورش پائی۔ ان دنوں مدینہ منورہ علم کا مینارۂ نور بنا ہوا تھا۔ علماء، فقہاء، اتقیاء واصفیاء کا مرکز تھا۔

ماں کی خصوصی توجہ اور دلچسپی کی بنا پر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بچپن میں ہی قرآن حکیم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔

قرآن کریم کی تاثیر حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دل میں بچپن میں ہی بہت گہری تھی، قرآن کریم کی برکت سے ان کا دل خشیت الٰہی سے معمور ہو چکا تھا۔ جوں جوں ان کی عمر بڑھتی گئی توں توں خشیت الٰہی میں اضافہ ہوتا گیا اکثر و بیشتر خشیت الٰہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی بنا پر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جایا کرتے تھے۔

ام عاصمؒ کو اپنے ننھے سے بچے کا رونا بڑا ہی عجیب وغریب محسوس ہوتا' اپنے بچے کو روتا دیکھ کر ان کے اپنے دل میں بھی خشیت الٰہی کے پوشیدہ جذبات جوش مارنے لگتے اور وہ خود بھی رو دیتیں۔ ابن عساکر اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز ایک روز بچپن میں رونے لگے۔ انھوں نے بچپن میں ہی قرآن حکیم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔ اپنے بچے کو روتا دیکھ کر ان کی والدہ نے پوچھا بیٹا آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے بڑے ہی معصومانہ انداز میں جواب دیا اماں جان! مجھے موت کی یاد رلا رہی ہے' یہ بے ساختہ جواب سن کر ماں کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے اور انہوں نے اپنے اس ہونہار پاکیزہ خیال بیٹے کو شفقت بھرے انداز میں اپنی گود میں لے لیا۔

ام عاصم نے اپنے بیٹے عمر بن عبدالعزیز کے دل میں بچپن میں ہی تقویٰ کا بیج بو دیا تھا جو بڑی عمر میں تناور خوش ذائقہ پھل دار درخت کی شکل اختیار کر گیا۔ ان کے استاذ صالح بن کیسان تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کے دل میں بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اعتراف جس انداز میں پایا جاتا تھا اس معاملے میں کوئی دوسرا ان کا ہم پلہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔

دراصل یہ خوبیاں ان کی والدہ ام عاصم کی خصوصی تربیت اور نگہداشت کا ثمرہ تھیں' بیٹے میں نجابت' شرافت' ذہانت اور متانت اس انداز کی تھی کہ دیکھنے والے کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتی تھی' کسی بچے میں ان خوبیوں کا ایک ساتھ جمع ہو جانا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور اس کا بہت بڑا کرم ہے۔

اس حوالے سے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

نعم الاله على العباد كثيرةٌ

واتمهن نجابة الاولاد

''بندوں پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو بہت زیادہ ہوتی ہیں لیکن ان نعمتوں میں سب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ے بڑی نعمت یہ ہے کہ اولاد میں شرافت کا عنصر زیادہ ہو۔''

سعادت مند اور ہونہار بچے کی ماں کہلانے کے بعد اسے اور کیا چاہیے۔ وہ اپنے بیٹے کی حتی المقدور نگہداشت کیا کرتی تھیں لیکن ایک دفعہ ان سے قدرے کوتاہی ہوگئی' بیٹا گھوڑوں کے اصطبل میں جا پہنچا' ماں کو خبر ہی نہ ہوئی' گھوڑے نے دولتی ماری جس سے بیٹے کی پیشانی زخمی ہوگئی۔ ام عاصم نے انہیں ایک جانب سے دیکھا' جلدی سے ان کی طرف بڑھیا ور انہیں اٹھا کر اپنے سینے سے چپکا لیا اور ان کے چہرے سے خون صاف کرنے لگیں' اسی وقت بچے کا والد وہاں پہنچ گیا۔ ام عاصم جذباتی انداز اپناتے ہوئے کہنے لگیں۔ اگر صورت حال یونہی رہی تو آپ میرے بیٹے کو ضائع کردیں گے۔ ابھی تک آپ نے اس کے لیے کسی خادم کا اہتمام کیا اور نہ ہی اس کی دیکھ بھال کے لیے کسی آیا کا انتظام کیا۔ بیوی کی کڑوی کسیلی باتیں سن کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ کی لہر پھیل گئی۔ دل میں کچھ سہانے سے خیالات گردش کرنے لگے۔ اس نے اپنی بیوی سے مسکراتے ہوئے کہا:

ام عاصم تم تو بڑی ہی خوش نصیب ماں ہو۔ سنو! امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ایک رات خواب آیا۔ دیکھتے ہیں کہ بنو امیہ کا ایک چشم و چراغ زخمی ہوگیا ہے آپ نیند سے بیدار ہوئے اور فرمانے لگے بنو امیہ کا یہ زخمی کون ہے؟ وہ عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے اس کا نام بھی عمر ہوگا' وہ عمرؓ کے نقش قدم پر چلے گا اور روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ تو وفات پاگئے لیکن ان کا یہ خواب خاندان میں زیر بحث آتا رہا۔ خاندان کے افراد اپنے بیٹوں کے چہروں پر زخم کی علامت دیکھتے رہے' یہ زخم جب میرے بیٹے کی پیشانی پر آیا تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی میرے دل میں خیال آیا یہ تو وہی زخم ہے جو امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خواب میں دکھلایا گیا تھا۔

عمر بن عبدالعزیز جنہیں بچپن میں پیشانی پر زخم آیا انہوں نے واقعی مسند اقتدار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پر براجمان ہوتے ہی درماندہ حال لوگوں میں خوشیاں بانٹنا شروع کیں‘ معاشرے میں عدل و انصاف کا بول بالا کیا‘ مایوس چہرے مسکرانے لگے‘ کبیدہ خاطر انسان شاداں وفرحاں دکھائی دینے لگے‘ غربت وافلاس کی تاریکی چھٹ گئی‘ ہر سو خوشحالی کی روشنی پھیلی ہوئی نظر آنے لگی۔

عمر بن عبدالعزیز کے قابل رشک کارناموں میں ان کی والدہ ام عاصم کی تربیت کا بہت بڑا عمل دخل ہے۔

ام عاصم مدینہ منورہ سے مصر منتقل ہوگئیں کیونکہ ان کا خاوند عبدالعزیز مصر کا گورنر تھا۔ ام عاصم غرباء ومساکین کی بہت مدد کیا کرتی تھیں‘ ان کے ساتھ جودوکرم اور شفقت وہمدردی سے پیش آتیں‘ مصر میں ام عاصم ایک دیوانے شخص کے پاس سے گزریں‘ اس کی مالی مدد کی۔ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں‘ اس کے بعد جب بھی اس شخص کے پاس سے ام عاصم کا گزر ہوا اس کو ہر دفعہ مالی تعاون دیا اور اسے حوصلہ دلایا۔ ام عاصمؒ کی وفات مصر میں اپنے خاوند عبدالعزیز بن مروان کے گھر ہوئی‘ ان کے بعد عبدالعزیز بن مروان نے ام عاصم کی ہمشیرہ حفصہ بنت عاصم سے شادی کی اور انہیں مصر لایا گیا۔

ایک روز حفصہ بنت عاصم کا گزر اس دیوانے کے پاس سے ہوا تو حفصہ نے اس کی طرف سر اٹھا کر دیکھا ہی نہیں۔ یہ منظر دیکھ کر عبدالعزیز بن مروان نے اپنی اس بیگم کے بارے میں یہ تبصرہ کیا کہ یہ سخاوت اور دریا دلی کے حوالے سے اپنی بڑی ہمشیرہ جیسی نہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نسل سے جلیل القدر خاتون ام عاصمؒ کی پاکیزہ سیرت کا تذکرہ ختم کرنے سے پہلے ایک بربری غلام کا بصیرت افروز تذکرہ بھی سن لیجئے جب اس نے عمر بن عبدالعزیز کے ایمان افروز کارناموں کو دیکھا تو آل مروان کو مخاطب ہو کر کہا:

”اے آل مروان! تم آل خطاب سے اپنے لیے بیویوں کا انتخاب کرو تاکہ عمر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بن عبدالعزیز جیسے سپوت پیدا ہوں۔''

اللہ تعالیٰ ام عاصم بنت عاصم پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے اور ان کی قبر کو جنت کا پر بہار باغیچہ بنادے اور ہماری لغزشیں معاف فرمائے۔ وہ سنتا بھی ہے اور دعائیں قبول بھی کرتا ہے۔

حضرت ام عاصم بنت عاصم کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ المعارف ابن قتیبه: ۱۸۸

۲۔ نسب قریش: ۳٦۱

۳۔ تاریخ الطبری: ٦۸/٤

٤۔ تاریخ دمشق: ٥۳٤

٥۔ تقریب التهذیب: ۳٦۲/۱

٦۔ الاعلام: ۱۹٥/۳

۷۔ طبقات ابن سعد: ۳۳۱/٥

۸۔ تهذیب الاسماء وللغات: ۱۹/۲

۹۔ جامع الاصول: ٤٦۹/۷

۱۰۔ وفیات الاعیان: ۳۰۲/٦

۱۱۔ مناقب عمر لابن جوزی: ۸٤

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت سلمیٰ بنت خصفہ رحمہا اللہ تعالیٰ

پہلے حضرت مثنیٰ بن حارثہ الشیبانی رضی اللہ عنہ کے حبالہ عقد میں آئیں پھر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے شادی ہوئی۔

اس جلیل القدر خاتون نے ابو محجن ثقفی کو قید سے آزاد کیا تاکہ جنگ قادسیہ میں شریک ہو سکے۔ یہ عظیم خاتون بڑی فہم و فراست والی تھی۔

عورت اور جنگ:

آغاز اسلام کے دور میں عرب خواتین گھر میں محصور رہنے کی عادی نہ تھیں بلکہ وہ مجاہدین کے ساتھ میدان جنگ کی طرف نکلتیں اور انہیں لڑائی اور بہادری کے جوہر دکھلانے کے لیے برانگیختہ کرتیں' دوران جنگ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور انہیں ضرورت کی اشیاء مہیا کرتیں۔

بعض خواتین تو جرأت و بہادری اور جوش و جذبے کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے خود میدان جنگ میں کود پڑتیں اور ان کے زوردار حملے سے جنگ کا پانسہ پلٹ جاتا اور فتح لشکر اسلام کا مقدر بن جاتی۔ تاریخ نے ان جلیل القدر اور عظیم المرتبت مجاہدات کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے فضائل و مناقب پر روشنی ڈالی۔ ان خواتین میں سے جلیل القدر صحابیہ نسیبہ بنت کعبؓ، اسماء بنت یزید الانصاریہؓ دور تابعین میں سے خولہ بنت ازور کندیہ، شبیب بن یزید کی بیوی غزالہ حروریہ اور ام حکیم جیسی نامور خواتین کا نام قابل ذکر ہے۔ آخر الذکر خاتون وہ ہے جس نے قطری بن فجاءۃ کے لشکر میں شرکت کی وہ لڑائی کے دوران جوش و ولولے سے یہ کہہ رہی تھیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احمل راساً قد سئمت حمله
وقد مللت دهنه و غسله
الا فتى يحمل عنى ثقله

''میں اپنا سر اٹھائے ہوئے ہوں جس کے اٹھانے سے اب میں اکتا چکی ہوں، اس کو تیل لگانے اور دھونے سے دل تنگ پڑ چکا ہے۔ ہے کوئی نوجوان جو میرا یہ بوجھ اٹھا لے۔''

دور تابعین میں ایک خاتون منظر عام پر آتی ہیں جنہوں نے شجاعت' غیرت' خودداری' دین اسلام کے دفاع اور مسلمانوں کی حتی المقدور حمایت میں نمایاں کارنامے سرانجام دیئے۔ جنگ قادسیہ میں یہ اپنی فہم و فراست کے حوالے سے تاریخ کے اوراق میں نمایاں ہوئیں۔ ان کا شمار جہان مستورات میں زندہ و جاوید رہنے والی فاضل خواتین میں ہونے لگا۔

سلمٰی بنت خصفہ دور تابعین کی ایک جلیل القدر وہ نامور خاتون تھیں جنہوں نے اسلامی فتوحات میں ایک نمایاں کردار ادا کیا' جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' دوران جنگ زخمی مجاہدین کی مرہم پٹی کی۔

سلمٰی بنت خصفہ تیمیہ مشہور و معروف صحابی المثنیٰ بن حارثہ الشیبانی رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں جس نے ایرانیوں پر غلبہ حاصل کیا۔ ان کے شہروں کو فتح کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کو ایران کی طرف پیش قدمی کرنے کے لیے آمادہ کیا اور انہیں آگاہ کیا کہ ایرانی اتنی زیادہ مضبوط قوم نہیں جتنی سمجھی جاتی ہے۔

المثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ بڑے دلیر' بہادر' صائب الرائے شخصیت کے حامل تھے۔ ایرانیوں کے خلاف لڑائی میں انھوں نے ایسی حیرت انگیز اور خطرناک مہمیں سر کیں کہ کوئی ان کے پائے کو نہ پہنچ سکا۔ ۱۴ھ کو جنگ جسر میں ان کو گہرے زخم لگے جن کی تاب نہ لاتے ہوئے یہ جام شہادت نوش کر گئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سلمیٰ اور سعدؓ:

جب المثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا وقت قریب آیا تو آپ نے مسلمانوں کو قادسیہ کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا' اپنی بیوی سلمیٰ کو وصیت کی کہ تم لشکر اسلام کے ساتھ روانہ ہو جانا' اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ سلمیٰ کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس جلد پہنچا دینا' وہ قادسیہ کے قریب پہنچ چکے تھے جب حضرت سعدؓ کو حضرت المثنیٰ رضی اللہ عنہ کی وصیت کے بارے میں آگاہ کیا گیا تو ان کے دل میں شفقت اور ہمدردی کے جذبات موجزن ہوئے اور آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں اور اہل خانہ کو حسن سلوک کا رویہ اختیار کرنے کی تلقین کی۔

جب سلمیٰ کی عدت ختم ہوئی تو انؓ کے ساتھ نکاح کر لیا اور ''شراف'' نامی مکان میں رہائش اختیار کی۔ ان دنوں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جو لشکر تھا ان میں ستر سے زائد بدری صحابہ کرام تقریباً تین سو دس شجری صحابہ کرام جنھوں نے بیعت رضوان میں حصہ لیا تھا' تین سو وہ صحابہ کرام جنھوں نے فتح مکہ میں حصہ لیا اور سات سو صحابہ کرام کے بیٹے موجود تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ شادی کے بعد اپنی بیگم سلمیٰ کے ہمراہ قادسیہ میں فروکش ہوئے جہاں فوجیں آمنے سامنے کھڑی تھیں حضرت سلمیٰ نے حضرت سعدؓ کی رفاقت میں کئی جنگوں میں حصہ لیا لیکن جنگ قادسیہ میں تو انہوں نے کمال کر دیا۔

ہائے مثنیٰ!:

قادسیہ کی جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے جسم پر کثیر تعداد میں پھوڑے پھنسیاں نکل آئے' درد کی شدت کی وجہ سے وہ بیٹھ بھی نہیں سکتے تھے۔ جنگ قادسیہ کے پہلے دن جسے یوم ارماث کہا جاتا ہے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ شدید درد والم کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہو سکے' وہ محل کی بالائی منزل پہ جا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کر سینے کے بل لیٹ کر جنگ کا منظر دیکھنے لگے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور بہادری کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی، محل کا دروازہ بند نہ کیا جاتا پھر بھی کسی کو بغیر پوچھے اندر آنے کی جرأت نہ ہوتی ان کی بیگم حضرت سلمیٰؒ ان کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں حضرت سعد زخموں کی درد اور ایرانیوں کی یلغار کی وجہ سے بڑے ہی پریشان دکھائی دے رہے تھے، انہیں خطرہ تھا کہ ایرانی فوج کہیں غالب نہ آ جائے۔ حضرت سلمیٰ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھیں، یہ بھی ایرانیوں کی پیش قدمی، میدان جنگ میں ان کے گھوڑوں کی برق رفتاری اور اپنے خاوند کی دردوں سے تلملاہٹ سے گھبرائی ہوئی تھی، ان تاثرات کی بنا پر ان کی زبان سے اچانک یہ الفاظ نکلے، ہائے مثنیٰ! کاش کہ وہ آج میدان جنگ میں اپنا گھوڑا دوڑا رہے ہوتے۔ یہ بات جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے کانوں میں پڑی وہ پہلے ہی جنگی صورت حال سے بہت پریشان تھے انھوں نے زور سے طمانچہ بیوی کے رسید کر دیا اور غضبناک انداز میں کہا اس لشکر میں مثنیٰ کہاں ہے۔ دیکھ نہیں رہی زور کا رن پڑا ہوا ہے اور تم ہو کہ آج مثنیٰ کو یاد کر رہی ہو!

بیوی نے کہا: سرتاج یہ تھپڑ غیرت کی وجہ سے رسید کیا ہے یا بزدلی پر پردہ ڈالنے کے لیے۔ جنگ اپنے پورے زوروں پر ہے اور سپہ سالار محل کے بالا خانے میں آرام فرما رہے ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت سعدؓ نے کہا: دیکھئے بیگم اگر آج تم مجھے معذور نہیں سمجھتی تو پھر دوسرے لوگ مجھے معذور کیسے گردانیں گے۔ کیا تم دیکھ نہیں رہی ہو کہ میرا کیا حال ہے؟ پھوڑے پھنسیوں نے مجھے کس طرح لاچار کر دیا ہے؟ تم اگر میرے بارے میں یہ کچھ کہتی ہو تو لوگوں کا تو زیادہ حق بنتا ہے کہ مجھے معذور تصور نہ کریں۔ یہ صورت حال دیکھ کر لوگوں نے حضرت سلمیٰ کو موردِ الزام ٹھہرایا۔ بلاشبہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نہ بزدل تھے اور نہ ہی پشیمان، تھوڑی ہی دیر کے بعد حضرت سلمیٰؒ نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے معذرت کی اور درگزر کرنے کی درخواست پیش کر دی۔ انہوں نے معاف کر دیا اور بات آئی گئی ہو گئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا آپ بھلائی کریں گی؟

تاریخ کی کتابوں میں جنگ قادسیہ کے دن ہماری ممدوح سلمیٰ بنت خصفہ کی بہادری کا ایسا خوشگوار موقف درج ہے جس سے ان کی فہم وفراست اور عقل و دانش کا پتہ چلتا ہے' انہوں نے لشکر اسلام پر بیتنے والے نازک ترین لمحات میں اپنی ذہانت اور فہم وفراست سے کام لیتے ہوئے ایسی تدبیر اختیار کی کہ دیکھنے والے انگشت بدنداں رہ گئے۔

ہوا یہ کہ ابومحجن ثقفی جس کا نام عبداللہ بن حبیب تھا یہ مخضرمی شعراء میں سے تھا جنھوں نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا۔ ابومحجن بلند پایہ شاعر اور یکتائے روزگار شہسوار تھے لیکن شراب نوشی کے عادی تھے ان پر کئی دفعہ اس جرم کی پاداش میں حد لگائی گئی' آخر کار تنگ آ کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں جلاوطن کر دیا اور یہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس پہنچ گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں قید کر دیں انہوں نے حضرت عمرؓ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے انہیں قید کر دیا اور قادسیہ میں واقع اپنے محل میں ہی انہیں بیڑیاں پہنا دیں۔

لشکر اسلام اور ایرانی فوج کے درمیان گھمسان کا رن پڑا' میدان کارزار گرم ہوا' ابومحجن کی چیخ و پکار سنائی دینے لگی' وہ رات کو محل کی بالائی منزل تک پہنچا۔ حضرت سعدؓ سے عرض کیا مجھے معافی دی جائے' میں اس زوردار لڑائی میں شریک ہونا چاہتا ہوں' میں بھی مجاہدین کے شانہ بشانہ اس جنگ میں بہادری کے جوہر دکھلانا چاہتا ہوں۔ لیکن حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ان کی درخواست کو مسترد کر دیا۔ ابومحجن وہاں سے نیچے اترے ان کا شدت غم سے دل پھٹا جارہا تھا ان کے لیے یہ غم ناقابل برداشت تھا وہ اپنی بیڑیوں کو گھسیٹتے ہوئے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی بیوی سلمیٰ بنت خصفہ کے پاس پہنچے۔ اے سلمیٰ! کیا آپ میرے ساتھ خیر و بھلائی سے پیش آئیں گی؟

انہوں نے کہا: اے ابومحجن کیا چاہتے ہو؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عرض کی میری بیڑیاں کھول دیں اور بلقاء نامی گھوڑی مجھے عنایت کر دیں' میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے صحیح سلامت رکھا تو واپس آ کر از خود بیڑیاں پہن لوں گا اور یہ گھوڑی آپ کو واپس کر دوں گا اور اگر میں میدان میں مارا گیا تو میرے لیے رحمت کی دعا کرنا۔ یہ مطالبہ سن کر ابتدا میں حضرت سلمیٰ نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا اور فرمایا بھلا میں یہ کیسے کر سکتی ہوں؟

بس رہنے دیجئے یہ میرے دائرہ اختیار میں نہیں۔ یہ جواب سن کر ابو محجن اپنی بیڑیوں کو گھسیٹتے ہوئے واپس ہوئے۔ دل جلے اور ندامت بھرے انداز میں وہ یہ اشعار کہنے لگے:

كفى حزنا ان تردى الخيل بالقنا
واترك مشدوداً على وثاقيا
اذا قمت عنانى الحديد واغلقت
مصاريع دينى قد تصم المناديا
وقد كنت ذا مال كثير واخوة
فقد تركونى واحداً لا اخا ليا
وقد شف جسمى اننى كل شارق
اعالج كبلا مصمما قد برانيا
فلله درى يوم اترك موثقا
وتذهل عنى اسرتى ورجاليا
حبيسا عن الحرب العوان وقد بدت
واعمال غيرى يوم ذاك العواليا
ولله عهدٌ لا اخيس بعهده
لئن فرجت الا ازور الحوانيا

''غم کے لیے یہ بات کافی ہے کہ گھوڑے نیزوں سے ہلاک کیے جا رہے ہوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور مجھے زنجیروں میں باندھ کر چھوڑ دیا گیا ہو۔
جب میں اپنے لوہے کی لگام سے کھڑا ہو جاؤں اور میرے آگے مقابلے میں اترنے والے اکھاڑے بند کر دیے جائیں اور منادی کرنے کے بہرے ہو جائیں۔
میں تو بڑا مالدار اور بھائیوں والا تھا انھوں نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا اب یوں دکھائی دیتا ہے جیسا کہ میرا کوئی بھائی ہی نہ ہو۔
میرا جسم لاغر ہو گیا ہے اور میں ہر چمکدار چیز سے اپنے خاموش جگر کا علاج کرتا ہوں جس نے مجھے کمزور کر دیا ہے۔
بخدا وہ دن میرے لیے کتنا اندوہناک ہے جس دن مجھے گرفتار کیا گیا اور میرا خاندان اور دیگر افراد چھوڑ گئے۔
مجھے جنگ سے روک دیا گیا جبکہ غیروں کے کارنامے اس دن آشکار ہو نگے۔
میں اللہ سے اقرار کرتا ہوں اور اس اقرار کو کبھی توڑوں گا نہیں اگر آج مجھے آزاد کر دیا جائے تو کبھی جام وسبو کو دیکھوں گا بھی نہیں۔''

سلمیٰؒ نے ابومحجن کے اشعار سنے تو انہیں یہ محسوس ہوا کہ وہ واقعی بڑا نادم ہے۔
حضرت سلمیٰ نے اپنی فہم وفراست سے یہ اندازہ لگایا کہ واقعی جنگ میں حصہ لینے کے لیے سچا جذبہ رکھتا ہے اس کے چہرے سے صداقت عیاں تھی۔

حضرت سلمیٰ نے کہا اے ابومحجن! میں نے رات استخارہ کیا تھا مجھے تیری باتوں میں صداقت دکھائی دیتی ہے۔ میں تیرے معاہدے پر رضامند ہوں' اس کے بعد اس نے ابومحجن کو قید سے آزاد کر دیا اور ان سے کہا میں اپنے شوہر کی گھوڑی آپ کے سپرد نہیں کر سکتی یہ کہہ کر وہ اپنے گھر چلی گئی۔

ابومحجن نے بغیر اجازت کے ہی بلقاء نامی گھوڑی کو کھولا' محل سے باہر نکالا' نیزہ پکڑا' اس پر سوار ہوا اور لڑائی میں جا گھسا' پہلے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے لشکر کی دائیں جانب حملہ آور ہوا اور پھر نیزے اور اسلحے کا ماہرانہ انداز میں استعمال کرتے ہوئے لشکر کی بائیں جانب حملہ آور ہوا پھر لشکر اسلام کی پچھلی جانب پلٹا۔ وہ مسلسل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دشمن کی صفوں کو چیرتا ہوا دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں چلا جارہا تھا جس طرف رخ کرتا اسی طرف لاشوں کے ڈھیر لگتے دکھائی دیتے۔ لوگ انگشت بدنداں تھے کوئی اسے جانتا نہ تھا کیونکہ دن کے وقت کسی نے بھی اسے لشکر اسلام میں شمولیت اختیار کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ بعض لوگوں نے کہا: یہ ہاشم کے ساتھیوں میں سے کوئی ہے یا خود ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ محل کے اوپر سے لڑائی کا منظر دیکھ رہے تھے' فرمانے لگے یہ تو ابو محجن لگتا ہے لیکن وہ تو قیدی ہے اور اس کے نیچے یہ میری گھوڑی ہو بہو بلقاء دکھائی دیتی ہے یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ بعض لوگوں نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا اگر خضر علیہ السلام کا لڑائیوں میں آنا ثابت ہوتا تو ہم کہہ دیتے یہ تو خضر بذات خود لڑائی میں شریک ہیں۔ بعض نے کہا کہ اگر فرشتوں کی انسانی شکل میں لڑائی میں شرکت معمول ہوتی تو ہم یہ کہہ دیتے کہ یہ کوئی فرشتہ ہمارے ساتھ شریک جنگ ہے۔ ابو محجن مسلسل لڑائی کرتا رہا مسلمانوں کو وہ یاد ہی نہ تھا وہ تو یہ سمجھتے تھے کہ ابو محجن قید میں ہے' انہیں اس بات کا علم ہی نہ تھا کہ اس نے ساری رات گھوڑی کی پیٹھ پر گزاری ہے یہ رات اس کی زنجیروں اور بیڑیوں میں نہیں گزری۔ نصف رات کو ایرانی پسپا ہوئے۔ مسلمان بھی واپس ہوئے ابو محجن محل میں داخل ہوا اور حضرت سلمٰی کے ساتھ کئے گئے معاہدے کے مطابق بیڑیاں پہن لیں اور جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ کہنے لگا:

لقد علمت ثقيف غير فخر
بانا نحن اكرمهم سيوفاً
واكثرهم دروعاً سابغات
واصبرهم اذا كرهوا الوقوفا
وأنا وفدهم في كل يوم
فان عموا فسل بهم عريفاً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ولیلة قادس لم یشعروا بی
ولم اشعر بمخرجی الزحوفا
فان احبس فذالکم بلائی
وان اترک اذیقهم حتوفا

''بنو ثقیف جانتے ہیں اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں کہ ہم شمشیر زنی میں ان سے کہیں زیادہ عزت والے ہیں۔
ہم ان سے زیادہ کامل درعیں رکھتے ہیں اور میدان جنگ میں ان سے زیادہ صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنے والے ہیں جبکہ وہ مقابلے میں زیادہ دیر ٹھہر نہیں سکتے۔
ہم ہر روز ان کے مقابلے میں آتے ہیں اگر وہ اندھے ہیں تو ان کے بارے میں کسی جاننے والے سے پوچھ لیجئے۔
جنگ قادسیہ کی رات وہ مجھے نہ جان سکے اور میں نے میدان کی طرف اپنی روانگی کو محسوس بھی نہیں ہونے دیا۔
اگر میں قید کر دیا جاؤں تو یہ میرے لیے مصیبت ہے اور اگر چھوڑ دیا جاؤں تو انہیں موت کا مزا چکھا دوں۔

سلمٰی اور ابو محجن کی توبہ:

سلمٰی نے جب ابو محجن کے اشعار سنے تو دلی طور پر خوش ہوئیں اور انہیں معاہدے کے ایفاء پر بھی مسرت ہوئی۔ حضرت سلمٰی نے پوچھا ابو محجن آپ کو حضرت سعدؓ نے قید کیوں کر رکھا ہے؟
انہوں نے کہا: اللہ کی قسم میں نے نہ تو کوئی حرام مشروب پیا ہے اور نہ ہی کوئی حرام کھانا کھایا ہے، ہاں البتہ زمانہ جاہلیت میں مجھے شراب پینے کی عادت تھی۔ میں شاعر آدمی ہوں اشعار میری زبان سے جھڑتے رہتے ہیں اور میرے ہونٹوں پر مچلتے رہتے ہیں بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ اشعار کی صورت میں شراب کی تعریف ہو جاتی ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بس یہ میرا جرم ہے جس کی وجہ سے مجھے بیڑیاں پہنا دی گئیں۔ مثال کے طور پر میں نے ایک دفعہ یہ اشعار کہہ دیئے:

اذا مت فادفنی الی اصل کرمة
تروی عظامی بعد موتی عروقها
ولا تدفننی بالفلاة فاننی
اخاف اذا ما مت الا اذوقها

''جب میں مر جاؤں تو مجھے انگور کی بیل کی جڑ میں دفن کرنا تاکہ میری موت کے بعد انگور کی جڑیں میری ہڈیوں کو سیراب کریں۔
مجھے جنگل میں دفن نہ کرنا مجھے اندیشہ ہے کہ میں مرنے کے بعد انگور کا رس چکھ نہ سکوں گا۔''

صبح کے وقت سلمیٰ نے اپنے خاوند حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے ابو محجن کے بارے میں بات کی۔ لڑائی میں شرکت کا واقعہ بیان کیا یہ سن کر حضرت سعد بہت خوش ہوئے، انہیں دعائیں دیں اور آزاد کر دیا اور ان سے یہ عہد لیا کہ وہ آئندہ شراب کی تعریف میں کچھ بھی نہیں کہیں گے اور نہ ہی اس کے قریب پھٹکیں گے۔ ابو محجن نے خلوص دل سے توبہ کی اور اس دن کے بعد اس قبیح چیز کا اچھے الفاظ میں تذکرہ کبھی بھی نہیں کیا۔

ابو محجن کی توبہ میں حضرت سلمیٰؒ نے بڑا اہم اور بنیادی کردار ادا کیا اور اسی طرح جنگ قادسیہ میں ابو محجن کی شرکت بھی حضرت سلمیٰ کی مرہون منت ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے لشکر اسلام کو فتح عطا کی، دشمن کو پسپا کیا اور انہیں ہمیشہ کے لیے ذلیل و خوار کیا۔

محبت کرنے والی اور زیادہ اولاد والی:

حضرت سلمیٰؒ میں دونوں وصف پائے جاتے تھے وہ اپنے خاوند کے ساتھ محبت سے پیش آنے والی تھیں اور کثیر الاولاد بھی تھیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طبقات ابن سعد میں منقول ہے کہ حضرت سلمٰی کے ہاں بیٹے بھی ہوئے اور بیٹیاں بھی۔

بیٹوں کے نام عمیر' اصغر' عمرو اور عمران تھے اور بیٹیوں کے نام ام عمرو، ام ایوب اور ام اسحاق تھے۔

حضرت سلمٰی کی وفات ۵۵ھ میں ہوئی۔ طبقات ابن سعد میں مذکور ہے کہ دو بیٹے عمرو بن سعد اور عمیر بن سعد ۶۳ھ کو مدینہ منورہ میں معرکہ حرہ میں قتل ہوئے۔

سلمٰی بنت خصفہ اپنے بیٹوں کے قتل سے تین سال پہلے اور اپنے خاوند کی وفات سے پانچ سال بعد فوت ہوئیں۔ صحیح اندازے کے مطابق ان کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی۔ موت نے حضرت سلمٰی کی بساط لپیٹ دی۔ تاریخ کے صفحات میں ان کی جرأت وشجاعت کے کارنامے بکھرے پڑے ہیں۔

وہ ایسی خواتین میں سرفہرست تھیں جن کے نقش قدم پر چلنا باعث فخر ہے۔ اللہ تعالیٰ سلمٰی بنت خصفہ پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے اور انہیں جنت میں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔

حضرت سلمٰی بنت خصفہ کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ تاريخ الطبرى: ٤١٦/٢
۲۔ الاستيعاب: ١٨١/٤، ١٨٥
۳۔ اسد الغابه: ٢٩٠/٥، ٢٩١
٤۔ البدايه والنهايه: ٤٥/٧
٥۔ الأغانى: ١٣٩/٢١، ١٤٠
٦۔ الكامل فى التاريخ: ٤٧٥/٤، ٤٧٦
۷۔ الاصابه: ١٧٣/٤، ١٧٥
۸۔ الطبقات: ١٣٨/٣
۹۔ الاعلام زركلى: ٦٦/٨

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ام الدرداء الصغریٰ رحمہا اللہ تعالیٰ

ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ''مردان سے پڑھتے تھے اور دمشق کی جامع مسجد کی شمالی دیوار کے پاس ان سے فقہی تعلیم حاصل کرتے تھے۔''

عون بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ''ہم ام درداء کے پاس حاضر ہوتے اور وہاں بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔''

ابن عساکر فرماتے ہیں کہ ''ام درداء بڑی زاہدہ' عابدہ اور فصیح و بلیغ خاتون تھیں۔''

علامہ نووی کہتے ہیں کہ ''وہ بڑی فقیہہ اور دانشور خاتون تھیں۔''

سیدہ تابعیہ:

جب تابعی خواتین کا تذکرہ کیا جاتا ہے بلاشبہ حضرت ام درداء ان سب میں بلند مرتبہ دکھائی دیتی ہیں۔

ابن ابی داؤد فرماتے ہیں تابعیات کی سردار حفصہ بنت سیرین اور عمرہ بنت عبدالرحمان ہیں اور حضرت ام درداء کا نام بھی اسی درجے میں لیا جاتا ہے۔

ہماری ممدوحہ حضرت ام درداء کا نام ہجیمہ بنت حیی الوصابیہ ہے اور بعض انہیں اوصابیہ بھی کہتے ہیں۔ یہ جلیل القدر صحابی ابو درداء عویمر بن زیدؓ کی زوجہ محترمہ ہیں۔

حضرت ابو درداء کی دو بیویاں تھیں دونوں کی کنیت ام الدرداء تھی بڑی صحابیہ تھیں اور چھوٹی تابعیہ' صحابیہ کی وفات کے بعد تابعیہ سے شادی ہوئی۔ صحابیہ کا نام خیرہ بنت ابی حدرد الاسلمیہ تھا' اس نے نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کرنے کا شرف حاصل کیا' یہ حضرت عثمان بن عفانؓ کے دور خلافت میں اللہ کو پیاری ہوگئیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چھوٹی ام درداء کو نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی اور نہ ہی آپ سے حدیث کی سماعت ثابت ہے۔ اس لیے یہ تابعیہ ہیں لیکن اسے تابعیات میں بڑا بلند مقام حاصل ہوا۔ اہل دمشق انہیں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

ابو درداء کے ساتھ شادی:

ام درداء نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی اور ابو درداء نے ان کی کفالت کے فرائض سرانجام دیئے۔ انھوں نے اس یتیم بچی کی تربیت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے کی کیونکہ انہیں یہ علم تھا کہ یتیم کی کفالت کرنے والے کے لیے بڑا ہی اجر وثواب ہے۔

یہ بچپن میں حضرت ابو درداء کے پاس سکارف لے کر حاضر ہوتیں' مردوں کی صفوں میں نماز ادا کرتیں' علماء اور حفاظ کے علمی حلقوں میں بیٹھتیں' ان سے علم حاصل کرتیں صحابہ کرام سے قرآن حکیم کی تلاوت سنتیں' یہاں تک کہ یہ خود بھی بہت عمدہ انداز میں قرآن حکیم کی تلاوت کرنے لگیں۔ انہوں نے بچپن میں قرآن حکیم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی اور پورا حضرت ابو درداء کو سنایا' وہ ان کے حفظ اور عمدہ تلاوت سے بہت خوش ہوئے اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے علمی میدان میں آگے بڑھنے کی تلقین کی۔

جب ام درداء جوان ہوگئیں تو حضرت ابو درداء کی نصیحت کے مطابق انہوں نے عالمہ فاضلہ خواتین سے علمی استفادہ شروع کر دیا۔ ایک روز حضرت ابو درداء نے انہیں کہا کہ ''اب تم عورتوں کی صفوں میں رہا کرو۔''

ہجیمہ یعنی ام درداء نے علم کی محبت، عبادت میں شغف اور دنیا سے بے رغبتی کی بنیاد پر پرورش پائی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وافر عقل و دانش اور کمال درجے کے حسن و جمال سے نوازا تھا۔

جب ہجیمہ نے ایک منجھی ہوئی خاتون کا روپ دھار لیا تو ابو درداء نے ان کے ساتھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شادی کر لی‘ اس بنا پر انہوں نے اپنی کنیت ام درداء اختیار کر لی۔ پھر وہ اسی کنیت سے مشہور و معروف ہوئیں اور اصلی نام کسی کو یاد ہی نہ رہا۔

ام درداء نے شادی کے بعد اپنے خاوند سے علم حاصل کرنا شروع کر دیا اور ان سے وافر مقدار میں علم دوسروں تک منتقل کیا۔

ابو درداء نے اچھی تعلیم و تربیت کی بنا پر انہیں دور تابعین میں ان عالمہ‘ فاضلہ اور فقیہہ خواتین کی صف میں لا کھڑا کیا جنھوں نے تاریخ نسواں میں بہت اچھے آثار چھوڑے ہیں۔

خاوند کے ساتھ چند واقعات:

ام درداء کی نشو و نما اعلیٰ اخلاق اور عمدہ عادات کی بنیاد پر ہوئی وہ خواتین کے لیے بہت عمدہ نمونہ اور خاوند کے حق میں نیک بیوی ثابت ہوئیں۔ یہ اپنے خاوند کی ہر بات کو بڑے دھیان سے سنا کرتی تھیں‘ ان کی نصیحتوں کو غور سے سنتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہوتیں جس کی بنا پر میاں بیوی میں محبت اور پیار میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔

ایک نصیحت ذرا آپ بھی غور سے سنیں:

کہا: اے ام درداء! جب تم ناراض ہو گی تو میں تمہیں راضی کروں گا جب میں کسی بات پر ناراض ہو جاؤں تو تم مجھے راضی کرنا‘ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ہم میں جلدی علیحدگی ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

یہ باتیں وہ غور سے سنتیں اور ہر ممکن اپنے خاوند ابو درداء کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتیں‘ وہ یہ بات اچھی طرح جانتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ ابو درداء کو بڑی محبت اور شفقت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور انہیں دربار رسالت میں بڑی اہمیت حاصل تھی۔ وہ ممتاز صحابہ کرام میں سے تھے۔ ام درداء نے صبر و قناعت کا سبق سیکھا اور اس میں خود اعتمادی کا وافر عنصر پایا جاتا تھا۔ فرماتی ہیں کہ مجھے ایک روز ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''کسی سے کبھی کچھ نہ مانگنا'' میں نے کہا: ''اگر مجھے کوئی ضرورت پیش آجائے تب بھی کسی سے کچھ نہ مانگوں؟'' فرمایا: ایسی صورت میں فصل کاٹنے والوں کے ہاتھوں سے زمین پر گرنے والا اناج اٹھالینا اسے پیس کر گوندھ کر پکا لینا لیکن کسی سے کچھ نہ مانگنا۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ صبح کے وقت ابودرداء پوچھتے کھانے کے لیے گھر میں کچھ ہے جب کوئی کھانے کی چیز گھر میں نہ ہوتی تو یہ کہتے چلو آج میرا روزہ ہے۔

ام درداء اپنے خاوند کی خوبیوں کو بڑی ہی قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھیں اور وہ اپنے اللہ سے اکثر و بیشتر یہ دعا مانگا کرتی تھیں کہ الٰہی مجھے جنت میں میرے شوہر کا ساتھ نصیب کرنا۔ وہ یہ بھی کہا کرتی تھیں:

الٰہی! ابودرداءؓ نے دنیا میں میرے ساتھ شادی کی۔ الٰہی میری تیری بارگاہ میں یہ التجا ہے کہ تو آخرت میں بھی مجھے اسی کی بیوی بنانا۔

ابودرداء نے کہا اگر تو آخرت میں میری بیوی کی حیثیت سے جنت میں رہنا چاہتی ہو تو میرے مرنے کے بعد کسی سے شادی نہ کرنا۔ جب ابودرداء نے وفات پائی تو امیر معاویہ نے انہیں شادی کا پیغام دیا' انہوں نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ میں اب اپنی زندگی میں کسی سے شادی نہیں کرونگی کیونکہ میں جنت میں ابودرداء کے ساتھ رہنا پسند کرتی ہوں' میں نے ابودرداء سے یہ سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا ہے کہ جنت میں عورت اپنے آخری خاوند کے ساتھ ہوگی۔ میں ابودرداءؓ کا بدل نہیں چاہتی میں نے تو ابودرداءؓ سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے کہ وہ مجھے جنت میں ان کا ساتھ نصیب کرے۔'' ام درداءؒ نے پوری زندگی کسی اور سے شادی نہیں کی۔ امیر معاویہؓ نے انہیں کثرت کے ساتھ روزے رکھنے کی تلقین کی۔

میدان روایت میں:

اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ہم ام درداء جیسی خاتون کو دیکھتے ہیں کہ وہ فقہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور تفسیر کے علم میں بلند مرتبے پر فائز ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ علوم عظیم المرتبت صحابہ کرامؓ سے حاصل کئے تھے جن میں سرفہرست ان کے سرتاج مثالی امام' دمشق کا قاضی' حکیم امت' سید القراء صحابیٔ رسول' حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں قرآن حکیم جمع کرنے کی سعادت حاصل کی' جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے ۱۷۹ احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ جن کے بارے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میری امت کا حکیم عویمر ہے۔'' یاد رہے کہ عویمر حضرت ابو درداء کا نام ہے۔

ام درداء نے صرف حضرت ابو درداءؓ ہی سے علوم حاصل کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے حضرت سلمان فارسی، حضرت ابو مالک اشعری جن کا اصلی نام کعب بن اشرف تھا' حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت فضالہ بن عبیدؓ سے بھی احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

حضرت ام درداء سے متعدد بڑے بڑے علماء اور جلیل القدر تابعین نے علم حاصل کیا۔ جن میں سے جبیر بن نفیر' ابو قلابہ الجرمی' رجاء بن حیوۃ' یونس بن میسرہ' مکحول شامی جیسی عظیم المرتبت شخصیات قابل ذکر ہیں۔

حضرت ام درداء کی بیان کردہ روایات امام مسلمؒ' ابو داؤدؒ' ترمذی اور ابن ماجہ نے اپنی کتابوں میں نقل کی ہیں۔

علامہ ابن سمیع نے حضرت ام درداء کا تذکرہ شام میں رہائش پذیر تابعین کے دوسرے طبقے میں کیا ہے۔

ام درداء کی روایات:

حضرت ام درداء حضرت ابو درداءؓ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((من اصبح معافی فی بدنه ، آمنا فی سربه عنده قوت یومه

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فکانما حیزت لہ الدنیا، یا ابن جعشم یکفیك منھا ما سد جوعتك وواری عورتك وان کان ثوبا یواریك فذاك وان کان دابة ترکبھا فبخ' فلق الخبز وماء الجروما فوق ذالك حساب))

(جامع الاصول: ۱۰/۱۳۵)

''جس کا جسم صحت مند ہو اور اس کا راستہ محفوظ و مامون ہو اس کے پاس ایک دن کی غذا ہو گویا اس کے لیے دنیا جمع کر دی گئی۔ اے ابن جعشم! تیرے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ جس سے تیری بھوک مٹ جائے۔ تیرا ستر چھپ جائے۔ تجھے اتنا کپڑا میسر آ جائے جو تجھے چھپا لے۔ اگر سواری میسر آ جائے تو پھر کیا بات ہے' روٹی کا ٹکڑا اور مٹکے کا پانی' اس سے زیادہ ہو گا تو حساب دینا پڑے گا۔''

ان کی مرویات میں سے ایک درج ذیل ہے جو ان کے علم و فقہ اور سنت مطہرہ پر دلالت کرتی ہے۔ جسے امام مسلم نے صفوان بن عبداللہ بن صفوان کے حوالے سے نقل کیا' ان دنوں ام درداء حضرت ابو درداءؓ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک تھیں۔

صفوان بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں شام حضرت ابو درداءؓ کے پاس آیا وہ گھر میں تشریف فرما نہ تھے گھر میں ام درداء موجود تھیں انھوں نے پوچھا کیا آپ حج کے لیے جا رہے ہیں؟

میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے خیر کی دعا کرنا۔ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((دعوة المرء المسلم لاخیه بظھر الغیب مستجابه عند راسه ملك موکل کلما دعا لاخیه بخیر قال الملك الموکل بة آمین ولك بمثل)) (مسلم: ۸/۸٦- ۸۷۔ باب فضل للدعاء المسلمین بظھر الغیب)

''مسلمان انسان کا اپنے غیر حاضر بھائی کے لیے دعا کرنا مقبول ہوتا ہے اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ متعین ہوتا ہے جب بھی کوئی اپنے بھائی کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیے بہتری کی دعا کرتا ہے تو متعین فرشتہ آمین کہتا ہے اور خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اللہ تجھے بھی خیر و بھلائی سے نوازے۔''

صفوان بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں بازار گیا۔ ابودرداءؓ سے ملا انہوں نے مجھے یہ روایت سنائی۔

امام مسلم نے یہ روایت ام درداء کے حوالے سے بیان کی وہ فرماتی ہیں کہ مجھے میرے سرتاج یعنی ابودرداءؓ نے یہ حدیث بتائی' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپؐ فرماتے ہیں:

((من دعا لاخيه بظهر الغيب قال الملك الموكل به آمين ولك بمثل)) (مسلم: ۸۶/۸)

''جس نے اپنے غیر حاضر بھائی کے لیے دعا کی' متعین فرشتہ کہتا ہے آمین اور ساتھ ہی وہ یہ دعا دیتا ہے کہ تجھے یہ خیر و برکت میسر آئے''

عبادت اور اطاعت کی چند جھلکیاں:

ام درداء کے تمام اوقات اطاعت' علم اور عبادت میں مشغول ہوتے' ان کا گھر ہر گوشہ نشین' توبہ منش' ہر فقیہ اور مجتہد کے لیے جائے پناہ بنا ہوا تھا' عبادت گزار خواتین اکثر و بیشتر ان کے گھر کا رخ کرتیں' بہت عابد و زاہد یہاں تشریف لاتے' علم حدیث حاصل کرتے اور ذکر الٰہی میں وقت گزارتے۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ مرد حضرت ام درداءؓ سے دینی علم حاصل کرتے اور فقہی مسائل سے آگاہی حاصل کرتے۔

عون بن عبداللہ جو کہ تابعین میں سے بڑے ثقہ عالم تھے فرماتے ہیں کہ ہم ام درداء سے ذکر الٰہی کا طریقہ سیکھتے۔

خواتین حضرت ام درداء کے پاس ذکر الٰہی اور عبادت گزاری کے لیے اکثر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اوقات مصروف رہتیں۔ یونس بن میسرہ کہتے ہیں کہ بعض خواتین ام درداء کے ہمراہ رات بھر عبادت میں مصروف رہتیں۔طویل قیام کی وجہ سے ان کے پاؤں پر سوزش آ گئی۔

ام درداء اکثر و بیشتر اوقات نماز اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتیں جب بھی کوئی انہیں دیکھتا تو سجدے میں دکھائی دیتیں۔

میمون بن مہران کہتے ہیں کہ میں جب بھی ان کے ہاں آیا انہیں نماز پڑھتے ہی دیکھا۔

امام مکحول شامی نماز کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ام درداء نماز میں مردوں کی طرح بیٹھی تھیں اور وہ بڑی فقیہہ عالمہ' فاضلہ خاتون تھیں۔

ام درداء جتنی زیادہ عابدہ و زاہدہ تھیں اتنی ہی زیادہ متواضع و منکسر المزاج تھیں۔ ابراھیم بن علیہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے ام درداء سے کہا میرے لیے دعا کیجئے فرمانے لگیں۔ میں دعا کروں میں اس قابل کہاں!

ام درداء کی قرآن حکیم کے معانی و مطالب پر بڑی گہری نظر تھی' ابی عمران انصاری کہتے ہیں:

میں ام درداء کی سواری کا حدی خواں تھا' سواری کو ہانک رہا تھا' بیت المقدس اور دمشق کے درمیان سفر جاری تھا کہ ام درداء نے مجھے کہا اے سلیمان! پہاڑوں کو وہ وعدہ سنائیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا ہے میں نے بلند آواز سے یہ آیت پڑھی:

﴿وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً﴾ (الكهف ٤٧)

سعید بن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ ام درداء کی قرآن حکیم کے مطالب پر بڑی گہری نگاہ تھی ایک دفعہ ایسے ہوا کہ ان کے دل میں جہنم کا خیال آیا اسماعیل بن عبیداللہ آپ کے پاس تھے فرمایا اے اسماعیل! قرآن کی تلاوت کرو اس نے یہ آیت پڑھی:

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ﴾

(المؤمنون: ١١٥)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کر دیا ہے اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے۔''

اس آیت کریمہ کو سن کر اس پر اتنا اثر ہوا کہ وہ منہ کے بل گر پڑیں' زاروزار رونا شروع کر دیا' آنسوؤں سے ان کا چہرہ تر ہو گیا۔ اسماعیل بن عبیداللہ پر بھی یہی کیفیت طاری ہو گئی۔

ام درداءؒ صبر و اطاعت اور تسلیم و رضا کے حوالے سے بڑے بلند مقام پر فائز تھی۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ جب ابودرداء فوت ہوئے انہیں دفن کرتے وقت ام درداء نے کہا تم اپنے رب کی طرف جاؤ اور میں اپنے رب کی طرف جاتی ہوں یہ کہا اور خود مسجد کی طرف چلی گئیں۔

لوگوں کو تعلیم دینا:

ام درداء کی علمی مجالس کے ساتھ بہت زیادہ دلچسپی تھی علمی مجلسوں میں شمولیت کے لیے لوگوں کو آمادہ کرنا ان کا معمول تھا۔ عون بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم ام درداء کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیر تک وہاں بیٹھے رہے' اب ہم چلتے ہیں ہماری وجہ سے آپ اکتا چکی ہونگی! فرمایا: تم نے مجھے اکتا دیا۔ نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں میں ہر چیز میں عبادت کا پہلو تلاش کر لیتی ہوں۔ علمی مجلس اور علمی مذاکرے سے مجھے دلی سکون ملتا ہے۔ آپ نے ایک شخص کو قرآن پڑھنے کا حکم دیا تو اس نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾ (القصص: ۵۱)

''ہم نے ان کے لیے بات کو دہرایا ہے شاید کہ وہ نصیحت پکڑ لیں۔''

جو بھی آپ کے پاس آتا اسے ہدایت قبول کرنے، صالح اعمال اختیار کرنے کی تلقین کرتی تمام لوگوں کو سنت مطہرہ پر عمل کرنے کی تلقین کرتیں۔

عثمان بن حیان کہتے ہیں میں نے سنا ام درداء فرماتی ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک شخص یہ کہتا ہے الٰہی مجھے رزق دے اور وہ جانتا ہے کہ اللہ اس پر سونے اور چاندی کی بارش نہیں برسائے گا' اللہ تعالیٰ لوگوں کو لوگوں کے ذریعے ہی سے رزق عطا کرتا ہے۔ جو اسے کسی ذریعے سے مل جائے اسے قبول کر لے۔ اگر وہ مال دار ہے تو کسی ضرورت مند کی مدد کرے اگر وہ فقیر ہے تو مال کو اپنے کام میں لائے۔ اللہ تعالیٰ جو رزق دے اسے رد نہیں کرنا چاہیے۔

ام درداء کی یہ رائے تھی کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس افضل عبادت ہے اس لیے وہ نماز میں کثرت سے ذکر الٰہی کی' روزے رکھنے اور عمل صالح کی بہت زیادہ تلقین کیا کرتی تھیں۔

ذکر الٰہی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

> ''ذکر الٰہی سب سے بڑا عمل ہے اگر تو نماز پڑھے تو یہ بھی ذکر الٰہی ہے۔ اگر تو روزہ رکھے تو یہ بھی ذکر الٰہی ہے۔ ہر نیک عمل جو تو سرانجام دے یہ ذکر الٰہی ہوگا۔ ہر برائی جس سے تو اجتناب کرے یہ عمل بھی ذکر الٰہی کے زمرے میں آئے گا۔ سبحان اللہ کا ورد کرنا سب سے افضل ذکر ہے۔''

ام درداء کسی کو بھی نصیحت کرنے میں بخل سے کام نہیں لیتی تھیں سفر ہو یا حضر وہ سامعین کو تقوے کی تلقین کرتی رہتی تھیں وہ قرآن حکیم کو حفظ کرنے' علم و عمل کا راستہ اختیار کرنے کی ہر کسی کو نصیحت کرتیں۔

ابو زکریا خزاعی بیان کرتے ہیں:

ہم ایک سفر کے لیے روانہ ہوئے ہمارے ساتھ ایک شخص بھی اس سفر پر روانہ ہوا' ام درداء نے اسے کہا: آپ کو تلاوت سے کون سی چیز روک رہی ہے آپ اس طرح ذکر الٰہی کیوں نہیں کرتے جس طرح تیرے ساتھی کرتے ہیں؟

اس نے کہا: مجھے صرف ایک ہی سورت زبانی یاد ہے۔ اسے بار بار پڑھنے سے میرا جی بھر گیا ہے۔

یہ سن کر انہوں نے کہا: قرآن کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے میں آپ کو دوران سفر اپنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ساتھ اس قافلے میں شریک نہیں رکھ سکتی آپ آگے چلے جائیں یا پیچھے رہ جائیں۔
اس نے اپنی سواری کو ایڑی لگائی اور آگے بڑھ گیا۔ پھر ہمارے ساتھ ایک اور شخص آ ملا' ابوزکریا خزاعی نے کہا: ام درداء! یہ شخص اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہے: الٰہی! مجھے ایسا بنا دے کہ میں تیری رحمت کی امید رکھوں اور تیرے عذاب سے ڈرتا رہوں' مجھے ایسا نہ بنانا جو تیری رحمت کی امید نہیں رکھتا ہے اور نہ ہی تیرے عذاب سے ڈرتا ہے۔ الٰہی میں اس دن امن کا سوالی ہوں جس دن لوگ خوف زدہ ہونگے۔ ام درداء نے مجھ سے کہا یہ دعائیہ کلمات لکھ لو تو میں نے لکھ لئے۔

ام درداءؒ کا روزانہ یہ معمول تھا کہ وہ لوگوں کو دینی تعلیم دیتیں اور انہیں فضائل اعمال یاد کراتیں۔

عثمان بن حیان بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم نے ام درداء کے ساتھ کھانا کھایا ہم الحمد للہ کہنا بھول گئے اس نے کہا میرے بچو! کھانے کے دوران ذکر الٰہی سے پہلو تہی اختیار نہ کیا کرو۔ کھانے کے دوران الحمد للہ کہنا خاموش رہنے سے کہیں بہتر ہے۔

عمدہ حکمت اور نصیحت پر مبنی باتیں:

ام درداء کی زبان پہ حکمت کی باتیں بڑی رسیلی سنائی دیتیں چونکہ انہوں نے تعلیم حکیم الامت ابودرداءؓ سے حاصل کی تھی اس لیے ام درداء کی ہر بات حکمت و معرفت سے لبریز ہوتی' منہ سے ایسے کلمات نکلتے جن میں بڑے ہی لطیف اور پر اثر معانی چھپے ہوئے ہوتے۔ وہ فرمایا کرتی تھیں:

''افضل علم معرفت کا حاصل ہوتا ہے۔''

ام درداء نے اپنے ایک شاگرد کی تختی پر یہ حکمت بھری بات لکھ دی ''حکمت و دانائی کو بچپن میں سیکھو اسے بڑھاپے میں سیکھو' ہر بونے والا وہی کاٹتا ہے جو اس نے بویا ہو وہ اچھا ہو یا برا''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ام درداء نے دنیا کی مذمت اور اس کے سحر اور چمک دمک سے پہلو تہی اختیار کرنے کے حوالے سے بہت ہی دلچسپ اور عمدہ بات کہی:

دنیا انسان کے دل پر ہاروت و ماروت سے بھی زیادہ جادو کا سا اثر کرتی ہے اور جب بھی دنیا انسان پر اثر انداز ہوتی ہے تو اسے ذلیل وخوار کر دیتی ہے۔

معاشرتی زندگی کے بارے میں ان کی حکمت بھری بات سماعت فرمائیں' انہیں ایک دفعہ کسی معاملے میں عتاب کا نشانہ بنایا گیا ان سے پوچھا گیا ایسا کیوں ہوا؟

فرمایا: ''لوگ ناقص ہو گئے ان کی طرح مجھ میں بھی کمی آ گئی''

علامہ زمخشری نے اپنی کتاب ''ربیع الابرار'' میں ام درداء کے ناصحانہ عمدہ باتیں اور تجربات نقل کیے ہیں۔ فرماتی ہیں:

جس نے اپنے کسی بھائی کو پردے میں نصیحت کی اس نے اسے زینت بخشی اور جس نے اسے سرعام نصیحت کرتے ہوئے تنقید کا نشانہ بنایا تو اس نے اُسے ذلیل کیا۔

شہر بن حوشب ام درداء کے حوالے سے ایک بات بیان کرتے ہیں کہ: ام درداء نے ارشاد فرمایا:

ابن آدم کے دل میں خوف شمع کے جلنے کی طرح ہوتا ہے کیا آپ اسے پھڑکتے نہیں دیکھتے؟

کہا: کیوں نہیں۔

اس نے کہا: دل کی جب یہ کیفیت ہو اس وقت دعا قبول کی جاتی ہے۔

اس نے سخت دلوں کے علاج کے لیے بڑی ہی عمدہ بات کہی:

ایک شخص نے ان سے کہا: میرے دل میں بیماری ہے میں اس کی کوئی دوا نہیں پاتا' میرا دل بڑا سخت ہے ہر دم اکتاہٹ کا شکار رہتا ہے۔

فرمایا: تم قبروں میں جھانک کر دیکھا کرو، مردوں کا بچشم خود مشاہدہ کیا کرو۔

ہشام بن اسماعیل ایک دن حضرت ام درداء کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے پوچھا آپ میں سب سے پختہ خوبی کون سی ہے۔ فرمایا: اللہ کی بے پناہ محبت۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علماء کی تعریف:

ام درداء اس اعتبار سے بڑی خوش نصیب ہیں کہ بڑے بڑے علماء نے ان کے علم' معرفت' عبادت اور فضائل و مناقب کا اعتراف کیا ہے۔

علامہ مکحولؒ کہتے ہیں کہ ام درداء ایک فقیہہ خاتون تھیں۔

ابن عساکر کہتے ہیں کہ ام درداء زاہدہ' عابدہ اور فصیحہ بلیغہ خاتون تھیں۔

علامہ نووی کہتے ہیں کہ ام درداء زاہدہ' فقیہ اور دانشور خاتون تھیں۔

علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ ام درداء تابعیہ، عالمہ' عابدہ اور فقیہہ خاتون تھیں۔

علامہ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ ام درداء ایسی سیدہ، عالمہ اور فقیہہ خاتون تھیں جنہوں نے علم و عمل اور زہد و تقویٰ کے حوالے سے بڑی شہرت پائی۔

ابن حبان نے ام درداء کا تذکرہ اپنی کتاب ''الثقات'' میں کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ عبادت گذار خواتین میں سے تھیں۔

علماء اور مؤرخین متفقہ طور پر حضرت ام درداء کے فقیہہ ہونے کا اعتراف کیا ہے اور یہ خوبی تمام خوبیوں پر سبقت لے جانے والی ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی شخص پر بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔

عبدالملک بن مروان کے ساتھ چند واقعات:

حضرت ام درداء رحمہا اللہ بنو امیہ میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ بنو امیہ کے خلفاء ان کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ سیدنا امیر معاویہؓ ان کی بہت قدر کیا کرتے تھے۔

عبدالملک بن مروان اپنے دور حکومت میں حضرت ام درداء کے علمی حلقے میں بیٹھتے اور دمشق کی مسجد میں سب سے آخر میں بیٹھ کر حضرت ام درداء کی علمی گفتگو سنتے۔

ام درداء نے ایک روز عبدالملکؒ بن مروان سے کہا جب سے میں نے آپ کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیکھا' آپ کے بارے میں میرے ذہن میں اکثر ایک خیال آتا ہے۔

اس نے پوچھا وہ کیا؟

فرمایا: آپ سے اچھا میں نے بات بیان کرنے والا اور غور سے بات کو سننے والا کوئی اور نہیں دیکھا۔

عبدالملک بن مروان اپنے وقت کے حکمران تھے وہ حضرت ام درداء کی باتوں سے استفادہ کیا کرتے تھے۔ جب کبھی اس کے منہ سے کوئی نازیبا بات نکلتی تو حضرت ام درداء دلیل، حکمت اور خوش اسلوبی سے اس کی اصلاح کر دیا کرتی تھیں۔

زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان نے مجھے حضرت ام درداء کی طرف بھیجا اور وہ محل میں ہی تشریف فرما تھیں۔ ایک رات عبدالملک بن مروان نے اپنے خادم کو بلایا اس نے آنے میں دیر کر دی تو عبدالملک نے اس پر لعن طعن کی۔ صبح ہوئی تو حضرت ام درداءؒ نے کہا: آپ کو میں نے رات کے وقت اپنے خادم پر لعن طعن کرتے ہوئے سنا ہے۔ اس نے کہا: ہاں۔ اس نے آنے میں دیر کر دی تھی! فرمانے لگیں میں نے ابو درداء سے یہ بات سنی کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

((لا یکون اللعانون شفعاء ولا شھداء یوم القیامه))

(جامع الاصول: ۷۵۷/۱۰)

''قیامت کے دن لعنت کرنے والے نہ سفارش کر سکیں گے اور نہ ہی گواہی دے سکیں گے''

حضرت ام درداء کا اپنے خاوند کی وفات کے بعد زندگی بھر یہ معمول رہا کہ وہ چھ ماہ مسجد اقصیٰ میں تعلیم و تدریس اور عبادت میں مصروف رہتیں اور چھ ماہ اپنے اصل وطن دمشق میں۔

بیت المقدس میں قیام کے دوران خلیفہ عبدالملک کے احترام و اکرام کی وجہ سے آسودہ حال رہتیں۔ عبدالملک بن مروان ان کے ساتھ بہت ہی عزت و احترام سے پیش آتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ عبدالملک بن مروان کے ہاں فلاں شخص نے آپ سے عطیہ حاصل کیا تھا۔
میں نے کہا: کہ ہم پر اگر کوئی جھوٹا الزام لگایا گیا تو ہماری صفائی پیش کرنے والے بھی بہت ہیں۔

الوداع اے ام درداء:

۸۱ھ میں ام درداء نے فریضہ حج ادا کیا۔ حج سے فارغ ہو کر دمشق واپس تشریف لے آئیں۔ ۸۲ھ کو ام درداء داعیٔ اجل کو لبیک کہتی ہوئی اپنے وطن سرزمین شام میں اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ دمشق میں باب صغیر کے پاس حضرت ابو درداءؓ کی قبر کے ساتھ انہیں دفن کیا گیا۔ باب صغیر کے پاس ان کی قبر مشہور ومعروف ہے۔
یہ بات آپ کے لیے بڑی مفید اور معلومات افزا ثابت ہوگی کہ ہم باب صغیر کے پاس دفن ہونے والی صحابیات کا تذکرہ کر دیں۔
بڑے مشہور ومعروف مؤرخ عالم دین محمد بن علی دمشقی صالحی جو حافظ ابن طولون کے نام سے مشہور ہیں فرماتے ہیں کہ باب صغیر کے شروع ہی میں حضرت بلال بن حمامہؓ کی قبر کے علاوہ تین ازواج مطہرات کی قبریں ہیں۔ سیدہ فاطمہ الزہراء کی کنیز فضہ اور ام درداءؓ کی قبریں ایک ہی جگہ پر واقع ہیں۔
اللہ تعالیٰ ام درداء پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے اور صالحین کی فہرست میں شامل کرے۔
حضرت ام درداءؓ کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ تہذیب التہذیب: ۴٦٦/۱۲
۲۔ البدایہ والنہایہ: ۹/۵۰
۳۔ تہذیب الاسماء واللغات: ۲۲۸/۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

٤۔ تاریخ دمشق: ٤٣٥

٥۔ جامع الاصول لابن اثیر: ٧٥٧/١٠

٦۔ سیر اعلام النبلاء ٢٧٩/٤

٧۔ الاعلام زرکلی: ٧٧/٨

٨۔ مسلم: ٨٦/٨

٩۔ المعرفة والتاریخ: ٦٦/٢

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت فاطمہ بنت عبدالملک رحمۃ اللہ علیہا

زبیر بن بکار کہتے ہیں درج ذیل شعر کا مصداق فاطمہ بنت عبدالملک کے سوا کوئی دوسری خاتون آج تک نہ ہو سکی۔

بنت الخليفة والخليفة جدها

اخت الخلائف والخليفه زوجها

''خلیفہ کی بیٹی اور اس کا دادا خلیفہ، خلفاء کی بہن اور اس کا خاوند خلیفہ۔''

وہ کون ہے؟

ایک ایسی خاتون جس نے خود اپنے لیے عظمت کی بنیاد رکھی جس کے آثار آج تک موجود ہیں۔ ایک ایسی خاتون جس نے ناز ونخرے کو خیر باد کہتے ہوئے اپنے ارد گرد سے خلافت کے رعب ودبدبے کے خول کو اتار پھینکا اور سادہ زندگی گزارنے کا طریقہ اختیار کیا جیسا کہ ان کے شوہر نے اپنے لیے اور اپنے قریبیوں کے لیے اختیار کیا تھا اور انہوں نے اللہ کی محبت میں فنا ہونے والی روح کے ساتھ سادہ طرز حیات کو پسند کیا۔ باوجود اس کے کہ ان کا خاوند روئے زمین پر خلیفہ تھا ان کے پاس مشرق و مغرب سے ٹیکس آتا تھا۔ اس عظیم خاتون کے دل میں ایمانی ہوا کے جھونکے اثر پذیر ہو چکے تھے اور وہ کڑوی کسیلی اور کھردری زندگی میں چھپی ہوئی خوشگوار نعمتوں کو محسوس کرنے لگیں اور وہ فانی دنیا کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی فردوس' اس کی رضامندی اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کو دیکھنے لگیں۔

یہ عظیم المرتبت خاتون اس بات پر فخر نہیں کرتی تھیں کہ ان کا خاوند امیر المومنین ہے اور نہ ہی وہ ریشمی لباس میں ناز ونعمت کو محسوس کرتیں اور نہ ہی زیورات اور شاہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چوغوں کو زیب تن کرنے میں فخر محسوس کرتیں بلکہ وہ ان خواتین میں سے ہی نہیں تھیں جنہیں دنیا کے دلچسپیاں اور رنگینیاں بہکا دیتی ہیں۔

وہ ایک نادر قسم کی خاتون تھیں' زمانے میں ان جیسی خواتین بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں۔

یہ جلیل القدر خاتون فاطمہ بنت عبدالملک امویہ قرشیہ تھیں۔ امام' حافظ' علامہ' مجتہد' عابد' زاہد امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کی زوجہ محترمہ۔ یاد رہے کہ تاریخ اسلام میں عمر بن عبدالعزیز کو پانچویں خلیفہ راشد ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ واقعی ولی اللہ تھے۔

فاطمہ نے اپنے شوہر عمر بن عبدالعزیز سے وہ علمی مسائل بیان کئے جو انھوں نے حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب، سائب بن زید اور سھل بن سعد سے روایت کئے تھے۔

جب فاطمہ بنت عبدالملک علم میں پختہ ہوگئیں تو ان سے بڑے بڑے تابعین' علماء اور اتقیاء نے روایت کرنے کی سعادت حاصل کی جن میں مغیرہ بن حکیم صنعانی، عطاء بن ابی رباح، ابوعبیدہ بن عقبہ بن نافع الفھری' حضرت عمر بن عبدالعزیز کے غلام مراھم اور مسلمہ بن عبدالملک کے غلام زفر قابل ذکر ہیں۔

ابو زرعہ کہتے ہیں کہ سرزمین شام کی خواتین میں سے جس نے حدیث بیان کرنے کا اعزاز حاصل کیا وہ امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک ہیں۔

فاطمہ بنت عبدالملک کی یاد ہمارے دلوں اور ذہنوں میں ہمیشہ رہے گی اور ہم انہیں عزت وتوقیر کی نگاہ سے دیکھیں گے جس کی واقعی وہ مستحق ہیں۔

عزت کی چادر:

فاطمہ بنت عبدالملک جب سے پیدا ہوئیں انہوں نے خوشحالی دیکھی اور اپنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آ گئے' دائیں بائیں اور اوپر عزت و شرف کے جھنڈے لہراتے دیکھے۔ بارہ اشخاص ان کے محرم تھے اور سبھی خلفاء تھے۔ باپ' دادا' خاوند' بھائی اور بھتیجے سبھی خلیفہ تھے۔

فاطمہ بنت عبدالملک تخت خلافت پر چلتی پھرتی رہیں' عز و شرف اور ناز و نعم کی گود میں پروان چڑھیں اور علوم و معارف کی لذت سے شاد کام ہوئیں۔ اپنے والد خلیفہ عبدالملک بن مروان کو وہ بڑی ہی عزیز تھیں وہ اپنی اس بیٹی کے ساتھ بہت ہی پیار کیا کرتے تھے اور وہ اس کے بارے میں یہ توقع رکھتے تھے کہ اسے آگے چل کر بڑی عظمت' عزت' وقار اور شرف حاصل ہوگا' وہ اپنی اس بیٹی کو نادر قسم کے جواہرات' موتی بطور تحفہ دیتے' وہ اپنی اس بیٹی کا بڑا ہی خیال کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹے ولید کو وصیت کر رکھی تھی کہ تم اپنی بہنوں سے حسن سلوک سے پیش آنا' ان کی عزت کرنا' ان سب سے زیادہ فاطمہ مجھے پیاری ہے۔ پھر انہوں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہوئے یہ دعا کی:

''الٰہی اس کے حوالے سے میری حفاظت کرنا''

ان کی دعا قبول کر لی گئی۔ ان کے ساتھ ان کے چچا کے بیٹے عمر بن عبدالعزیز نے شادی کی۔ اس شادی کا اہتمام خود عبدالملک بن مروان نے کیا۔

شادی کی داستان:

فاطمہ بنت عبدالملک کی اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ شادی کا بھی بڑا دلچسپ واقعہ ہے جو تاریخ کی مختلف کتابوں میں درج ہے۔ ہوا یوں کہ جب عبدالعزیز بن مروان وفات پا گئے تو عبدالملک بن مروان نے اپنے بھائی کے بیٹے عمر بن عبدالعزیز کو اپنے پاس رکھ لیا۔ وہ نوعمر ہونے کے باوجود علم و ادب اور فہم و فراست میں بڑے مشہور و معروف تھے۔ عبدالملک نے انہیں اپنی دیگر اولاد کے ساتھ رکھا بلکہ انہیں اپنی ساری اولاد پر ترجیح دی۔ عبدالملک بن مروان ان کا اتنا زیادہ خیال اس لیے رکھتے تھے کہ وہ بلا کے ذہین و فطین تھے' لوگوں کی یہ توقعات تھیں کہ عمر بن عبدالعزیز وہی زخمی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نو جوان ہے جو روئے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ مزید برآں عبدالملک بن مروان نے اپنی فہم و فراست سے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ عمر بن عبدالعزیز بڑے ہو کر بہت شان والا ہوں گے اور ان کا اندازہ درست نکلا۔

ایک روز عبدالملک بن مروان نے اپنے لاڈلے بھتیجے عمر بن عبدالعزیز سے کہا:

''میں نے اپنی بیٹی فاطمہ کی شادی تیرے ساتھ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔''

عمر بن عبدالعزیز نے بہت خوبصورت جواب دیا جو انہیں بڑا ہی پسند آیا۔

امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا قرب نصیب فرمائے آپ نے بڑی ہی کرم نوازی کی ہے۔ عبدالملک کے ایک ہم نشین نے کہا: ''یہ سیکھی ہوئی بات اس نے اپنی زبان سے ادا کی ہے۔''

ایک روز عمر بن عبدالعزیز اپنے چچا عبدالملک بن مروان کے پاس آیا۔

انہوں نے کہا اے عمر! تم کتنا خرچ لو گے؟

اس نے ایسا جواب دیا جو پہلے سے بھی دلچسپ اور خوش کن تھا۔

کہا: اے امیر المؤمنین! میں دو گناہوں کی درمیانی کیفیت کو پسند کرتا ہوں۔

عبدالملک بن مروان نے حیران ہو کر پوچھا کہ دو گناہوں سے آپ کی کیا مراد ہے؟

عمر بن عبدالعزیز نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذَالِكَ قَوَامًا﴾ (الفرقان: ٦٧)

''جو لوگ خرچ کرتے ہیں وہ اسراف نہیں کرتے اور نہ ہی بخل سے کام لیتے ہیں اور میانہ روی سے کام لیتے ہیں۔''

عبدالملک بن مروان نے اپنے بیٹے سے کہا یہ بات انہیں کس نے سکھلائی؟ یہ وہ حکمت و دانش ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عمر بن عبدالعزیز کو عطا کی۔

﴿يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ (البقرہ: ٦٢٩)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''وہ حکمت دیتا ہے جسے چاہتا ہے جسے حکمت دے دی جائے تو اسے خیر کثیر عطا کر دی گئی۔''

دختر خلیفہ کی شادی:

عمر بن عبدالعزیز خلیفہ عبدالملک بن مروان کی بیٹی کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے' وہ بڑی حسین و جمیل اور خواتین میں سب سے زیادہ علم و ادب اور حسب و نسب کے اعتبار سے ممتاز تھیں' ان کی شادی تاریخ کی مشہور و معروف شادیوں میں سے ہے۔ ان کی رخصتی کا دن دمشق کا یادگار دن تھا۔ ایک چشم دید گواہ کا بیان ہے:

میں عمر بن عبدالعزیز کی فاطمہ بنت عبدالملک کے ساتھ شادی کے دن دمشق میں موجود تھا' چاروں طرف خوشبو کی مہک پھیلی ہوئی تھی' قندیلوں میں عمدہ و اعلیٰ قسم کی خوشبو آویزاں کی ہوئی تھی' فضا خوشیوں کے پھول برسا رہی تھی اور فاطمہ کی ڈولی پر یہ شعر لکھا ہوا تھا:

بنت الخليفة والخليفة جدها
اخت الخلائف والخليفة زوجها

''خلیفہ کی بیٹی اور ان کا دادا خلیفہ' خلفاء کی بہن اور ان کا خاوند خلیفہ۔''

زبیر بن بکارؒ کہتے ہیں کہ اس شعر کا مصداق فاطمہ بنت عبدالملک کے علاوہ آج تک کوئی دوسری خاتون نہیں ہوئی۔

فاطمہ اپنے خوشحال شوہر کے ساتھ ناز و نعم سے زندگی بسر کرنے لگیں تا آنکہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ مدینہ منورہ منتقل ہو گئیں کیونکہ وہ مدینے کے گورنر تھے۔ فاطمہ اور ان کا خاوند امیر مدینہ سعادت کے چشموں سے سیراب ہونے لگے جوان دونوں کے دلوں میں پھوٹ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے اسحاق اور یعقوب دو بیٹے عطا کیے۔

دونوں میاں بیوی کئی سال تک اسی طرح خوشحالی کی زندگی بسر کرتے رہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک ۹۹ھ میں ایک روز ہر چیز یکسر بدل گئی۔

بلکہ میں آپ کو پسند کرتی ہوں:

اس بات کو بھلا کون سچ مانے گا کہ ایک خاتون جس نے ناز و نعمت میں زندگی بسر کی ہو زیورات اور شاہی پوشاک میں اس نے اپنی زندگی کا ایک حصہ گزارا ہو وہ ایک ہی لمحے میں یہ سب کچھ چھوڑ دیگی؟!!

فاطمہ بنت عبدالملک' تاریخ نے جن کے نام کو زندہ و جاوید رکھا انہوں نے یہ کارنامہ کر دکھلایا حالانکہ بہت سی ان کی ہم عصر خواتین کو تاریخ نے یکسر بھلا دیا ان کا کوئی نام ونشان باقی نہ رہا۔

یہ واقعہ ۹۹ھ ماہ صفر میں ظہور پذیر ہوا جب ان کے خاوند عمر بن عبدالعزیز مسند خلافت پر جلوہ نشین ہوئے۔ فاطمہ بنت عبدالملک نے بادی النظر میں یہ خیال کیا کہ اسے بھی اپنی پیش رو رانیوں کی طرح جملہ اختیارات حاصل ہونگے' یہ بھی حکومت کے امور میں ان کی طرح دخل اندازی کر سکے گی لیکن یہ بھلا کیسے ہو سکتا تھا' عمر بن عبدالعزیز نے تو اقتدار سنبھالتے ہی دنیا کی تمام رنگینیوں کو دلی طور پر خیر باد کہہ دیا تھا' مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوتے ہی دنیا کو تین طلاقیں دے دی تھیں۔

فاطمہ بنت عبدالملک کی دنیا میں ہر چیز بدل گئی بس ناز و نعم کے فقط تذکرے باقی رہ گئے' بس روشن خیالات تھے جو تیز رفتاری سے گزرتے جاتے تھے۔ چند ہی دنوں میں شکل وصورت بدل گئی' جسم کمزور ہو گیا' نئی زندگی شروع ہوئی۔ فاطمہ نے کبھی یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ ہیرے، موتی سے وہ تہی دامن ہو جائے گی' جنہیں پہن کر وہ اپنی سہلیوں میں فخر کیا کرتی تھی یہ سب کچھ کیا ہوا؟

تاریخ کی کتابوں میں منقول ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی بیوی کو مستقبل کا اختیار دے دیا کہ جس ماحول میں بھی وہ رہنا چاہتی ہے اسے اپنے لیے پسند کر لے کیونکہ خلافت کی ذمہ داری نے اسے دنیا کی ہر چیز بھلا دی تھی یہاں تک کہ حسین و

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جمیل بیوی کو بھی وہ اکثر یہ شعر پڑھ کر سنایا کرتے تھے:

قد جاء شغل شاغل
وعدلت عن طرق السلامة
ذهب الفراغ فلا فراغ
لنا الى يوم القيامة

''مصروف کر دینے والا کام آپڑا اور تو سلامتی کے راستوں سے ہٹ چکا۔
فراغت کے دن بیت گئے اب قیامت تک کوئی فراغت نہیں۔''

کاش کہ ہمارے اور خلافت کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جتنا مشرق و مغرب کے درمیان ہے جب سے یہ خلافت کا بوجھ میرے کندھوں پر پڑا ہے ہم نے کوئی خوشی دیکھی ہی نہیں۔ فاطمہ بنت عبدالملک نے اپنے شوہر کی نئی زاہدانہ زندگی دیکھ کر اپنے ذوق اور نقطہ نگاہ میں تبدیلی پیدا کر لی۔ ایک روز عمر بن عبدالعزیز اپنی بیوی فاطمہ کے پاس آئے جنہیں وہ علم و ادب' عصمت و عفت اور دین داری کے اعتبار سے عزت و شرف کے آسمان پر فائز تصور کرتے تھے۔ ان کے پاس ایک ایسا قیمتی موتی تھا جو کبھی کسی نے دیکھا نہ ہو۔ ان سے پوچھا یہ کہاں سے آیا۔

انہوں نے کہا: میرے ابا جان امیر المؤمنین عبدالملک بن مروان نے مجھے دیا ہے۔

فرمایا: اسے بیت المال میں داخل کرا دو یا مجھے اجازت دو کہ میں آپ کو فارغ کر دوں کیونکہ ایک گھر میں تم اور یہ قیمتی موتی ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ انہوں نے کہا: امیر المومنین اس جیسے کئی جواہرات آپ پر قربان' یہ ایک جوہر کیا ہوتا ہے! میں آپ کو پسند کرتی ہوں آپ سے جدا نہیں رہ سکتی۔ یہ کہا اور قیمتی جوہر بیت المال میں داخل کرا دیا۔

عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد جب فاطمہ کا بھائی ولید بن عبدالملک مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو اس نے اپنی بہن سے کہا: اگر آپ چاہتی ہیں تو میں وہ قیمتی موتی آپ کو واپس کر دیتا ہوں یا اس کی قیمت آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بہن نے کہا نہیں میں نے خوشی سے یہ بیت المال میں جمع کرایا تھا اور اب اپنے خاوند کی وفات کے بعد اسے واپس لے لوں یہ نہیں ہو سکتا۔ ولید بن عبدالملک نے جب یہ صورت حال دیکھی تو وہ جوہر اپنے اہل خانہ میں تقسیم کر دیا۔ فاطمہ بنت عبدالملک نے اپنے خاوند کو پسند کیا جو باقی رہنے والا قیمتی جوہر تھا' رہا اپنا زیور وہ تو زائل ہونے والا جوہر تھا۔

ہمیشہ رہنے کا راز:

فاطمہ بنت عبدالملک اپنے خاوند کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ ''مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے سے پہلے وہ قریش کے ایک عظیم المرتبت سردار تھے جن کے پاس سب سے عمدہ اور اچھی سواری تھی' جو نفیس ترین لباس زیب تن کیا کرتا، عمدہ اور مزیدار کھانا تناول کیا کرتے تھے جب وہ مسند خلافت پر جلوہ نشین ہوئے تو انہوں نے سادہ موٹی اون کا لباس زیب تن کر لیا۔ پانی کے علاوہ زیب وزینت کے لیے کوئی تیل استعمال نہ کیا۔ ایک سے زائد لباس اپنے پاس نہ رکھا' اپنے لیے کوئی خادم منتخب نہ کیا اور یہ صورت حال پوری زندگی برقرار رہی یہاں تک کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

فاطمہ بنت عبدالملک کا نام تاریخ نے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا' ان کے اقوال زریں کو تاریخ نے اپنی یادداشتوں میں ذخیرہ کر لیا کیونکہ نیکی کے کاموں میں اس نے اپنے عظیم شوہر کے شانہ بشانہ بھرپور حصہ لیا تھا۔ انہوں نے ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کو زوال پذیر نعمتوں پر ترجیح دی تھی اور یہ سب کچھ راضی خوشی اور صبر وشکر سے اختیار کیا۔

فاطمہ بنت عبدالملک نے سب سے پہلے رضا ورغبت کا مظاہرہ اس صورت میں کیا کہ بلند مسہریوں، سلیقے سے رکھے ہوئے آبخوروں' قرینے سے لگے ہوئے گاؤ تکیوں اور بچھے ہوئے قالینوں والے عالی شان محلات سے مسجد کی شمالی جانب ایک گارے مٹی سے بنے ہوئے تنگ سے حجرے میں منتقل ہوئیں' وہ اپنے ہاتھ سے گھریلو کام کرتیں اپنے کپڑے سیتیں' بوقت ضرورت گھر کی اصلاح کے لیے اپنے خاوند

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا ہاتھ بٹاتیں۔ ایک اجنبی خاتون نے جب فاطمہ کو اس حالت میں دیکھا تو اس کی حیرانگی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

ابن عبدالحکیم بیان کرتے ہیں کہ ایک خاتون عراق سے عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئی جب وہ گھر کے دروازے تک پہنچی تو اس نے پوچھا کیا امیر المؤمنین! کا کوئی دربان ہے؟

لوگوں نے کہا: نہیں۔ تم ان سے ملنا چاہتی ہو تو اندر چلی جاؤ۔ وہ خاتون اندر گئی' فاطمہ بنت عبدالملک گھر میں بیٹھی روئی درست کر رہی تھیں۔ خاتون نے سلام کہا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا تشریف رکھئے۔

جب خاتون نے بیٹھ کر گھر کے اندرونی ماحول کو دیکھا تو کوئی بھی قیمتی چیز دکھائی نہ دی وہ یہ صورت حال دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئی۔ کہنے لگی کہ میں اس ویران گھر سے اپنے گھر کو آباد کرنے کے لیے آئی ہوں۔

فاطمہ نے اس خاتون سے کہا: محترمہ تیرے جیسے دیگر لوگوں کے گھروں کے تعمیر اور آبادکاری نے تو اس گھر کو ویران کیا ہے۔ اتنے میں عمر بن عبدالعزیز تشریف لے آئے' گھر کے کونے میں موجود کنویں کے پاس گئے' اس سے ڈول نکال کر گھر کے صحن میں پڑی ہوئی مٹی پر ڈالا اور ٹکٹکی لگا کر فاطمہ کی طرف دیکھے جا رہے تھے۔

اجنبی عورت نے فاطمہ سے کہا: اس مٹی گوندھنے والے سے اگر تم پردہ کر لیتیں تو اچھا تھا یہ تیری طرف مسلسل دیکھتے جا رہا ہے۔

فاطمہؒ نے کہا: یہ مٹی گوندھنے والے نہیں یہ امیر المؤمنین ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز اس خاتون کی طرف متوجہ ہوئے' اسے سلام کیا اور اس کی درخواست منظور کرتے ہوئے تعاون کیا۔ وہ دعائیں دیتی ہوئی واپس گئی۔ وہ خاتون اول امیر المؤمنین کی بیوی کو اپنے ہاتھوں سے کپڑے سیتے ہوئے دیکھ کر بڑی حیران ہوئی حالانکہ وہ یہ قدرت رکھتی تھی کہ اپنے لیے اپنی منشا کے مطابق ہر قسم کی سہولت حاصل کر لے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فاطمہ بنت عبدالملک کو خواتین میں ممتاز مقام پر فائز کرنے والا یہ واقعہ بھی ہے کہ ایک روز حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان سے پوچھا کیا تیرے پاس ایک درہم ہے تو میرے لیے انگور خریدنا؟

انہوں نے کہا میرے پاس درہم نہیں!

عمر بن عبدالعزیز نے کہا: کچھ تھوڑے سے پیسے ہوں؟

انہوں نے کہا: آپ امیر المؤمنین ہیں کیا آپ کے پاس ایک درہم بھی نہیں؟

فرمایا: دنیا میں خالی ہاتھ ہونا جہنم کے طوقوں کا درد سہنے سے کہیں بہتر ہے۔

عمر بن عبدالعزیز کیا خوب شعر پڑھا کرتے تھے:

ولا خیر فی عیش امری لم یکن له
من الله فی دار القرار نصیب
فان تعجب الدنیا اناسا فانها
متاع قلیل والزوال قریب

''اس شخص کی زندگی میں کوئی خیر کا پہلو نہیں جسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حصہ میسر نہ آئے۔

اگر کچھ لوگوں کو دنیا پسند آئے تو یہ بہت تھوڑا سا سامان ہے اور اس کا زوال بہت قریب ہے۔''

بھلا کون اس بات کو سچ مانے گا کہ امیر المومنین کی بیگم کے پاس صرف ایک قمیص ہے اور ان کے اپنے پاس بھی صرف ایک ہی قمیص ہے۔

ایک روز مسلمہ بن عبدالملک ان کے گھر آئے دیکھا کہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز نے میلی کچیلی قمیص پہن رکھی ہے اس نے اپنی ہمشیرہ سے کہا: انہیں پہننے کے لیے دوسری قمیص دے دیں وہ خاموش ہوگئیں۔ اس نے دوبارہ کہا امیر المومنین کو دوسری قمیص دے دیجئے اور اس قمیص کو دھو دیجئے۔ اس نے اپنے بھائی سے کہا: بخدا ان کے پاس کوئی دوسری قمیص نہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس قمیص کو بھی آگے اور پیچھے سے پیوند لگے ہوئے تھے۔ فاطمہ کے لیے یہ بات باعث فخر تھی کہ عظیم لوگ لباس سے نہیں بلکہ اپنے اعمال صالحہ سے بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے فاطمہ اور عمر بن عبدالعزیز کے بہت واقعات ہیں ان صفحات میں وہ سما نہیں سکتے' تاریخ کی کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں۔

عمر کے بعد:

عمر بن عبدالعزیز ۱۰۱ھ میں وفات پا گئے ان کی وفات کے بعد فاطمہ بنت عبدالملک نے داؤد بن سلیمان بن مروان سے شادی کر لی یہ بدصورت اور ٹیڑھی آنکھ والا تھا یہاں آ کر دو بیٹوں نے جنم لیا ایک کا نام ہشام تھا اور دوسرے کا عبدالملک۔

داؤد بن سلیمان اپنی دولت اور خوشحالی کے ہوتے ہوئے فاطمہ بنت عبدالملک کی جانب سے اپنے لیے وہ التفات حاصل نہ کر سکا جو اس کی جانب سے عمر بن عبدالعزیز کو حاصل تھا۔ اس کی دلی خواہش تھی کہ یہ اپنے پہلے خاوند کو بھول جائے لیکن یہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا' اس کے یہ سارے ارادے ہوائیں اڑا کر لے گئیں۔ فاطمہ بنت عبدالملک کے سامنے یہ شعر آ جاتا جو موسیٰ نامی شاعر نے خاص ان کے بارے میں کہا تھا:

أ بعد الاغر بن عبدالعزيز
قريع قريش اذ يذكر
تزوجت داوٗد مختاره
الا ذالك الخلف الاعور

''کیا عبدالعزیز کے خوبصورت بیٹے کے بعد جو قریش کا سردار تھا جب اس کو یاد کیا جاتا ہے تو نے داؤد کے ساتھ اپنی مرضی سے شادی کی؟ کیا یہ کانا جانشین نہیں ہے۔''

جب فاطمہ اپنے اس خاوند پر ناراض ہوتیں تو برملا کہہ دیتیں تیرے بارے میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ نے ٹھیک ہی کہا ہے' تو واقعی کا نا جانشین ہے۔ داؤد یہ بات سن کر شاعر کو جلی کٹی سناتا۔ وہ یہ کہتا اگر میرا بس چلے تو اس کی زبان اور ہاتھ پیر کاٹ دوں۔

تاریخ کی کتابوں میں فاطمہ بنت عبدالملک کی زندگی کے آخری ایام کا پتہ نہیں ملتا کہ وہ کیسے گزرے اور نہ تاریخ وفات کا پتہ چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فاطمہ بنت عبدالملک پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔ بڑی مثالی خاتون تھیں ان جیسی عظیم المرتبت جلیل القدر خواتین دنیا میں نادرالوجود ہوتی ہیں۔

فاطمہ بنت عبدالملک کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ طبقات ابن سعد: ۳۳۰/۵
۲۔ سیر اعلام النبلاء: ۱۱٤/۵
۳۔ سیرت عمر بن عبدالعزیز لا بن عبدالحکم: ۱٦۹
٤۔ الاعلام للزرکلی: ۳۳۱/۷
۵۔ المعرفة والتاریخ: ٦۰۰/۱
٦۔ الکامل فی التاریخ: ٦۲/۵
۷۔ محاضرة الابرار و مسامرة الاخیار: ٤۰۷/۲
۸۔ تاریخ دمشق: ۲۹۲
۹۔ العقد الفرید: ۱۰۰/٦
۱۰۔ عیون الاخبار: ۳۰٤/۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ام مسلم الخولانیہؒ

''تابعیہ' عابدہ' زاہدہ وہ سوت بڑے ہی عمدہ انداز میں کاتتی تھیں اور اپنے خاوند کی فرمانبردار تھی۔''

اے ام مسلم!

''اے ام مسلم! اپنی سواری کو تیار رکھو کیونکہ جہنم کے پل سے کوئی عبور کرانے والا نہیں'' جب بھی کبھی فرصت کے لمحات میسر آتے تو ابو مسلم الخولانی اپنی بیوی ام مسلم سے اسی قسم کی نصیحت آموز باتوں سے مخاطب ہوتے۔

عبادت' زہد اور رضائے الٰہی کے حصول کی معیار' ام مسلم الخولانیہ کا اپنے شوہر کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا آغاز ہوا۔ عموماً یہ دیکھنے میں آیا ہے جس کی ابتدا روشن ہو اس کی انتہا بھی روشن ہوا کرتی ہے۔ ام مسلم کی سیرت روشن در روشن تھی۔

ام مسلم الخولانیہؒ تابعین کی عظیم المرتبت خواتین میں سے تھیں۔ ام مسلم بذات خود بھی بڑی جلیل القدر رفیع الشان اور عظیم المرتبت خاتون تھیں علم و معرفت اور زہد و تقویٰ کے اعتبار سے بھی بڑے بلند مرتبے پر فائز تھیں۔

ان کے خاوند ابو مسلم الخولانی سید التابعین اور زاہد العصر تھے۔ علامہ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ ان کا اصل نام عبداللہ بن ثوب تھا۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ان نے اسلام قبول کیا لیکن آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔

ابو مسلم الخولانی نے حضرت عمر بن خطاب' حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابو ذر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غفاری، حضرت ابوعبیدہ اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم سے حدیث بیان کرنے کا شرف حاصل کیا۔

ان سے آگے بڑے بڑے تابعین نے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ یہ حکیم الامت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت خاص سے انہیں بڑا علم وفضل عطا کیا تھا۔ یہ بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ یہ شام آئے اور دمشق سے تین میل کے فاصلے پر واقع ''داریا'' بستی میں سکونت اختیار کر لی۔

ام مسلم الخولانیہ اسی کنیت سے مشہور ومعروف ہوئیں۔ ان کی شہرت کی بہت بڑی وجہ اس کا خاوند ابومسلم الخولانی ؒ ہے لیکن یہ خود بھی بہت بڑی عبادت گزار اور نیک دل خاتون تھیں۔ انہوں نے اپنے اوقات کو متنوع قسم کی نیکیوں اور اطاعتوں کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ یہ اٹھتے بیٹھتے اور صبح وشام ذکر الٰہی میں مصروف رہتیں۔

تابعیات میں یہ بہت بلند مرتبے پر فائز تھیں۔ اس دنیا میں ان کو بڑے ہی اچھے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی مثالی خاتون تھیں جن کے نقش قدم پر چلنا بڑی سعادت سمجھا جاتا ہے۔

تجھے یہ کہاں سے ملا؟

ام مسلم الخولانیہ ان خواتین میں سے تھیں جو پورے انہاک سے دینی امور سرانجام دیتی ہیں اور اپنے دنیاوی فرائض کو ترک کر دیتی ہیں' یہ ایک کاریگر خاتون تھیں۔ اپنے ہاتھ سے کام کرتی۔ کام کرنا عبادت ہے' یہ سوت بہت ہی عمدہ انداز میں کاتا کرتی تھیں اور دھاگے سے جو اشیا تیار ہوتیں ان کے بنانے میں بھی یہ مہارت رکھتی تھیں۔ یہ عبادت میں بھی بہت زیادہ محنت کیا کرتی تھیں اور اپنے ہاتھوں سے کمائی بھی بڑی محنت سے کرتیں۔

ام مسلم جو سوت کات کر تیار کرتیں اسے فروخت کرنے کے لیے ابومسلم الخولانی کو دے دیتیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے شوہر کو آٹا خریدنے کے لیے ایک درہم دیا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور انہوں نے وہ درہم اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس راز پر پردہ ڈال کر انہیں عزت بخشی' یہ کیسے ہوا؟ عطاء الخراسانیؒ بیان کرتے ہیں ابو مسلم الخولانی کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا: ابو مسلم گھر میں آٹا نہیں ہے۔

انہوں نے پوچھا: کیا تیرے پاس کچھ پیسے ہیں؟

ام مسلم نے کہا: ایک درہم ہے جو ہمیں سوت بیچنے پر ملا۔

ابو مسلم نے کہا: یہ مجھے دے دیجئے ایک تھیلا بھی مجھے دے دیں۔

وہ بازار گئے ایک کھانا بیچنے والے شخص کے پاس جا کھڑے ہوئے' وہاں ایک سوالی آ گیا' اس نے کہا ابو مسلم اللہ کے لیے میری مدد کیجئے' میں مستحق ہوں، غریب ہوں، لاچار ہوں، مجھ پر کرم کیجئے۔ اس نے بڑی لجاجت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بار بار سوال کیا تو آپ نے اکلوتا درہم اسے دے دیا اور تھیلے میں لکڑی کا بورا اور مٹی ڈال کر گھر تشریف لے آئے اور چپکے سے یہ تھیلا دروازے کی اوٹ میں رکھ دیا اور خود اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ ام مسلم الخولانیہ نے جب تھیلا کھول کر دیکھا تو اس میں صاف شفاف سفید رنگ کا آٹا پڑا ہوا تھا۔ اسے گوندھ کر روٹی پکائی۔ جب ابو مسلم شام کے وقت گھر تشریف لائے تو ام مسلمؒ نے ان کے سامنے دستر خوان بچھایا اور چپاتیاں رکھ دیں۔

ابو مسلم نے پوچھا: اے ام مسلم! یہ چپاتیاں کہاں سے آئیں؟

اے ابو مسلم! میں نے یہ چپاتیاں اس آٹے سے تیار کی ہیں جو آپ دن کے وقت لے کر آئے تھے۔ یہ بات سن کر وہ روٹی کھا بھی رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ رو بھی رہے تھے۔

مقبول دعا:

ام مسلمؒ اپنے خاوند کی بڑی فرمانبردار اور خدمت گزار تھیں لیکن پڑوسی خاتون نے حالات قدرے خراب کر دیئے جس کی وجہ سے دل میں کدورت پیدا ہوئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابومسلم نے اس خاتون کو بددعا دی جس سے وہ اندھی ہوگئی' وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا انھوں نے خلوص دل سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بصارت کولوٹا دیا۔

ابونعیم اصبہانی نے اس داستان کو مفصل انداز میں تحریر کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ:

جب ابومسلم الخولانی گھر تشریف لائے تو اپنے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتے جواب میں اس کی بیوی ام مسلم اللہ اکبر کہتیں، جب گھر کے صحن میں قدم رکھتے تو اللہ اکبر کہتے جواب میں اس کی بیوی بھی اللہ اکبر کہتیں' جب اندرونی کمرے کے دروازے پر پہنچتے تو پھر اللہ اکبر کہتے جواب میں بیوی بھی اللہ اکبر کہتیں۔

ایک رات جب وہ گھر آئے دروازے میں کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہا کسی نے جواب نہ دیا' صحن میں آ کر اللہ اکبر کہا کسی نے جواب نہ دیا' اندرونی کمرے میں آ کر اللہ اکبر کہا کسی نے جواب نہ دیا' جب وہ اندر آ کر بیٹھ گئے تو ام مسلم نے آپ کی چادر اور جوتے اٹھائے' سلیقے سے ایک طرف رکھ دیئے پھر آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا اور خود گردن جھکائے پاس بیٹھ گئیں اور تنکے سے زمین کریدنے لگیں۔ پوچھا آج تجھے کیا ہوا ہے؟

اس نے کہا: آپ کے امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے ساتھ بہت اچھے تعلقات ہیں' وہ آپ کی بہت قدر کرتے ہیں ہمارے پاس کوئی خادم نہیں ہے آپ ان سے پوچھیں کہ وہ ایک خادم عنایت کر دیں۔ ابومسلم یہ بات سن کر بھانپ گئے کہ کسی نے اس کے ذہن میں یہ بات ڈالی ہے' کسی نے اس کو اکسایا ہے۔ انھوں نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے ہوئے کہا الٰہی جس نے میری بیوی کے خیالات میں یہ فساد پیدا کیا ہے اسے اندھا کر دے۔

دراصل ایک پڑوسی خاتون کچھ دیر پہلے ام مسلم الخولانیہ کو یہ پٹی پڑھا گئی تھی کہ تیرے خاوند کے حکمران وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہت اچھے تعلقات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں ان سے اپنے لیے ایک خادم کا مطالبہ کیوں نہیں کر لیتے تو ام مسلم نے اس کے بہکاوے میں آ کر اپنے خاوند سے یہ مطالبہ کر دیا۔ وہ خاتون رات کے وقت اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک اس کی نظر جاتی رہی اس نے گھر کے افراد سے پوچھا کیا چراغ گل کر دیا گیا ہے؟

اس موقع پر اسے اپنے جرم اور ام مسلم کے ساتھ زیادتی کا خیال آیا تو روتی ہوئی ابو مسلم الخولانی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور التجا کی کہ میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی نظر لوٹا دے۔ حضرت ابو مسلمؒ کے دل میں رقت پیدا ہوئی پورے خلوص سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے حق میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دعا کو شرف قبولیت عطا کرتے ہوئے اس خاتون کی بصارت بحال کر دی۔ یہ منظر دیکھ کر ام مسلم الخولانیہ انگشت بدنداں رہ گئی اور پھر پوری عمر اس قسم کا دنیاوی تقاضا ان سے نہ کیا اور اپنے خاوند ابو مسلمؒ کے ساتھ راضی خوشی زندگی گزار دی۔

ام مسلم کے اپنے خاوند کے ساتھ چند واقعات:

ابو مسلم الخولانیؒ ہر دم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنی لو لگائے رکھتے اور اپنی بیوی کو بھی اس کی تلقین کرتے رہتے کہ انسان کو جب بھی کبھی کوئی دنیاوی ضرورت پیش آئے تو وہ اپنے رب سے رجوع کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ (الطلاق ۲)

''جو اللہ سے ڈر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔''

ہر چیز کی کامیابی و کامرانی اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے نہ کہ کسی انسان کی طرف رجوع کرے۔ انسان تو کسی چیز کا بھی مالک نہیں۔

ابو مسلم کو بڑی تگ و دو کے بعد اس حقیقت تک رسائی حاصل ہوئی اور یہی حقیقت اپنی بیوی ام مسلم کو ذہن نشین کرایا کرتے تھے۔

یہ واقعہ رونما ہوا جب ام مسلم نے اپنی ضروریات کا اپنے خاوند سے مطالبہ کیا'

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انہیں کہا کہ آپ امیر معاویہؓ سے درخواست کریں لیکن امیر معاویہؓ کے دربار میں جانے کی بجائے مسجد میں گئے اور گھریلو ضروریات کے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی' اللہ تعالیٰ نے انہیں عزت عطا کی' ان کی لاج رکھی اور ان پر اپنا فضل و کرم کیا' اپنی نعمتوں سے انہیں نوازا۔ ابو مسلم نے اپنے رب کا اس کی عطا پر شکر ادا کیا۔

ابن عساکر اپنی کتاب ''تاریخ دمشق'' میں ابو مسلم اور ام مسلم کی داستان بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

ام مسلم نے اپنے خاوند ابو مسلم سے کہا سردی کا موسم آ گیا ہے' ہمارے پاس مناسب لباس' کھانا' سالن' جوتا اور ایندھن نہیں ہے۔ ابو مسلم نے کہا: اے ام مسلم! تجھے کیا چاہیے؟

انہوں نے کہا آپ امیر معاویہ کے پاس جائیں وہ آپ سے واقف ہیں اسے اپنی ضروریات اور تکالیف سے آگاہ کریں۔ انہوں نے کہا: مجھے غیر اللہ سے مانگتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ بیوی نے اس معاملے میں جب اصرار کیا تو کہنے لگے افسوس یہ دن بھی دیکھنے تھے اچھا میں کچھ کرتا ہوں۔

آپ مسجد میں گئے دن بھر وہاں رہے جب لوگ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے گھروں کو چلے گئے' مسجد بالکل خالی ہو گئی دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے اور یہ کہنے لگے۔

الٰہی! تو میرے حالات کو جانتا ہے۔ الٰہی! تو نے ام مسلم کی بات کو سن لیا ہے وہ مجھے امیر معاویہؓ کے پاس جانے کے لیے زور دے رہی ہے' دنیا کے تمام خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں' امیر معاویہ تیری مخلوق کا ایک فرد ہے۔ الٰہی! میں تیری بارگاہ میں خیر کثیر کا طالب ہوں' میری مدد فرما میری جھولی بھر دے۔ پھر کہا: الٰہی! تیرے خزانے کبھی ختم نہیں ہونگے' تیری خیر و برکت میں کمی نہیں آئے گی۔ الٰہی! یہ بات تیرے علم میں ہے کہ میں تیرے ساتھ سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ اگر تو مجھے عطا کر دے تو میں تیری بہت حمد و ثنا بیان کروں گا اور اگر تو مجھے نہ بھی دے تو پھر بھی میں تیری کثرت سے حمد و ثنا ہی کروں گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امیر معاویہ کے خاندان کا ایک شخص مسجد میں ابومسلم کی یہ سرگوشیاں سن رہا تھا' وہ وہاں سے نکلا اور سیدھا امیر معاویہؓ کے پاس پہنچا اور اسے جا کر وہ سب کچھ سنا دیا جو اس نے سنا تھا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی باتیں سن کر کہا تم جانتے ہو کہ وہ شخص کون ہے؟ اس نے کہا یہ ابومسلم الخولانی ہے۔ کیا تم نے وہ چیزیں شمار کر لی تھیں جو اس نے اپنی دعا میں طلب کیں۔

اس نے کہا: ہاں یا امیر المؤمنین!۔

فرمایا: اس سے دگنی چیزیں اسی وقت اس کے گھر پہنچا دو۔ اس نے وہ چیزیں اٹھائیں اور ابومسلم کے گھر پہنچا دیں۔ ام مسلم نے ڈھیر ساری چیزیں دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے امیر معاویہؓ کو دعائیں دیں۔ کہنے لگیں میں اپنے سرتاج کو امیر معاویہ کے پاس جانے کے لیے بڑی دیر سے کہہ رہی تھی اور وہ مسلسل انکار کر رہے تھے۔ یہ دیکھا ان کا وہاں جانا کتنا فائدے مند ثابت ہوا۔ صبح کی نماز ادا کر لینے کے بعد جب ابومسلم گھر تشریف لائے تو وہ بڑے پر اعتماد تھے کہ میرا اللہ میری ضرور لاج رکھے گا۔ انھوں نے دیکھا کہ گھر اشیاء سے بھرا ہوا تھا۔ ام مسلم نے شوہر کو دیکھتے ہی کہا: ابومسلم یہ دیکھئے امیر المؤمنین نے آپ کے لیے کتنے تحائف بھیجے ہیں۔ اس نے کہا: اللہ کی بندی تجھے کیا ہو گیا تو نے اللہ رزاق کا شکر ادا نہ کر کے اس کی نعمت کی ناقدری کی ہے۔ سنو! اللہ کی قسم میں امیر معاویہؓ کے گھر نہیں گیا اور نہ ہی میں نے اس کے دربان سے اپنی کسی ضرورت کا تذکرہ کیا ہے اور نہ ہی میں نے اس کی خدمت میں کوئی درخواست ہی پیش کی ہے۔ یہ سب کچھ اللہ کی دین ہے اور اسی اللہ کے لیے سب تعریفیں ہیں۔
اس موقع پر ام مسلم کو یہ اندازہ ہوا کہ ابومسلم اسے توکل کی تعلیم دینے کا کتنا دلی شوق رکھتے ہیں۔

اس دن سے ام مسلم نے اپنے شوہر سے کوئی مطالبہ نہیں کیا اور اس کے دل میں بھی ابومسلم کے نقش قدم پر چلنے کا شوق پیدا ہوا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دونوں میں سے کون شخص زیادہ افضل ہے؟:

''تاریخ داریا'' کے مصنف نے یہ ذکر کیا ہے کہ جب ابو مسلم فوت ہو گئے تو ام مسلم نے عمرو بن عبد الخولانی سے شادی کر لی۔ عمرو بڑا زاہد' عابد' متقی اور پرہیزگار تھا ایک روز ام مسلم سے یہ دریافت کیا گیا کہ ان دونوں میں سے کون افضل ہے۔ فرمایا: ابو مسلم۔

انہوں نے جب بھی اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگا اللہ تعالیٰ نے انہیں دے دیا۔ جہاں تک عمرو بن عبد کا تعلق ہے یہ بھی صاحب کرامت شخص تھے جب یہ عبادت کرنے کے لیے محراب میں کھڑے ہوتے تو وہاں روشنی پھیل جاتی۔ ام مسلم کہتی ہیں بسا اوقات میں اسی روشنی سے کام کاج کر لیتی مجھے چراغ جلانے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔

ام مسلم الخولانیہ ان جلیل القدر تابعیات میں سے تھیں جن کے نقش قدم پر چلنا باعث فخر سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ام مسلم پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔ ان کی قبر کو بہار آشنا بنائے۔ ان کی سیرت واقعی قابل رشک ہے۔

حضرت ام مسلم الخولانیہ کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ تاريخ دمشق: ۵۰۰

۲۔ حلية الاولياء: ۱۲۹/۲

۳۔ صفة الصفوة: ۱۷۸/٤

٤۔ تهذيب الاسماء واللغات: ۱۰۸/۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ام البنین بنت عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہا

یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی عابدہ، فقیہہ، سخی اور قرآن حکیم کی تلاوت کرنے والی بہن تھیں جن کی رائے بڑی جچی تلی اور باتیں بڑی ہی دانشمندانہ ہوتیں۔

سنہری دور:

ایک ایسی خاتون جو اعزاز و اکرام کی بلند و بالا چوٹی پر براجمان اپنے برسر اقتدار خاندان اور حکمران رشتہ داروں کی عزت کا جھنڈا بلند کر رہی تھیں اور یہ ان کا حق بھی بنتا تھا، یہ عمر بن عبدالعزیز کی بہن خلیفہ ولید بن عبدالملک کی بیوی ام البنین بنت عبدالعزیز بن مروان الامویہ القرشیہ تھیں۔ ان کے ہاں تین بچے ہوئے ایک کا نام عبدالعزیز، دوسرے کا محمد اور تیسری بچی کا نام عائشہ تھا۔ ام البنین بنت عبدالعزیز کے تمام سیرت نگاروں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ اپنے دور کی افضل ترین خاتون تھیں۔ یہ ان خواتین میں سے تھیں جنھوں نے اپنے قیمتی اوقات علم و ادب اور فقہی مسائل سیکھنے میں صرف کیے۔ جو اکثر اوقات عبادت الٰہی میں مصروف رہتیں، انہوں نے علم بڑے بڑے اور جلیل القدر تابعین سے حاصل کیا۔

ابوزرعہ نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں ذکر کیا ہے کہ جن خواتین نے شام کے علاقے میں حدیث بیان کرنے کا شرف حاصل کیا ان میں ام البنین بنت عبدالعزیز بن مروان کا نام بھی آتا ہے ان سے ابن ابی عبلہ نے آگے حدیث بیان کی۔

ابونصر بن ماکولا نے اپنی کتاب ''الاکمال'' میں تذکرہ کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کی ہمشیرہ ام البنین بنت عبدالعزیز بن مروان سے ابراہیم بن ابی عبلہ نے حدیث بیان کی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

روشن پہلو:

ام البنین بنت عبدالعزیز دینی معاملات میں غور و خوض کے اعتبار سے بہت ہی بلند مقام پر فائز تھیں۔ یہ ان خوش نصیب خواتین میں سے تھیں جو آغاز اسلام میں بہت زیادہ عبادت گزاری میں مصروف رہا کرتی تھیں۔ یہ کثرت سے نماز ادا کرتیں' اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات میں بہت زیادہ مشغول رہتیں یہاں تک کہ وہ یکسر اس بات کو بھول جاتیں کہ ان کے اردگرد کیا ہو رہا ہے۔

ان کے بارے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ خاندان کی خواتین کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلاتیں' وہ ان کے پاس اکٹھی ہو جاتیں اور ان سے باتیں کرتیں پھر یہ نماز کے رادے سے مجلس میں سے اٹھ کر چلی جاتیں اور بڑی لمبی نماز ادا کرتیں۔ نماز ادا کرنے کے بعد گھر میں موجود خواتین کے پاس آ کر کہتیں میری دلی خواہش ہوتی ہے کہ تم سے باتیں کروں لیکن جب میں نماز شروع کر دیتی ہوں تو بھول جاتی ہوں کہ میرے گھر میں کوئی آیا بھی ہے۔

ام البنینؒ ہمیشہ ذکر الٰہی میں مصروف رہتیں۔ قرآن حکیم کے ساتھ دل لگائے رکھتیں' صبح و شام باقاعدگی سے قرآن حکیم کی تلاوت کرتیں جب بھی کوئی انہیں دیکھتا تو وہ یا تو قرآن کی تلاوت کر رہی ہوتیں اور یا پھر سر جھکائے ذکر الٰہی میں مصروف ہوتیں۔

یہ انصاف کی بات ہے کہ ہم اس مقام پر ان کے شوہر نامدار ولید بن عبدالملک کا تذکرہ کریں جنھوں نے جامع بنی امیہ کے نام سے ایک عالی شان مسجد تعمیر کی تھی' یہ ہر روز تین مرتبہ قرآن حکیم پڑھ لیا کرتے تھے' ان کا رمضان المبارک میں ۱۷ قرآن حکیم ختم کرنے کا معمول تھا' ان کی بیوی ام البنین اس عمل میں اپنے خاوند سے سبقت لے گئیں۔

جہاں تک خشیت الٰہی کا تعلق ہے اس حوالے سے وہ عام عورتوں سے بالکل مختلف تھیں جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا تو اسی وقت خشیت الٰہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور خوف خدا کا اثر ان کے دل پر طاری ہو جاتا۔ انہوں نے اپنے نور بصیرت سے یہ بھانپ لیا تھا کہ دراصل سعادت مند لوگ وہی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ ان کے اقوال زریں میں سے یہ قول قابل توجہ ہے۔

''خشیت الٰہی، خوف خدا اور اللہ تعالیٰ کے رعب و دبدبے کو دل میں سما لینا ایسے ہی ہے جیسے کوئی ہیرے موتی جڑے ہوئے زیورات سے اپنے آپ کو آراستہ کر لیتا ہے۔''

ام البنین بنت عبدالعزیز اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ہر وہ نیکی کا کام سرانجام دیتیں جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل ہو۔ ابن جوزی اس کی زندگی کا ایک روشن پہلو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''ام البنین ہر جمعہ کے دن ایک غلام آزاد کرتیں اور جہاد میں شرکت کے لیے گھوڑے پر سوار ہوتیں۔''

یہ جلیل القدر تابعیہ تقوے اور خوف خدا کے اعتبار سے بڑے بلند مقام پر فائز تھیں' کوئی دوسری خاتون ان کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اپنے معاملات کو بڑی دانشمندی سے سرانجام دیا کرتی تھیں غیر شرعی طریقے پر پیش کیا گیا مال یا کوئی چیز وہ قطعاً قبول نہیں کیا کرتی تھیں حتیٰ کہ ہر وہ تحفہ جو غیر شرعی انداز میں اسے پیش کیا جاتا وہ لینے سے صاف انکار کر دیا کرتی تھیں۔

علامہ طبری اپنی مشہور و معروف کتاب ''تاریخ الامم والملوک'' میں ایک واقعہ نقل کرتے ہیں جس سے ام البنین کے تقوے کا اندازہ ہوتا ہے۔ ولید بن عبدالملک نے حج کیا اور محمد بن یوسف بھی یمن سے حج کرنے کے لیے تشریف لائے اور اپنے ساتھ ولید کے لیے بہت سے تحائف لائے۔ ام البنین نے اپنے خاوند سے کہا امیر المؤمنین! محمد بن یوسف کا کوئی تحفہ مجھے بھی دکھلانا۔ امیر المؤمنین نے یہ حکم دے دیا کہ جملہ تحائف میری بیگم کے پاس پہنچا دیئے جائیں' قاصد جب محمد بن یوسف کے پاس گئے تو اس نے دو ٹوک انداز میں کہا کہ جب تک امیر المؤمنین ولید بن عبدالملک خود

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تحائف کو دیکھ نہ لیں یہ میں آپ کے سپرد نہیں کر سکتا چونکہ تحائف بہت زیادہ تھے۔

جب ام البنین کو یہ پتہ چلا کہ امیر المؤمنین نے تمام تحائف انہیں دینے کا حکم صادر فرما دیا ہے تو اپنے خاوند سے عرض کی امیر المؤمنین مجھے ان تحائف کی ضرورت نہیں' میں نہیں لوں گی۔ پوچھا کیوں؟

کہا کہ مجھے یہ پتا چلا ہے کہ اس نے لوگوں سے مال غصب کیا ہے' ان پر ظلم ستم کیا ہے۔ بہر حال محمد بن یوسف نے تمام ساز و سامان جو قیمتی تحائف پر مشتمل تھا' ولید بن عبدالملک کی خدمت میں پیش کر دیا۔

ولید بن عبدالملک نے کہا مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ آپ نے لوگوں کا مال غصب کیا ہے اور تم ان پر ظلم کرتے ہو۔

اس نے کہا: اللہ کی پناہ یہ اطلاع درست نہیں۔

ولید بن عبدالملک نے کہا: مقام ابراھیم اور حجر اسود کے درمیان کھڑے ہو کر پچاس دفعہ قسم کھاؤ کہ میں نے نہ کسی کا مال غصب کیا' نہ کسی پر ظلم کیا بلکہ یہ پاکیزہ اور حلال مال ہے اس نے حکم کی تعمیل کی تو ولید بن عبدالملک نے تمام تحائف قبول کر لیے اور یہ اپنی بیوی ام البنین کے سپرد کر دیے۔

محمد بن یوسف کی وفات یمن میں ہوئی انہیں اعضا شکنی کی بیماری لاحق ہو گئی تھی۔

ام البنین کی سخاوت:

ام البنین سے ایک دفعہ یہ پوچھا گیا کہ آپ نے اچھی، بہتر اور خوبصورت چیز کون سی دیکھی؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بڑی تیزی سے میری طرف آ رہی ہیں۔

ام البنین کی سیرت میں خوش آئند چیز ان کا جود و کرم تھا جو ان کی فطرت اور طبیعت کا جزو بن چکا تھا' ان کی جود و سخا کے واقعات' شریفانہ شخصیت' حسن طبیعت اور کمال ادب پر دلالت کرتے تھے اور اس بات کا اشارہ دیتے تھے کہ وہ واقعی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی معترف اور اس اعزاز و اکرام پر اللہ تعالیٰ کی شکر گزار رہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جود و کرم کی عادت انہیں اپنے باپ عبدالعزیز بن مروان سے ورثے میں ملی تھی' وہ بخل اور بخلاء کی بہت زیادہ مذمت کیا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں ان کا ایک مشہور قول ہے:

''بخلاء اپنے بخل کی وجہ سے اللہ رب العزت کے سوء ظن کے مرتکب ہوتے ہیں اور یہی ان کا بڑا جرم ہے۔''

عام لوگ سخاوت' حسن سلوک اور ہمدردی کی وجہ سے ام البنین کی بہت عزت اور احترام کیا کرتے تھے ان کا نقطہ نگاہ یہ تھا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور سخاوت کی عادت اپنانے سے رزق میں فراوانی آتی ہے۔

ام البنین کی سخاوت کا ایک دلفریب انداز یہ ہوتا کہ وہ خواتین کو اپنے گھر بلاتیں' انہیں اچھے کپڑے پہناتیں' انہیں دینار دیتیں اور فرماتیں یہ لباس تمہارے لیے ہے اور دینار اپنے ہاں غریب عورتوں میں تقسیم کر دینا۔ اس طریقے سے وہ خواتین کو سخاوت کرنا سکھلاتیں اور انہیں اس کا عادی بناتیں کہ وہ بھی سخاوت کیا کریں۔

ام البنین کے جود و سخا کے بارے میں بہت سے اقوال زریں مشہور و معروف ہیں جو ان کی خیر و بھلائی کے کام بڑی رضا و رغبت کے ساتھ سرانجام دینے پر دلالت کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ عمدہ بات جو انہوں نے کہی جسے ابراہیم بن ابی عبلہ نے روایت کیا ہے وہ یہ ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کی ہمشیرہ ام البنین کو یہ کہتے ہوئے سنا:

''اف للبخل واللہ لو کان ثوباً مالبستہ ولو کان طریقاً ما سلکتہ''

''بخل قابل افسوس ہے۔ بخدا اگر یہ کپڑا ہوتا تو میں اسے قطعاً نہ پہنتی اور اگر یہ کوئی راستہ ہوتا تو میں اس پر کبھی نہ چلتی۔''

وہ یہ بات بھی کہا کرتی تھیں:

البخل کل البخل من بخل علی نفسہ بالجنۃ

''سب سے بڑا بخل تو یہ ہے کہ انسان اپنی ذات کے لیے حصول جنت میں بخل کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رویہ اپنائے۔''

ام البنین کا یہ خیال تھا کہ سخاوت اعمال صالحہ کے ہوتے ہوئے جنت میں جانے کا سبب بنتی ہے۔

ام البنین شرعی انداز اپناتے ہوئے مال و دولت کو خرچ کیا کرتی تھیں تاکہ وہ نعمت الٰہی کا اظہار کرے' دینار و درہم ان کے گھر میں زیادہ دیر ٹھہرتے نہیں تھے بہت جلد انہیں اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جاتا۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وانی امرؤ لا تستقر دراھمی
علی الکف الا عابرات سبیل

''میں ایک ایسا شخص ہوں کہ میرے دراہم ہتھیلی پر ٹھہرتے نہیں ہیں مگر آنکہ وہ راستہ عبور کرنے والے ہوتے ہیں یعنی آئے اور گئے۔''

سخاوت کے سلسلے میں ان کے اقوال زریں میں سے ایک یہ قول ہے:

"جعل لکل قوم نھمة فی شیء وجعلت نھمتی فی البذل والاعطاء واللہ للصلة والمواساة احب الی من الطعام الطیب علی الجوع ومن الشراب البارد عی الظمأ۔"

''ہر قوم کی کوئی شدید خواہش ہوتی ہے اور میری خواہش مال و دولت کو بے دریغ خرچ کرنا ہے۔ بخدا صلہ رحمی اور غم خواری مجھے بھوک کے وقت عمدہ کھانے اور پیاس کے وقت ٹھنڈے مشروب سے زیادہ محبوب اور خوش آئند دکھائی دیتی ہے۔''

مال و دولت کے خرچ کرنے کی شدید خواہش:

مال اصل جگہ پر صرف کرنے اور نیکی کے کام سرانجام دینے کے حوالے سے وہ اکثر یہ فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے کبھی کسی پر حسد نہیں کیا مگر آنکہ اگر کوئی نیکی کا کام سرانجام دینے والا ہوتو میں اس کام میں شریک ہونا پسند کرتی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ام البنین کے اقوال زریں میں سے ایک یہ بھی ہے:

"وهل ينال الخير الا باصطناعه؟!"

''خیر و بھلائی تو نیک کام سرانجام دینے سے حاصل ہوتی ہے۔''

وہ نیکی کا کام اس انداز میں سرانجام دیتیں، ضرورت مند کی اس طرح مدد کرتیں کہ دیکھنے والا انگشت بدنداں رہ جاتا۔

ایک دفعہ ثریا بنت علی بن عبداللہ اپنے خاوند سہیل کی وفات کے بعد خلیفہ ولید بن عبدالملک کے پاس آئی' وہ بہت مقروض ہو چکی تھی' وہ ام البنین کے پاس بیٹھی تھی' ولید بن عبدالملک جب گھر آئے۔ بیگم سے پوچھا یہ تیرے پاس کون ہے؟ ام البنین نے کہا یہ ثریا بنت علی ہے' یہ میرے پاس اس لیے آئی ہے کہ قرض کی ادائیگی کے لیے آپ سے درخواست کروں۔ ولید بن عبدالملک نے اس کا سارا قرض اتار دیا' وہ خاتون ام البنین اور اس کے خاوند کو دعائیں دیتی ہوئی واپس ہوئی۔

بلند مرتبہ:

ام البنین صاحب رائے، وافر علم و ادب اور عمدہ عادات سے آراستہ تھیں اس لیے ان کا چچا خلیفہ عبدالملک بن مروان ان کا بہت خیال رکھا کرتا تھا' ان کی تمام ضروریات کو فوری طور پر پورا کیا جاتا' انہیں عزت و اکرام کی نگاہ سے دیکھا جاتا' وہ ان کی بھتیجی اور اپنے بیٹے ولید ولی عہد کی بیوی تھیں۔

ام البنین عبیداللہ بن قیس الرقیات کو عبدالملک سے بچانے کا سبب بنیں۔ ہوا یہ کہ عبیداللہ بن قیس الرقیات حضرت مصعب بن زبیر کی بہت تعریف کیا کرتا تھا' جب مصعب کو قتل کر دیا گیا خلیفہ عبدالملک نے اسے اپنے دربار میں طلب کیا سرکاری حکم نامہ پا کر عبیداللہ بن قیس عبداللہ بن جعفر الطیار کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میری عبدالملک بن مروان کے ہاں سفارش کر دیں۔ عبداللہ بن جعفرؓ نے اسے حقیقت حال سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ صورت حال بڑی سنگین ہے تیری تلاش میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چھاپے مارے جارہے ہیں' میں ام البنین کے نام خط لکھ دیتا ہوں' ہوسکتا ہے کہ ان کی سفارش کو قبول کرلیا جائے۔ عبداللہ بن جعفر نے ام البنین کے نام سفارشی خط دے دیا۔ جب یہ خط انہیں ملا وہ اپنے چچا کی خدمت میں حاضر ہوئیں' سلام عرض کیا' خلیفہ عبدالملک نے حسب عادت پوچھا بیٹی کوئی کام ہے؟ عرض کی ہاں چچا جان ایک کام سے حاضر ہوئی ہوں۔ ہاں بیٹا بتاؤ عبیداللہ بن قیس کی سفارش کے علاوہ تیری ہر بات مانی جائے گی۔ اس نے نہایت ادب سے عرض کیا امیرالمومنین از راہ کرم یہ شرط نہ لگائیں میں تو اسی کی سفارش کے لیے حاضر خدمت ہوئی ہوں۔ عبدالملک بن مروان نے اپنے ہاتھ کو جھٹکا دیا جو اسکے رخسار پر جالگا وہ اپنے رخسار پر ہاتھ رکھ کر زمین پر بیٹھ گئیں یہ صورت حال دیکھ کر عبدالملک بن مروان کے دل میں شفقت کے جذبات ابھرے اور فرمایا بیٹا اٹھو جو تم کہو گی ویسے ہی ہوگا۔ وہ اٹھیں اور کہا چچا جان عبیداللہ بن قیس کو معاف کردیں تو خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اسے معاف کردیا' اس طرح عبیداللہ بن قیس کی جان بچی اور وہ ام البنین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے واپس ہوا۔ اگر یہ سفارش نہ ہوتی تو اس کی موت یقینی تھی۔ عبیداللہ بن قیس بہت مشہور ومعروف شاعر تھا اس نے عبدالملک بن مروان کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا جو بہت مشہور رہا۔

ام البنین اور حجاج:

اس جلیل القدر خاتون کی زندگی کے بہت روشن پہلو بھی ہیں اور یہ بڑی ہی دلآویز عادات سے آراستہ تھیں جس کی وجہ سے یہ اپنے دور کی تمام خواتین میں ممتاز مقام پر فائز تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ فصاحت وبلاغت کے انداز میں گفتگو کرنے کا سلیقہ تھا' اپنے مدمقابل کو دلائل سے خاموش کرانے کا ملکہ رکھتی تھیں' یہ بڑی مضبوط دل اور پختہ ارادہ رکھنے والی خاتون تھیں۔

ایک دفعہ انہوں نے حجاج بن یوسف ثقفی کو اپنی جرات وشجاعت اور فصاحت وبلاغت سے خاموش کرادیا' تاریخی کتابوں میں ام البنین کا یہ روشن خوش کن دلفریب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور دل آویز موقف منقول ہے جس سے اس خاتون کی عظمت کو چار چاند لگ گئے۔

ہوا یہ کہ ایک دفعہ حجاج بن یوسف ثقفی ولید بن عبدالملک کے پاس آیا اندر آنے کی اجازت طلب کی اندر داخل ہوا تو اس نے سیاہ پگڑی، عربی کمان اور ترکش پہن رکھی تھی۔

ام البنین نے اپنے خاوند سے پوچھا: یہ مسلح آدمی کون ہے؟

اس نے بتایا کہ یہ حجاج بن یوسف ثقفی ہے۔

وہ یہ سن کر ڈر گئی اور اپنے تئیں خوف محسوس کرتے ہوئے کہنے لگیں کہ آپ کے پاس اکیلے میں اگر ملک الموت آجائے تو میرے نزدیک حجاج بن یوسف کی آمد سے کہیں بہتر ہے۔ اس نے بے شمار نیک اور بے گناہ لوگوں کو ظلم وستم کا نشانہ بناتے ہوئے قتل کیا ہے۔ حجاج اپنے بارے میں ام البنین کی رائے کو جانتا تھا۔ اس نے ولید بن عبدالملک سے کہا:

''امیر المومنین عورتوں کی میٹھی اور رنگین باتوں کو اپنے سے دور رکھنا، عورت تو صرف ایک خوشبو ہے، کوئی مضبوط چیز نہیں۔ اپنے کسی معاملے پر انہیں آگاہ نہ کرنا' اپنا کوئی راز انہیں نہ بتانا۔ بس زیب وزینت کے سوا ان سے کوئی کام نہ لینا اور ان سے کوئی مشورہ بھی نہ لینا' میرے نزدیک عورتوں کی رائے پست اور ان کا ارادہ کمزور ہوتا ہے۔ کسی عورت کو اس کی ذات سے بڑھ کر کسی معاملے کو سرانجام دینے کا مالک نہ بنا دینا اور نہ کسی خاتون کو اپنے علاوہ کسی اور کی سفارش کرنے کی اجازت دینا۔ عورتوں کے ہمراہ زیادہ دیر بیٹھا بھی نہ کریں اس طرح آپ کی عقل و دانش بھی وافر رہے گی اور آپ کا فضل و شرف بھی واضح اور برقرار رہے گا۔ پھر حجاج اٹھا اور ولید بن عبدالملک کے پاس سے چلا گیا۔

ولید بن عبدالملک اپنی بیگم ام البنین کے پاس گئے انہیں حجاج کی گفتگو اور رائے بتائی تو انہوں نے کہا امیر المؤمنین میں چاہتی ہوں کہ آپ اسے حکم دیں کہ کل میرے پاس حاضر ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا: میں ایسا ہی کروں گا۔

دوسرے روز جب حجاج ولید بن عبدالملک کے پاس آیا تو اس نے حجاج سے کہا ام البنین کے پاس جاؤ اور اسے سلام کہو۔

حجاج نے کہا: امیر المومنین مجھے اس سے معافی دیں۔

ولید نے کہا: تجھے وہاں جا کر سلام عرض کرنا ہوگا۔

یہ سن کر حجاج کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ وہ اپنے اور بھائی محمد بن یوسف کے بارے میں ام البنین کی رائے کو اچھی طرح جانتا تھا۔ ان کے ساتھ ملاقات خوش آئند ثابت نہیں ہوسکتی تھی لیکن اب حاضری بغیر کوئی چارہ بھی نہ تھا وہ بادل نخواستہ ام البنین کے پاس گیا' دیر تک اسے دروازے پر ٹھہرایا گیا پھر اجازت ملی تو اسے دیر تک کھڑا رہنے دیا گیا اور بیٹھنے کی اجازت نہ ملی۔ بڑی دیر بعد اس کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھا اور غضبناک انداز میں کہا اچھا تم ہو جو امیر المؤمنین پر حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن اشعث کے قتل کا احسان جتلاتے ہو۔ پھر ام البنین نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے قتل کا تفصیل سے جذباتی انداز میں تذکرہ کیا اور اس کے قبیح افعال شمار کئے اور گذشتہ روز جو اس نے ولید بن عبدالملک کے ساتھ عورتوں کے بارے میں گفتگو کی تھی اس کا منہ توڑ جواب دیا اور اس کے ساتھ حجاج کی بدصورتی اور بداخلاقی کا تذکرہ بھی کیا پھر اسے ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا کہ جو ایسی باتیں کرتا ہے اللہ اسے تباہ و برباد کرے اور غزالہ حروریہ کا نیزہ اس کے کندھوں کے درمیان پیوست ہو۔

أسد علي و في الحروب نعامة
ربداء تنفر من صفير الصافر
هلا برزت إلى غزالة في الوغى
أم كان قلبك في جناحي طائر
صدعت غزالة قلبه فوارس
تركت نواظره كأمس الدابر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''تو مجھ پر شیر اور جنگوں میں شتر مرغ ثابت ہوتا ہے۔ مصیبت کے وقت جسے سیٹی
بجانے والے کی سیٹی سے ڈر کر بھاگ جاتا ہے۔
تو لڑائی کے وقت غزالہ کے مقابلے میں کیوں نہ نکلا کیا تیرا دل پرندے کے دو
پروں کے درمیان واقع تھا۔
غزالہ نے شہسواروں سے اس کے دل کو ڈرا دیا اور اس کے سپاہیوں نے اسے
گذری ہوئی شام کی طرح کر چھوڑا۔''

پھر ام البنین نے اپنی ایک کنیز کو حکم دیا۔ اس نے حجاج بن یوسف کو دھتکارتے ہوئے محل سے نکال دیا۔

جو وہ ولید بن عبدالملک کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا سنائیے کیسا رہا؟ کیسی آؤ بھگت ہوئی۔

اس نے کہا امیر المؤمنین کچھ نہ پوچھئے۔ اس نے مجھے ایسی کڑوی کسیلی سنائیں کہ جی چاہتا تھا کہ زمین میں دفن ہو جاؤں۔ یہ سن کر خلیفہ ولید بن عبدالملک کھکھلا کر ہنسا اور اس نے زمین پر پاؤں مارتے ہوئے کہا:

حجاج یہ عبدالعزیز بن مروان کی بیٹی ہے۔ دیکھا اس کی جرأت اور حاضر جوابی کو تم بھی بڑے پھنے خاں بنے پھرتے تھے۔

ام البنین بنت عبدالعزیز عہد تابعین کی بڑی جلیل القدر عالم و فاضل خاتون تھی وہ بڑی با اثر' دانشور اور فضل و شرف والی خاتون تھی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ام البنین پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے جس نے خوبیوں کے محل تعمیر کئے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے' اسے ثواب جزیل سے نوازے اور اپنے کرم وعفو سے جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے۔ آمین

ام البنین بنت عبدالعزیز کے حالاتِ زندگی قلم بند کرنے کے لئے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ اخبار الموفقیات: ٤٧٦۔ ٤٧٩

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

٢ـ وفيات الأعيان: ٢/ ٤٤ـ٤٥

٣ـ عيون الأخبار: ١٦٩/١

٤ـ العقد الفريد: ٤٣/٥

٥ـ مروج الذهب: ١٦٧/٣ـ١٦٩

٦ـ سير أعلام النبلاء: ٣٤٣/٤

٧ـ تهذيب التهذيب: ٢١٠/٢

٨ـ البداية والنهاية: ١٣٩/٩

٩ـ صفة الصفوة: ٢٤٧/٤

١٠ـ زهر الآداب: ٦٥٨/١

١١ـ تاريخ دمشق: ٤٨١

١٢ـ بهجة المجالس: ٦٢٧/١

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ام سنان بنت خیثمہ رحمہا اللہ تعالیٰ

فصیحۃ البیان شاعرہ جس کی مروان بن حکم کے ساتھ داستان اور امیر معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ ملاقات کی کہانی تاریخ کی کتابوں میں منقول ہے۔ یہ جلیل القدر خاتون حق بات کہنے اور اپنی رائے کا برملا اظہار کرنے کے حوالے سے مشہور و معروف تھیں۔

عورتوں کی طرف سے حضرت علیؓ کی مددگار:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا لشکر' دھڑلے سے دوٹوک بات کرنے والی اور برملا اپنی رائے کا اظہار کرنے والی خواتین سے بھر پور تھا۔ ان جلیل القدر خواتین نے جنگ صفین میں بڑے کارنامے سرانجام دیئے جنھوں نے معاندین کے کان بند اور دل خوف زدہ کر دیئے۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ کی مددگار خواتین میں بکارہ الھلالیۃ، سودہ بنت عمارہ، ام الخیر بنت الحریش البارقیہ' زرقاء بنت عدی' عکرشہ بنت الاطش اور ہمارے ان صفحات کی معزز مہمان ام سنان بنت خیثمہ بن حرشہ المذجیہ ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی ایسی خواتین لشکر میں شامل تھیں جنہیں بڑی سلجھی ہوئی گفتگو کرنے کا سلیقہ آتا تھا۔ جنھوں نے میدان جنگ میں صفوں کے جھرمٹ اور چمکیلی تلواروں کے زیر سایہ متعدد حکمت و دانائی کی باتیں کہیں۔ انہیں بہادروں کی کثرت اور نیزوں' بھالوں اور تیروں کی بوچھاڑ خوف زدہ نہ کر سکے۔

جب دن بدل گئے' حالات تبدیل ہو گئے' حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی حکومت مستحکم ہو گئی تو انھوں نے فصیح و بلیغ اور عالمہ و فاضلہ خواتین کو خراج تحسین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پیش کرنے کے لیے اپنے دربار میں دعوت دی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان جلیل القدر خواتین کی فصاحت و بلاغت اور جرأت وشجاعت کو بنظر استحسان دیکھتے تھے۔ اگر کسی خاتون نے ان کے سامنے بھی سخت کلامی کا مظاہرہ کیا تو آپ نے بڑے حوصلے سے اس کی بات کو سنا اور کبھی کسی خاتون کو اس کی سخت کلامی پر کوئی سزا نہیں دی بلکہ واپسی پر انہیں قیمتی انعامات سے نوازا۔ ان زندہ جاوید خواتین میں سے ام سنان بنت خیثمہ بھی ہیں جن کے وہ اشعار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یاد رکھے جو انہوں نے جنگ صفین میں کہے تھے۔ اسی طرح ایک شامی شخص نے ان کے چند اشعار یاد کر لیے اور تاریخ کے حافظے میں وہ سب کچھ محفوظ ہو گیا جو ان لوگوں نے کہا تھا۔

مدینے سے شام کی طرف:

جب جنگ صفین اختتام پذیر ہوئی، ام سنان بنت خیثمہ مدینہ منورہ واپس آ گئیں، وہیں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ جب امیر معاویہ بن ابی سفیان حکمران بن گئے اور مروان بن حکم کو پہلے ۴۲ تا ۴۹ھ تک اور دوسری مرتبہ ۵۶ تا ۵۷ھ تک مدینہ منورہ کا گورنر نامزد کر دیا گیا۔

مروان بن حکم اور ام سنان کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا جس میں مروان اس جلیل القدر خاتون کے ساتھ بڑی ترش روئی اور سخت کلامی سے پیش آیا۔ یہ خاتون اس کی شکایت کرنے کے لیے امیر المومنین حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق تشریف لے گئیں کیونکہ مروان نے ان کے پوتے کو قید کر رکھا تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کی شکایت کو بڑے غور سے سنا جس فصاحت و بلاغت سے اس خاتون نے امیر معاویہؓ کے ساتھ بات چیت کی وہ تاریخ میں بڑی مشہور ومعروف ہوئی۔ آیئے شروع سے یہ کہانی سنیں:

مدینے کے گورنر مروان بن حکم نے بنولیث قبیلے کا ایک نوجوان گرفتار کیا، نوجوان کی دادی ام سنان بنت خیثمہ بن حرشہ المذحجیہ اس کے پاس آئیں، اپنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پوتے کے بارے میں گورنر سے بات کی اور چھوڑ دینے یا قید میں قدرے تخفیف کرنے کی درخواست کی۔ مروان بن حکم نے اس خاتون کی بات کو نہ مانا بلکہ انہیں خوب ڈانٹ پلائی اور جھڑک کر واپس جانے کا حکم صادر کر دیا۔ انہوں نے بھی گورنر کو بڑے سخت لہجے میں خوب سنائیں۔ پھر انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بات کرنے کے لیے دارالخلافہ دمشق جانے کا ارادہ کر لیا تاکہ ان سے اس ظلم کو رفع کرنے کے لیے درخواست کی جائے لہٰذا انہوں نے تیاری کی' رخت سفر باندھا اور دمشق روانہ ہوگئیں۔ دل میں مروان بن حکم پر شدید نفرت اور غصہ تھا' اس نے اس عظیم المرتبت خاتون کی قدر و منزلت کو نہیں پہچانا تھا اور اسے سفر کی تھکان اور مشقت برداشت کرنے پر مجبور کیا۔

ام سنان امیر معاویہؓ کی مجلس میں:

جب ام سنان دمشق آئیں تو انہوں نے امیر معاویہؓ سے ملاقات کے لیے اجازت طلب کی' اسے اجازت دے دی گئی' اس نے اپنا تعارف کروایا' آپ انہیں پہچان گئے اور انہیں کہا تشریف رکھئے۔ جب وہ بیٹھ گئیں تو فرمایا! اے بنت خیثمہ! خوش آمدید' فرمایئے کیسے تشریف آوری ہوئی۔ آپ تو میری قوم پر ناراض تھیں اور میرے خلاف دشمن کو طیش دلایا کرتی تھیں۔

انہوں نے کہا: امیر المومنین بنو عبد مناف بڑے پاکیزہ اخلاق، روشن خوبیوں اور وافر عقل و دانش والے تھے وہ علم کے بعد جہالت کا رویہ اختیار نہیں کرتے تھے۔ حلم و بردباری کے بعد وہ حماقت کا اظہار نہیں کرتے تھے اور معاف کر دینے کے بعد سزا نہیں دیتے تھے۔ اپنے آباؤ اجداد کے طرز عمل اختیار کرنے میں آپ سب لوگوں پر سبقت رکھتے ہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ام سنان آپ سچ فرماتی ہیں۔ ہمارے آباؤ اجداد ایسے ہی تھے۔ پھر وہ دیر تک خاموش رہیں۔ امیر معاویہؓ نے درج ذیل اشعار پیش

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے کہا: اے ام سنان! یہ آپ کے اشعار ہیں ان کے بارے میں اب آپ کا کیا خیال ہے؟

عزب الرقاد فمقلتی ما ترقد
والليل يصدى بالهموم ويورد
يا آل مذحج لا مقام فشمروا
ان العدو لآل احمد يقصد
هذا علیّ كالهلال تحفه
وسط السماء من الكواكب اسعد
مازال من شهد الحروب مظفراً
والنصر فوق لوائه ما يفقد

"سونے والے دور ہوئے میری آنکھ نہیں سوتی اور رات غموں کے ساتھ آتی جاتی رہتی ہے۔
خاندان مذحج آج کوئی چارہ نہیں تیاری کرلو بے شک دشمن نے خاندان احمد کا ارادہ کیا ہوا ہے۔
یہ علی (رضی اللہ عنہ) ہیں چاند کی مانند اور آسمان کے درمیان خوش بخت ستارے انہیں گھیرے میں لیے ہوئے ہیں۔
وہ جب بھی جنگوں میں شریک ہوتے ہیں کامیاب ہوکر لوٹتے ہیں اور کامیابی ان کے جھنڈے کے اوپر گم نہیں ہوتی۔"

ام سنان نے اپنے اشعار امیر معاویہؓ کی زبان سے بڑے غور سے سنے۔ اشعار ختم ہوئے تو ام سنان نے کہا: امیر المؤمنین! میں اپنے کہے ہوئے ان اشعار کا اعتراف کرتی ہوں لیکن ہماری دلی خواہش یہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد آپ مسند خلافت پر جلوہ نشین ہوتے۔ آپ ہی اس منصب کے لائق ہیں۔ اس سے پہلے کہ امیر معاویہؓ کوئی بات کرتے ہمنشینوں میں سے ایک شخص نے کہا! امیر المؤمنین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ مجھے اس خاتون کے ایسے اشعار یاد ہیں جو اس کی ان باتوں کے سراسر خلاف ہیں جو اب آپ کے سامنے یہ کررہی ہیں۔ اس نے یہ اشعار کہے:

اما هلكت ابا الحسين فلم تزل
بالحق تعرف هاديا مهديا
فاذهب عليك صلاة ربك ما دعت
فوق الغصون حمامة قمريا
فاليوم لا خلف يؤمل بعده
هيهات نمدح بعده انسيا

اگر تم ہلاک نہ ہوتے تو ہمیشہ برحق ھادی اور مھدی پہچانے جاتے۔

آپ جائیں آپ پر تیرے رب کی رحمت نازل ہو جب تک کبوتریاں اور قمریاں درختوں کی ٹہنیوں پر دعائیں کرتی رہیں۔

آج اس کے بعد کسی نائب کی امید نہیں رکھی جاسکتی۔ صد افسوس کہ ہم اس کے بعد کسی انسان کی تعریف کریں۔

اپنے یہ اشعار سن کر ام سنان حزم واحتیاط اور سچائی کی علامتوں کو اپنے چہرے پر ظاہر کرتے ہوئے اور امیر معاویہؓ کے ہم نشینوں کو نشانہ بناتے ہوئے بولیں:

اے امیر المؤمنین! زبان نے بات کی اور بات بالکل سچی تھی، اگر وہ چیز ثابت ہوگئی جو ہم نے خیال کی تھی تو یہ آپ کے نصیب کی بات ہے۔ بخدا ان حاشیہ برداروں کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں میں آپ کے بارے میں قدرے ناراضگی پیدا ہوئی۔ ان لوگوں کو اپنے پاس سے دور کردیں اگر آپ ان لوگوں کو یہاں سے بھگادیں گے تو آپ کو اللہ تعالیٰ کا مزید قرب حاصل ہوگا اور مسلمانوں کے دلوں میں آپ کی محبت پیدا ہوگی۔ امیر معاویہؓ ان کی باتیں سن کر انگشت بدنداں رہ گئے اور ان کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگے۔ ام سنان! میرے بارے میں آپ اتنے اچھے خیالات کا اظہار کر رہی ہیں؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے کہا: سبحان اللہ اے امیر المؤمنین! اللہ کی قسم آپ جیسے شخص کی ناحق تعریف نہیں کی جاتی اور نہ ہی جھوٹ بول کر معذرت کی جاتی ہے۔ آپ ہماری رائے اور دل کی بات سے بخوبی واقف ہیں۔ اللہ کی قسم جب حضرت علی رضی اللہ عنہ زندہ تھے تو وہ ہمیں آپ سے زیادہ عزیز تھے اب آپ ہمیں دوسروں سے زیادہ عزیز ہیں۔

امیر معاویہؓ نے پوچھا: جب تک میں زندہ ہوں آپ کے نزدیک کن لوگوں سے زیادہ عزیز ہوں۔

اس نے کہا: امیر المؤمنین مروان بن الحکم اور سعید بن عاصؓ سے زیادہ آپ ہمیں عزیز ہیں۔

فرمایا: ان دونوں پر مجھے کس بنا پر فوقیت حاصل ہے؟

اس خاتون نے کہا: عمدہ بردباری اور فیاضانہ انداز میں درگزر کرنے کی وجہ سے۔

امیر معاویہؓ نے فرمایا: وہ دونوں بھی میرے بارے میں یہی خیال رکھتے ہیں۔

انہوں نے کہا: ہاں! اللہ کی قسم ان کی بھی یہی رائے ہے جو آپ کی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں تھی۔

امیر معاویہؓ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم آپ نے قرب حاصل کرلیا۔

باہمی گفتگو یہاں ختم ہوئی امیر معاویہؓ نے اس کے بعد ان سے کوئی سوال نہ کیا۔

احترام واکرام اور حاجت براری:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں خاموشی چھا گئی۔ ام سنان نے دوٹوک گفتگو کرنے کے بعد چپ سادھ لی تھی۔ امیر معاویہؓ ام سنان کی باتوں سے بڑے خوش تھے لیکن ان کی آمد کے اصل مقصد کا امیر معاویہؓ کو علم نہ تھا لہٰذا ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: ام سنان! کوئی ضرورت ہو تو فرمائیں؟

انہوں نے کہا: امیر المؤمنین! آپ کا نامزد کردہ گورنر مدینہ منورہ میں مقیم ہے، وہ عدل و انصاف سے کام نہیں لیتا اور نہ ہی سنت کے مطابق کوئی فیصلہ کرتا ہے۔ وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی لغزشیں اور اہل ایمان کے عیوب ٹٹولتا رہتا ہے۔ اس نے میرے پوتے کو قید خانے میں ڈال رکھا ہے۔ میں اس کے پاس گئی اس نے مجھے جلی کٹی سنائیں، میں بھی خاموش نہ رہ سکی، میں نے اسے اینٹ کا جواب پتھر سے دیا اور اسے ناکوں چنے چبوائے، میں نے بھی اسے کڑوی کسیلی سنائیں۔ لیکن امیر المؤمنین! مجھے اپنے آپ پر افسوس ہوا کہ میں اس کے پاس گئی ہی کیوں! پہلے ہی آپ کے پاس کیوں نہ چلی آئی تاکہ آپ کے عفو و درگزر کی عمدہ عادت سے فائدہ اٹھاتی۔ بہر حال اب میں آپ کے پاس حاضر ہوئی ہوں امید ہے آپ میری مدد فرمائیں گے۔

امیر معاویہ نے فرمایا: آپ سچ کہتی ہیں میں آپ سے یہ بھی نہیں پوچھتا کہ آپ کے پوتے کو کس جرم کی پاداش میں گرفتار کیا گیا ہے۔ آپ تشریف لائی ہیں میں آپ کا احترام کرتے ہوئے اس کے لیے آزادی کا پروانہ لکھ دیتا ہوں پھر اپنے منشی کو حکم دیا۔ ام سنان کے لیے یہ حکم نامہ لکھ دو کہ اس کے پوتے کو رہا کر دیا جائے۔ ام سنان نے حضرت امیر معاویہؓ کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں اس نے کہا امیر المؤمنین! میں مدینہ منورہ واپس کیسے جاؤں میرا زادِ راہ ختم ہو چکا ہے، سواری بھی بہت کمزور ہو چکی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت معاویہؓ نے نئی سواری کے اہتمام کا حکم دیا اور پانچ ہزار درہم نقد ان کی خدمت میں پیش کیے وہ امیر معاویہؓ کو دعائیں دیتی ہوئی واپس ہوئیں۔

ام سنان مذحجیہ عہد تابعین کی ایک ممتاز خاتون تھیں جو صدق و صفا اور مہر و وفا کی خوگر، فصاحت و بلاغت اور حکمت و دانش کی پیکر ایک ایسی جلیل القدر خاتون تھیں جنہوں نے تاریخ میں اپنا نام پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ ام سنان بنت خیثمہ پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔ ان کی قبر کو سرسبز گلشن بنا دے۔ ان کی مغفرت فرمائے۔ وہ حقیقتاً صدق و صفا کی پیکر ایک مثالی خاتون تھیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ام سنان بنت خیثمہ کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ تاریخ دمشق: ۵۳۱
۲۔ شاعرات العرب: ۱۷۶
۳۔ سیر اعلام النبلاء: ۴۷۶/۳
۴۔ الاعلام زرکلی: ۲۰۷/۷
۵۔ العقد الفرید: ۱۰۸/۲
۶۔ تاریخ دمشق: ۵۳۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زینب بنت علیؓ

حدیث نبوی کی راویہ' محتاط رویہ اختیار کرنے والی' دانشور' فصیح و بلیغ خطیبہ' عظیم المرتبت خاتون جس نے اموی خلیفہ یزید بن معاویہ سے جرأت مندانہ انداز میں گفتگو کی۔

آباؤ اجداد کا عز و شرف:

ایک بابرکت بچی جس کا مدینۃ الرسول نے ۵ ھ کو استقبال کیا۔ اس بچی کی پیدائش معزز آباؤ اجداد کے گھرانے میں ہوئی۔ ان کے نانا ساری مخلوق سے بہتر' اعلیٰ' اکمل اور ارفع ذات رسول اللہ ﷺ تھے۔ اس سے بڑھ کر بھی کسی کے لیے کوئی بات باعث فخر ہو سکتی ہے؟

ان کی نانی صدیقۃ المومنات' ام المؤمنین' جہاں بھر کی خواتین کی سردار' سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کرنے والی عفت مآب دانشور، دیندار، غیرت مند، شریف الطبع، جنت کی بشارت پانے والی جلیل القدر اور عظیم المرتبت خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔

ان کی والدہ ہمارے آقا و محبوب' اللہ کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی لخت جگر فاطمۃ الزہراء تھیں جو اپنے زمانہ میں سارے جہان کی عورتوں کی سردار تھی' نبی کریم ﷺ کی سب سے زیادہ لاڈلی بیٹی تھیں یہ سب سے زیادہ شکل اور عادات میں اپنے ابا جان سے ملتی جلتی تھیں' یہ بڑی صابرہ' دیندار' نیک دل' صبر و شکر کرنے والی خاتون تھیں۔

ان کے والد سیدنا علی بن ابی طالبؓ تھے' یہ نبی کریم ﷺ کے شہسوار' آپ کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چچا کے بیٹے' بچوں میں سب سے پہلے آپؐ پر ایمان لانے والے' امیر المومنین' دو شہزادوں کے باپ پہلے ہاشمی جو ہاشمیوں میں پیدا ہوئے۔ بنو ہاشم کے پہلے خلیفہ' ان دس خوش نصیبوں میں سے ایک جنہیں جنت کی بشارت ملی۔ عالم ربانی' مشہور و معروف بہادر اور زبان زد عام زاہد و عابد تھے۔

ان کی دادی فاطمہ بنت اسد الھاشمیہ تھیں جنہیں پہلے مرحلے میں ہجرت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ پہلی ہاشمی خاتون جس نے ایک ہاشمی بچے کو جنم دیا۔ جب یہ فوت ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قمیص اس کے کفن میں شامل کر دی تاکہ اسے جنت کے چوغے پہنائے جائیں۔

ان کے دونوں بھائی حسن بن علی جو سردار' رسول اللہ ﷺ کے پھول' آپ کے نواسے اور جنت کے نوجوانوں کے سردار اور اپنے نانا رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل تھے اور ان کے دوسرے حقیقی بھائی حسین بن علی ہیں جو شریف الطبع رسول اللہ ﷺ کے نواسے اور دنیا میں آپ کے لیے ایک خوشبودار پھول تھے۔

یہ نوخیز بچی جس نے نبوی گھرانے میں جنم لیا زینب بنت علی بن ابی طالب الھاشمیہ رسول اللہ کی نواسی تھیں۔

علمی پاکیزہ نشو ونما:

شریف گھرانے کے صحن میں زینب بنت علی رضی اللہ عنہما اپنے نانا سیدنا رسول اللہ ﷺ کی شفقت' محبت اور نگرانی میں پلیں بڑھیں۔ فاطمہ الزہراءؓ کی آنکھوں کے سامنے پرورش پائی اور ان سے زندگی گزارنے کے طریقے سیکھے۔ زینب ابھی چھوٹی بچی ہی تھیں کہ ان کے نانا رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے پھر ان کی والدہ فاطمۃ الزہراء اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ انہوں نے اپنے ابا جان کو امیر البیان اور صحابہ کرامؓ میں عالم فاضل پایا۔ ان سے وافر مقدار میں علم حاصل کیا جس نے انہیں علم وادب اور معرفت کے اعتبار سے یکتائے زمانہ بنا دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابن عساکرؒ بیان کرتے ہیں کہ زینب بنت علی نے اپنی والدہ فاطمہ بنت رسول ﷺ، اسماء بنت عمیسؓ اور نبی کریم ﷺ کے غلام ذکوان سے حدیث بیان کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ زینب بنت علی سے محمد بن عمرو، عطاء بن السائب اور ان کی بھتیجی فاطمہ بنت الحسین بن علی نے حدیث بیان کی۔

ابن عساکر نے زینب بنت علی کے حوالے سے ایک روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ان الصدقة لا تحل لمحمد ولا لآل محمد وان مولی القوم منهم)) (تاریخ دمشق: ص ۱۲۰)

''بے شک صدقہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لیے حلال نہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قوم کا غلام انہی میں سے ہوتا ہے۔''

ذوالجناحین کے بیٹے کے ساتھ:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کے رشتے اپنے بھائی جعفر بن ابی طالب کے بیٹوں کے ساتھ کرنے کا تہیہ کر چکے تھے۔ زینب جب شادی کے قابل ہوئیں تو بنو ہاشم کے نوجوان ان سے شادی کی پیشکش کرنے لگے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی جعفرؓ کے بیٹے عبداللہ کے ساتھ اپنی بیٹی زینب کی شادی کا فیصلہ کر لیا تھا۔

عبداللہ بن جعفرؓ جو سردار، عالم فاضل ابو جعفر قرشی ہاشمی رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور و معروف ہوئے۔ حبشہ میں پیدا ہوئے۔ مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کی، خود بھی سخی اور سخی ذوالجناحین باپ کے بیٹے جود و سخا اور عزو کرم کے اعلیٰ معیار پر فائز، یہ بنو ہاشم کا آخری چشم و چراغ جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کر کے صحابی ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ یہ وہ خوش نصیب عبداللہ ہیں جن کے حق میں نبی کریم ﷺ نے برکت کی دعا کرتے ہوئے کہا:

((اللهم بارك له في تجارته))

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''الٰہی! اس کی تجارت میں برکت عطا کر۔''

اس کے ساتھ ساتھ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل تھے' آپ یہ فرمایا کرتے تھے:

((واما عبدالله فيشبه خلقي و خلقي)) (سير اعلام النبلاء: ۴۵۸/۳)

''عبداللہ عادت اور شکل وصورت میں میرے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔''

زینب نے اپنے اس معزز شوہر کے ساتھ زندگی بسر کی اور ان کے ہاں چار بیٹے علی' عون الاکبر' عباس اور محمد ہوئے اور ایک بیٹی ام کلثوم ہوئی۔

زینب جب اپنے خاوند کی طرف سے سخاوت کا خوشگوار انداز دیکھتیں تو بہت زیادہ خوش ہوتیں۔ سخاوت کا یہ دلکش انداز انہیں اپنے جود وسخا میں مشہور ومعروف خاندان نبوت سے ورثے میں ملا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بدوی مروان بن الحکم کے پاس آیا اور اپنی ضروریات کے لیے مدد طلب کی۔ اس نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا ہمارے پاس تو کچھ نہیں آپ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس جائیں۔ بدوی عبداللہ بن جعفرؓ کے پاس آ کر کہنے لگا:

ابو جعفر من اهل بيت نبوة
صلاتهم للمسلمين طهور
ابا جعفر ان الحجيج ترحلوا
وليس لرحلي فاعلمن بعير
ابا جعفر ضنّ الامير بماله
وانت على ما في يديك امير
ابا جعفر يا بن الشهيد الذى له
جناحان في اعلى الجنان يطير
ابا جعفر ما مثلك اليوم ارتجي
فلا تتركني بالفلاة اسير

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''ابو جعفر نبوت کے اہل بیت میں سے ہے، ان کی نماز مسلمانوں کے لیے شفا ہے۔

اے ابو جعفر! حاجی کوچ کر گئے، آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میری سواری کے لیے
کوئی اونٹ نہیں ہے۔

اے ابو جعفر! امیر نے اپنے مال سے بخل کیا ہے اور جو تیرے پاس ہے اس میں تو
باد شاہ ہے۔

اے ابو جعفر! اے اس شہید کے بیٹے جس کے دو پر ہیں اور جنت میں محو پرواز ہے۔

اے ابو جعفر! آج تجھ جیسے سے ہی میں امید رکھتا ہوں تو مجھے بیابان میں ہی نہ
چھوڑ دینا۔

ابو جعفر عبداللہ نے اشعار سن کر بدوی سے کہا، بوجھ لد چکا' جاؤ سواری پر جو ساز و سامان ہے سب تیرا ہے۔ دیکھنا تلوار سے دھوکا نہ کرنا میں نے یہ ایک ہزار دینار کی خریدی ہے۔

معرکوں کی بہادر زینب:

زینب کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ جلیل القدر خاتون بڑی دانشور، ذہین و فطین، فصیح و بلیغ، مضبوط دل، عظیم المرتبت اور اعلیٰ درجے کی خطیبہ تھیں یہ معرکہ کربلا میں اپنے بھائی حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھیں اور ان کی اولاد بھی ان کے ساتھ تھی۔

یہ سرزمین کربلا میں اپنے بھائی حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے خیمے کے ساتھ ہی پڑاؤ کئے ہوئے تھیں۔ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یہ رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا:

يا دهراف لك من خليل
كم لك بالاشراق والاصيل
من صاحب او طالب قتيل
والدهر لا يقنع يا بالبديل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وانما الامر الی الجلیل
و کل حی سالک السبیل

اے زمانے! ایک دوست کی طرف سے تجھ پر افسوس ہے کتنی ہی صبحیں اور شامیں گزر گئیں۔

افسوس ہے مقتول دوست اور طلب گار کی جانب سے اور زمانہ بدل پر قناعت نہیں کرتا۔

ہر معاملے کا دارومدار اللہ جلیل کے ہاں ہے ہر زندہ کو اس راستے پر جانا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یہ رجزیہ اشعار زو یا تین مرتبہ پڑھے۔ زینب یہ اشعار سن کر اپنی چادر کو گھسیٹتی ہوئی اپنے بھائی حسینؓ کے پاس پہنچیں۔ وہاں پہنچیں تو بڑا معرکہ برپا ہو چکا تھا۔ غم کا اظہار کرنے لگیں اس موقع پر حضرت حسین اپنی بہن کو وصیت کرتے ہوئے:

''دیکھنا میری بہنا! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو میرے غم میں گریبان چاک نہ کرنا، اپنے چہرے کو زخمی نہ کرنا۔ اگر میں مارا جاؤں تو میرے غم میں واویلا نہ کرنا''

حضرت حسینؓ میدان کربلا میں جام شہادت نوش کر گئے۔ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ جب انہیں افراد خانہ کے ہمراہ یزید بن معاویہؓ کے پاس لایا گیا تو انہوں نے بڑی بہادری سے اپنا موقف بیان کیا' انہوں نے مختصر انداز میں بڑی جچی تلی گفتگو کی۔ اس روز ان کی ہمشیرہ فاطمہ بنت علی نے کہا میری یہ بہن مجھ سے عمر میں بھی بڑی ہیں اور فہم و فراست میں بھی۔

تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ زینب اور یزید بن معاویہ کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زینب بڑی ذہین و فطین' معاملہ فہم اور مدلل گفتگو کرنے کی کامل صلاحیت رکھنے والی خاتون تھیں۔ ان کے قوی دلائل سن کر یزید نے چپ سادھ لی۔ انہیں اور ان کے ساتھ سارے قافلے کو بڑے اعزاز و اکرام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کیا اور نعمان بن بشیر الانصاری سے کہا اے نعمان اس قافلے کی جو ضرورت ہو وہ مہیا کرو اور اس کے ساتھ اہل شام کا کوئی دیانت دار اور نیک دل انسان قافلے کی دیکھ بھال کے لیے ساتھ بھیجنا، سفر طے کرنے کے لیے مناسب سواریوں کا اہتمام کرنا تاکہ انہیں راستے میں کوئی تکلیف نہ ہو۔ کام کاج سر انجام دینے کے لیے خدام بھی ان کے ساتھ بھیجیں۔

پھر قافلے میں شامل خواتین کو محل میں آرام کرنے کی پیش کش کی' خواتین کے ساتھ ان کے بھائی علی بن حسین (زین العابدین) بھی تھے۔ خواتین یزید کے دربار سے نکلیں اور اس کے محل میں داخل ہوئیں۔

آل معاویہؓ کی ہر خاتون نے روتے ہوئے ان خواتین کا استقبال کیا اور شہدائے کربلا کے غم میں آنسو بہاتے ہوئے اظہار افسوس کیا۔ خاص طور پر زینب بنت علی کی اولاد کی شہادت کا دلی صدمہ محسوس کیا۔ عون الاکبر اور محمد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان کربلا میں شہید کر دیے گئے اور اسی طرح آل جعفر کے باقی ماندہ شہداء کا غمناک انداز میں اظہار افسوس کیا۔

یزید بن معاویہؒ نے قافلے کے تمام افراد کو لباس بطور تحفہ دیا اور شامی قاصد کو ہدایات دیں تاکہ اہل قافلہ کو راستے میں کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ وہ قافلے کو رات کے وقت لے کر روانہ ہوا۔ ہر طرح سے اس کا خیال رکھا جاتا جہاں کہیں پڑاؤ کیا جاتا تو نگران اہل قافلہ سے دور ہو جاتے تاکہ یہ آرام کر سکیں۔ لیکن پہرے میں کوئی کوتاہی نہ برتتے۔ قافلے میں سے کسی کو کوئی بھی ضرورت پیش آتی اسے فوراً پورا کیا جاتا۔ وقفے وقفے کے بعد اہل قافلہ سے ان کی ضروریات کے بارے میں پوچھتے بھی جاتے یہاں تک کہ پرامن انداز میں سلامتی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

نیکی کا بدلہ نیکی:

مدینہ منورہ واپس آنے والے قافلے کے تمام افراد مصیبت زدہ اور غم میں مبتلا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھے لیکن زینب بنت علیؓ اس غمناک لمحات میں بھی سخاوت کرنا نہ بھولیں۔ انہوں نے حسب استطاعت فیاضی کا ثبوت دیا۔ وہ اور ان کی بہن فاطمہ بنت علی نے جود وسخا کے حوالے سے پوری دنیا کی خواتین کے لیے ایک مثال قائم کر دی۔

علامہ طبری اور ابن اثیر نے نقل کیا ہے کہ فاطمہ بنت علی بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنی بہن زینب سے کہا میری پیاری بہن! اس شامی شخص نے اتنے لمبے سفر میں ہمارے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کیا یہ بڑا ہی شریف الطبع اور نیک دل انسان معلوم ہوتا ہے ہمیں بھی اسے اپنی طرف سے کوئی تحفہ دینا چاہیے۔

زینب نے کہا آپ کی بات تو ٹھیک ہے لیکن ہمارے پاس اس وقت اسے دینے کے لیے زیورات کے علاوہ کچھ نہیں۔ چلو حوصلہ افزائی کے لیے یہی اس کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔ لہٰذا دونوں بہنوں نے اپنی کلائیوں سے کنگن اتار کر اس شخص کو پیش کرتے ہوئے کہا' ہماری طرف سے یہ ادنیٰ سا تحفہ قبول کر لیجیے آپ نے واقعی بڑی شرافت اور عظمت کا ثبوت دیا ہے۔ اس نے کہا! میں نے یہ سب کچھ کسی دنیاوی لالچ میں نہیں کیا۔ میں نے تو صرف اللہ کی رضا کے لیے یہ خدمت سرانجام دی ہے' آپ رسول اللہ ﷺ کے قریبی رشتہ دار ہیں، آپ کی خدمت ہمارا فرض ہے۔

حضرت زینب اس کی دلآویز باتیں سن کر بہت متاثر ہوئیں اور اسے وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

جو یہ چاہتا ہے کہ مخلوق خدا اس کی سفارش کرے اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی جی بھر کر تعریفیں کرے۔ یاد رکھیں جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے اللہ اسے سنتا ہے۔ ہر نمازی یہ جملہ ہر رکعت میں رکوع سے اٹھتے ہوئے کہتا ہے۔

سمع الله لمن حمده

''اللہ نے اس شخص کو سنا جس نے اس کی تعریف کی۔''

آپ بھی اگر اس کی حمد وثنا کریں گے تو وہ اپنی قدرت سے تیرے لیے آسانیاں پیدا فرمائے گا۔ تجھے یقیناً اس کا قرب حاصل ہوگا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قادر مطلق مالک کے پاس:

زینب اپنے بھائی اور دونوں بیٹوں کی شہادت کے بعد ایک سال سے زیادہ زندہ نہ رہیں۔ وہ ۶۲ھ میں داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت زینب کی وفات کس جگہ ہوئی البتہ بعض تاریخ کی کتابوں میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ انہیں مصر میں دفن کیا گیا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ سر زمین شام میں دفن ہوئی۔ کتاب ''الخطط التوفیقہ'' میں درج ہے کہ حضرت زینب بنت علی قاہرہ کے اس محلے میں مدفون ہیں جو ان کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ لیکن میری رائے یہ ہے کہ حضرت زینبؓ کا مصر جانا ثابت ہی نہیں نہ زندگی میں اور نہ ہی وفات کے بعد ان کے جسد کو مصر لے جایا گیا۔ غالب خیال یہی ہے کہ حضرت زینب بنت علیؓ مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں اور وہیں ان کو دفن کیا گیا۔

صابرہ و شاکرہ متقی' پرہیزگار خاتون حضرت زینب بنت علیؓ کو الوداع کہتے ہوئے ہم رسول اقدس ﷺ کی وہ حدیث پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جسے علی بن حسین نے اپنے نانا رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

((ما من مسلم يصاب بمصيبة فيتذكرها وان تقادم عهدها فيحدث لها استرجاعاً الا اعطاه من الاجر مثل يوم اصيب فيها۔)) (مسند احمد' ابن ماجه)

''کسی مسلمان کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اسے یاد کرتا ہے خواہ مصیبت کو گزرے کتنی دیر کیوں نہ ہو چکی ہو۔ وہ یاد کر کے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اتنا ہی اجر و ثواب عطا کرتا ہے جتنا مصیبت کے دن اسے عطا کیا تھا۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ زینب پر رحم فرمائے اور صابرین کے ساتھ جنت الفردوس میں لا کرے۔ آمین!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہما کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

١ ۔ الاعلام زرکلی: ٦٧/٣
٢ ۔ البدایہ والنہایہ: ٢٠٥/٧
٣ ۔ تاریخ طبری: ٣٣٩/٣ ۔ ٣٤٠
٤ ۔ تاریخ دمشق: ١٢٢ ۔ ١٢٣
٥ ۔ الکامل: ٨٨/٤
٦ ۔ سیر اعلام النبلاء: ٤٥٩/٣
٧ ۔ تہذیب التہذیب: ٣٧١/٩
٨ ۔ الطبقات ابن سعد: ٤٦٥/٨
٩ ۔ نسب قریش: ٤١
١٠ ۔ جمهرة انساب العرب: ٣٧/١
١١ ۔ الاصابة: ٣١٤/٤

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حفصہ بنت عبدالرحمٰن رحمہا اللہ تعالیٰ

علامہ العجلی کہتے ہیں کہ حفصہ بنت عبدالرحمان تابعیہ فقیہہ اور ثقہ خاتون تھیں' یہ حدیث نبوی کی راویہ تھیں' ان سے مروی احادیث صحیح اور سنن کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

فضائل کا میدان:

فضائل کے میدان میں سبقت حاصل کرنے کی دوڑ میں یہ جلیل القدر تابعیہ تمام خواتین سے آگے دکھائی دیتی ہیں۔ ان کے دادا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کیا جانیں کہ صدیق کا مرتبہ کیا تھا؟ ان کے لیے یہ فضل و شرف ہی کافی ہے کہ انہوں نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کیا۔ غار ثور میں وہ رسول اقدس ﷺ کے ساتھی تھے۔ اسلام میں ان کے اتنے بلند کارنامے ہیں کہ ایک کتاب میں ان کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ انہیں بہت سے ایسے کام سرانجام دینے کا شرف حاصل ہے جو سب سے پہلے انھوں نے سرانجام دیئے اور یہ اعزاز صرف انہیں ہی ملا کسی اور کو میسر نہ آیا۔ وہ تاریخ اسلام کے پہلے خلیفہ ہیں۔ سب سے پہلے انہیں امیر حج بنا کر بھیجا گیا۔ لوگوں نے انکی قیادت و راہنمائی میں یہ حج ۹ ھ کو ادا کیا۔ انہیں خلفائے راشدین میں سب سے پہلے اور افضل خلیفہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ وہ پہلے جلیل القدر صحابی جنہوں نے سب سے پہلے مکمل قرآن حکیم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ان کی دادی ام رومان بنت عامر بن عویمر الکنائیہ جو رسول اللہ ﷺ کی مددگار' خوش دامن' رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ' ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کی والدہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ماجدہ۔ ام رومان خواتین اسلام میں بڑی عالمہ فاضلہ تھیں۔ جنہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی' جو بڑی فرمانبردار، عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں جن کے بارے رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا:

((من سره ان ینظر الی امرءة من الحور العین فلینظر الی ام رومان))

''جس کا دل چاہتا ہو کہ ''حور عین'' میں سے کسی خاتون کو دیکھے تو وہ ام رومان کو دیکھ لے۔''

جن کی پھوپھی' باپ کی بہن ام المؤمنین وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا امام صدیق اکبر خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی' نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ محترمہ اور پوری امت کی خواتین میں سب سے زیادہ علم رکھنے والی تھیں۔

ان کی خالہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں جنہیں ام المؤمنین ہونے کا اعزاز حاصل تھا جن کا اصل نام سیدہ طاہرہ ہند بنت ابی امیہ بن مغیرہ تھا۔ جنہیں پہلے مرحلے پر ہجرت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جو حسب ونسب کے اعتبار سب خواتین میں زیادہ ممتاز مقام پر فائز تھیں۔ جو امہات المؤمنین میں سب سے آخر میں فوت ہوئیں۔ جن کا شمار فقیہہ صحابیات میں ہوتا ہے۔ ان کے والد عبدالرحمان بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما تھے۔ جو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے جو میدان جنگ کے شہسوار تھے۔ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے بڑے تھے جو بڑے مشہور ومعروف تیرانداز' نیزہ باز اور بہادر تھے۔ جنہوں نے جنگ یمامہ میں سات مشرکوں کو اپنی تلوار سے موت کے گھاٹ اتارا۔ ان کے لیے یہ بات باعث فخر ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے برادر نسبتی ہیں۔

ان کی والدہ ام المؤمنین ام سلمہ کی بہن قریبۃ بنت ابی امیہ المخزومیہ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا' نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئیں۔ وہ قدرے سخت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مزاج تھے ایک روز قریبہ بنت ابی امیہ ان سے کہنے لگیں میں آپ سے محتاط رہوں گی۔ انھوں نے جواباً کہا تو پھر معاملہ تیرے ہاتھ میں ہوگا۔ انہوں نے کہا میں صدیق اکبر کے فرزند ارجمند پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گی۔ یہ رشتہ بدستور قائم رہا' طلاق تک نوبت نہ پہنچی' یہ ان کے فضل وکرم اور عز وشرف کی بہت بڑی دلیل ہے۔

فضائل وانوار کے ماحول میں حفصہ بنت عبدالرحمان بن ابی بکر صدیق کی پرورش ہوئی۔ یہ ان مشہور ومعروف تابعیات میں سے تھیں جن سے احادیث رسول کو روایت کیا گیا۔

اپنی پھوپھی عائشہؓ کے ساتھ:

اپنی پھوپھی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی نگرانی میں حفصہ کو ہر طرح کی سہولت میسر آئی۔ حضرت عائشہؓ ان کے ساتھ بڑے پیار، محبت اور عزت سے پیش آتیں' ان کے حالات کو پیش نظر رکھتی' جب یہ جوان ہوئیں تو ان کی شادی قریش کے ایک بہادر نوجوان منذر بن زبیر بن عوام الاسدی سے ہوئی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ حضرت اسماءؓ کے فرزند ارجمند تھے۔ منذر امیر معاویہؓ کے ساتھ منسلک ہوئے۔ امیر معاویہؓ نے اپنی وصیت میں یہ کہا تھا کہ میری میت کو غسل دینے کے لیے منذر کو شریک کیا جائے۔ منذر کے بہت سے واقعات مشہور ومعروف' ہیں انہوں نے ۷۳ھ کو اپنے بھائی عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ شانہ بشانہ لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

علامہ ابن سعد نے اپنی کتاب ''الطبقات'' میں ذکر کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے منذر کی شادی اپنی بھتیجی حفصہ کے ساتھ اپنے بھائی عبدالرحمان کی غیر موجودگی میں طے کر دی۔ وہ جب سفر سے واپس آئے تو انہوں نے یہ رشتہ نامنظور کر دیا لیکن چند دنوں کے بعد انھوں نے اپنی بیٹی کے حالات پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے ہوئے سوچا تو انہیں محسوس ہوا کہ بہن نے یہ رشتہ ٹھیک ہی طے کیا تھا تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس نے منذر کو بلایا اور اپنی بیٹی حفصہ کی ان کے ساتھ شادی کر دی۔

یہ شادی بڑی مبارک ثابت ہوئی' ان کے ہاں دو بیٹے عبدالرحمٰن اور ابراہیم پیدا ہوئے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام قرینہ رکھا گیا۔ یہ بچے اپنے ماں باپ کی نگرانی میں پلے بڑھے اور اپنے دور کے مشہور و معروف عالم فاضل بنے۔

روایت اور حفظ:

شاید وہ گھرانہ جس میں حفصہ بنت عبدالرحمٰن نے زندگی بسر کی اور وہ خاندان جس کی نگرانی میں انہوں نے پرورش پائی اسی کی وجہ سے انہوں نے حدیث نبوی کی ثقہ راویہ بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن نے اپنے قریبی رشتہ داروں سے احادیث روایت کیں۔ وہ رشتہ دار تمام کے تمام حفظ اور مضبوط علم کے حوالے سے ممتاز مقام پر فائز تھے۔

انہوں نے اپنے والد عبدالرحمان بن ابی بکر' اپنی پھوپھی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ سے حدیث روایت کی۔ یہ صحابیات میں سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ کے حالات زندگی کو جانتی تھیں۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ اور ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے خواتین اسلام میں سب سے زیادہ احادیث نبویہ کو روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے (۲۲۱۰ احادیث) روایت کیں اور ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے (۳۷۸ احادیث) روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

جن حضرات نے حفصہ بنت عبدالرحمٰن سے احادیث روایت کیں وہ تمام تابعین میں سے بڑے بڑے علماء تھے اور وہ سبھی فن حدیث کے شناور تھے۔ ان میں سے عداک بن مالک' عبدالرحمٰن بن سابط' یوسف بن ماھک اور عون بن عباس قابل ذکر ہیں۔ حفصہ بنت عبدالرحمٰن کی مرویات صحیح اور سنن میں مذکور ہیں۔ امام مسلم نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کی روایات کو اپنی کتاب میں اور امام ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔

علمائے حدیث نے حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن کو ثقہ راویہ قرار دیا ہے۔

علامہ عجلی بیان کرتے ہیں حفصہ بنت عبدالرحمٰن ثقہ راویہ ہیں۔ ابن حبان نے بھی اپنی کتاب ''الثقات'' میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

ان کے فقہی و علمی واقعات:

حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے علم حاصل کیا' وہ اکثر و بیشتر اپنی پھوپھی کے پاس رہا کرتی تھیں اور گھریلو کاموں میں ان کا ہاتھ بٹایا کرتی تھیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ شرعی امور اور عورتوں کے مخصوص مسائل کے بارے جو بھی ارشاد فرماتیں یہ اسے غور سے سنتیں اور اپنے حافظے میں محفوظ کر لیتیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حفصہ بنت عبدالرحمٰن کو شرعی لباس اور شرعی پردے کے بارے تعلیم دی۔

ابن سعد نے علقمہ بن ابی علقمہ اور انہوں نے اپنی والدہ سے روایت کیا۔ فرماتی ہیں کہ میں نے حفصہ بنت عبدالرحمان بن ابی بکر کو دیکھا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئیں' انہوں نے ایک ایسا باریک دوپٹہ زیب تن کیا ہوا تھا جس سے گریبان صاف دکھائی دے رہا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے ان کا باریک دوپٹہ پھاڑ دیا اور یہ ارشاد فرمایا ''کیا تو جانتی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں پردے کے بارے میں کیا حکم نازل کیا ہے؟

پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دوسرا دوپٹہ منگوایا جو قدرے موٹا تھا حفصہ کو پہنا دیا۔ حضرت عائشہؓ کے پیش نظر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ حکم تھا:

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ﴾ (النور: ۳۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''عورتوں کو چاہیے کہ اپنی چادریں اپنے گریبانوں پر ڈال لیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔''

اس کے بعد حضرت حفصہ بنت عبدالرحمان نے اپنی پوری زندگی ویسا ہی لباس پہنا جس کی تلقین ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے اسے کی تھی۔

تاریخ حضرت حفصہ بنت عبدالرحمان کی وفات کے بارے میں خاموش ہے۔ ہمیں تاریخ کے حوالے سے وفات کے بارے میں کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ البتہ ان کی مرویات علماء ومحدثین کے اذہان میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ حفصہ پر رحم فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے۔ آمین!

حضرت حفصہ بنت عبدالرحمان کے حالات زندگی قلم بند کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ طبقات ابن سعد: ۷۲/۸

۲۔ تہذیب التہذیب: ۱۷۲/۷

۳۔ اعلام النساء: ۲۷٤/۱

٤۔ نسب قریش: ۲٤٤

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الزرقاء بنت عدی رحمہا اللہ تعالیٰ

فصیحہ، بلیغہ، شجاعہ اور جریئہ جلیل القدر خاتون جو امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف لے گئیں اور ان کے ساتھ جرأت مندانہ انداز میں فصاحت و بلاغت کے پیرائے میں گفتگو کی جو تاریخ میں بڑی مشہور و معروف ہوئی۔

جماعت المسلمین (صلح) کا سال:

جب بھی جماعت المسلمین کے سال کو یاد کیا جاتا ہے تو ہر انسان خوشی کے بے پناہ جذبات و احساسات سے پھولا نہیں سماتا۔ وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ دنیا اس کے چاروں اطراف سے وسیع ہو چکی ہے جو کہ پہلے بڑی تنگ دکھائی دیتی تھی۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ سارا جہان ہلال عید کے طلوع ہونے کا منتظر تھا جسے دیکھ کر خوشیوں نے اسے ڈھانپ لیا ہے، ہر طرف مسرت و شادمانی کی شہنائیاں بج رہی ہیں۔

جب بھی جماعت المسلمین کے سال کو یاد کیا جاتا ہے یہ ضروری ہے کہ اس کے ساتھ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی کیا جائے، اس لیے کہ جماعت المسلمین اس سال ان کے ارد گرد جمع ہو گئی تھی۔ سب مسلمانوں نے ان کی سیادت و قیادت کو تسلیم کر لیا تھا اور انہیں اپنا امیر بنا لیا تھا۔ تمام مسلمان اس اتحاد سے بہت زیادہ خوش ہوئے چونکہ یہ اتحاد طویل عرصے تک تباہ کن افتراق کے بعد منظر عام پر آیا تھا۔ اس باہمی افتراق میں بہت سے لوگ مارے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس فتنے کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا جائے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ صلح سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے ذریعے کروائی۔ اس صلح کے نتیجے میں مسلمان پھر ایک لڑی میں پرو دیے گئے اور اس سے رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی بھی سچی ثابت ہوئی جیسا کہ ابو بکرہ سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مروی حدیث میں مذکور ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھا' آپ کے پہلو میں حضرت حسنؓ بیٹھے ہوئے تھے' آپ نے اپنے خطاب کے دوران یہ ارشاد فرمایا:

''میرا یہ بیٹا سردار ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت حسنؓ کے ذریعے حضرت علی بن ابی طالبؓ اور حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے ساتھیوں کے درمیان صلح کرادی مگر اس صلح سے ان احباب کے دل متاثر نہیں ہوئے جو حضرت علیؓ کے ساتھ بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ حضرت امیر معاویہؓ اس کے متعلق خوب جانتے تھے اور وہ ان مردوں اور عورتوں کو بھی جانتے تھے جو حضرت علیؓ کے ساتھ والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ ''العقد الفرید'' میں منقول ہے کہ ایک روز ابو طفیل حضرت معاویہؓ کے پاس آئے' آپ نے اس سے پوچھا کہ آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کتنی محبت ہے۔ اس نے کہا جتنی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس کی والدہ کو تھی۔ امیر معاویہؓ نے پوچھا! تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات پر کتنا اور کس انداز میں روئے تھے؟

اس نے کہا: جس طرح کوئی بوڑھی عورت اپنے گم شدہ بچے پر یا کوئی بوڑھا اپنے لخت جگر کے انتظار میں روتا ہے اور میں اپنی کوتاہیوں کا شکوہ اپنے اللہ کی بارگاہ میں کرتا ہوں۔

آغاز اسلام میں خلفائے راشدین کے دور میں اور خاص طور پر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں خواتین جنگی معرکوں میں مشارکت سے الگ تھلگ نہ رہیں۔ تاریخ میں عورت کا بہت بڑا حصہ تھا۔ دربار خلافت' امراء اور گورنروں کے ہاں عورت کی بات کو سنا جاتا تھا اور بسا اوقات خواتین کی رائے کو باقاعدہ نافذ بھی کر دیا جاتا تھا۔ خواتین نے اس سنہری دور میں تلوار اور زبان کے ذریعے عقیدے کا دفاع کیا۔ اجتماعی فضا میں عورت نے بڑے کارنامے سرانجام دیئے اور میدان ہائے جنگ میں عورتوں نے بہادری کے جوہر دکھلائے اور سربراہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مجالس میں فصاحت و بلاغت کے پیرائے میں اپنا موقف اس خوبی سے پیش کیا کہ امیر معاویہ بن ابی سفیان جیسے جلیل القدر حکمران حیرت زدہ رہ گئے۔

ہم جانتے ہیں کہ متعدد خواتین حضرت امیر المومنین معاویہ بن ابی سفیانؓ کے پاس تشریف لائیں۔ ان میں سودہ بنت عمارۃ' ام الخیر بنت الحریش البارقیہ' ام سنان بنت خیثمہ قابل ذکر ہیں اور ان کے علاوہ بھی تاریخ اسلام کی بہت سی ایسی خواتین امیر معاویہؓ کے پاس دارالحکومت دمشق میں تشریف لائیں جنھوں نے اپنے کارناموں کے ذریعے سے تاریخ میں اپنا نام پیدا کیا۔

آج ہم ایک ایسی جلیل القدر خاتون کے واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں جو مقام و مرتبے کے اعتبار سے دیگر خواتین سے کسی طرح بھی پیچھے نہیں۔ یہ عظیم المرتبت خاتون زرقاء بنت عدی بن مرہ الھمدانیہ الکوفیہ ہیں۔ یہ بڑی بہادر' دلیر اور فصیح و بلیغ خاتون تھیں' گفتگو کی چابیاں ان کے ہاتھ میں رہتیں۔ الفاظ ہاتھ باندھ کر ان کے سامنے کھڑے رہتے۔ امیر معاویہؓ کے ساتھ جو انہوں نے گفتگو کی وہ ان کی جرات و شجاعت اور فصاحت و بلاغت پر دلالت کرتی ہے۔

تم میں سے زرقاء کی باتیں کس کو یاد ہیں؟

دمشق میں حضرت امیر معاویہؓ کی مجلس میں بنوامیہ کی اہم شخصیات شریک ہوا کرتی تھیں۔ بنوامیہ کے علاوہ بہت سے ایسے افراد شریک مجلس ہوا کرتے تھے جنہیں لوگوں میں بلند مرتبہ، اعلیٰ مقام اور خاص اہمیت حاصل تھی۔ وہ مجالس ہی کیا جن میں معاشرے کے سردار اور معزز لوگ شریک نہ ہوں۔

امیر معاویہؓ ان اہم شخصیات کے ساتھ رات کے وقت دیر تک گزرے ہوئے واقعات پر تبادلہ خیال کیا کرتے تھے۔ ایک رات آپ نے قوم کے معززین کے ساتھ زرقاء بنت عدی الکوفیہ کے اس کلام کا تذکرہ کیا جو وہ عین لڑائی کے دوران نیزوں اور تلواروں کی جھنکار میں حکمت بھری باتیں کیا کرتی تھیں۔ وہ کہا کرتی تھیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"ان المصباح لایضئی فی الشمس والکوکب لا یبصر فی القمر"

''بلا شبہ چراغ دھوپ میں روشنی نہیں دیتا اور نہ ہی ستارہ چاند کی چاندنی میں دکھائی دیتا ہے۔''

مزید وہ فرماتی ہیں کہ جس نے ہم سے راہنمائی حاصل کی ہم نے اسے راہنمائی دی۔ امیر معاویہؓ کے خیال میں اس کی یہ تصویر ابھری کہ وہ میدان میں سرخ رنگ کے قد آور اونٹ پر سوار میدان میں چکر لگاتی اپنی قوم بنو ھمدان سے خطاب کرتی ہیں، ان کی جرأت کو ابھارتی ہیں اور انہیں جنگ صفین کے میدان میں اترنے کے لیے برانگیختہ کرتی ہیں۔ امیر معاویہؓ تھوڑی دیر اپنے خیالوں میں مستغرق رہنے کے بعد چوکس ہوئے پھر آپ نے اہل مجلس کے سامنے زرقاء کی باتوں کا تذکرہ کیا۔ صورت حال یہ تھی کہ اہل مجلس میں بہت سے حاضرین ایسے تھے جنہیں زرقاء کا کلام حرف بحرف یاد تھا اور بعض کے ترکش میں تو تیروں کی مانند زرقاء کی باتیں محفوظ تھیں۔

امیر معاویہؓ نے اہل مجلس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا: ''کیا تم زرقاء بنت عدی کو جانتے ہو؟''

سب نے کہا: ''ہاں! امیر المومنین ہم اسے جانتے ہیں۔''

آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جس کو اس کی وہ باتیں یاد ہیں جو اس نے جنگ صفین کے دوران کہی تھیں؟''

حاضرین میں سے ایک نے کہا: امیر المؤمنین! ہم سب کو ان کی تمام باتیں حرف بحرف یاد ہیں۔ یہ بات سن کر امیر معاویہؓ خاموش ہو گئے اور حاضرین مجلس کے چہروں کو بڑے غور سے دیکھنے لگے۔ پھر آپؓ نے فرمایا: ''زرقاء کے بارے میں تمہارا کیا مشورہ ہے؟''

ان میں سے بعض نے کہا: ہم تو آپ کو اسے قتل کرنے کا ہی مشورہ دیں گے۔

امیر معاویہؓ نے بڑے ہی دھیمے لہجے میں کہا تم نے مجھے بہت ہی برا مشورہ دیا ہے پھر آپ یہ فرمانے لگے کیا میرے جیسے شخص کے لیے یہ بات اچھی ہوگی کہ لوگ میرے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بارے میں یہ باتیں کریں کہ اس نے اقتدار ملنے کے بعد ایک خاتون کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اللہ کی قسم! ایسا کبھی نہیں ہوگا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صبح ہونے کا انتظار بھی نہیں کیا۔ رات کے وقت ہی کاتب کو بلایا اور اسے یہ حکم دیا کہ کوفے کے گورنر کو خط لکھو کہ وہ زرقاء بنت عدی الھمدانیہ کو اس کے قریبی رشتہ داروں اور قوم کے شہسواروں کے ہمراہ دمشق روانہ کریں اور گورنر کو یہ بھی حکم دیا کہ اس جلیل القدر خاتون کو پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ دمشق پہنچایا جائے۔

جب یہ خط کوفے کے گورنر کو ملا وہ فوراً یہ خط لے کر زرقاء بنت عدی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے یہ خط سنایا۔ زرقاء بنت عدی نے خط سن کر ارشاد فرمایا:

مجھے امیر المؤمنین کی دعوت قبول ہے' میں ان کی حکم عدولی کرنے والی نہیں ہوں۔ اگر انھوں نے مجھے اختیار دیا ہے تو پھر میں اپنے شہر کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی اور اگر ان کا حکم ہے تو امیر المؤمنین کی اطاعت واجب اور ضروری ہے۔ گورنر نے کہا یہ امیر المؤمنین کا حکم ہے۔ گورنر نے ان کے لیے بہترین سواری اور زادِ راہ کا اہتمام کیا اور بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ اس قافلے کو دارالحکومت دمشق کی طرف روانہ کیا۔

زرقاء اور معاویہؓ:

جب زرقاء امیر معاویہؓ کے پاس دمشق پہنچیں' اندر آنے کی اجازت طلب کی' اجازت دی گئی۔ آپ اندر تشریف لائیں اہل مجلس کو سلام کیا!

امیر معاویہؓ نے انہیں وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا: اور انہیں مرحبا اھلاً وسھلاً کہا اور یہ پوچھا خالہ جان کیا حال ہے سفر کیسا رہا؟

اس نے کہا امیر المؤمنین! میں خیریت سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر ہمیشہ اپنی نعمتوں اور فضل و کرم کو نچھاور کرتا رہے۔ میرا یہ سفر بہت اچھا گزرا' میں نے اتنا آرام اس سے پہلے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا نہ لڑکپن کے زمانے میں اور نہ ہی اپنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بچپن میں۔

حضرت معاویہؓ نے فرمایا: ''اس کام میں نے ہی اپنے گورنر کو حکم دیا تھا' جب مجلس اختتام پذیر ہوئی سب لوگ دست بستہ کھڑے ہوئے' امیر معاویہ نے کہا! خالہ جان! کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے آپ کو یہاں کیوں بلایا ہے؟

انہوں نے کہا: دلوں کے بھید تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے میں بھلا کیوں جانوں کہ آپ نے مجھے کیوں یہاں بلایا ہے؟

حضرت امیر معاویہؓ نے کہا: خالہ جان میں نے آپ کو یہاں اس لیے بلایا تا کہ آپ سے یہ پوچھوں کہ آپ جنگ صفین میں سرخ رنگ کے اونٹ پر سوار اپنے زور خطابت سے لڑائی کو بھڑکا رہی تھیں' لوگوں کو لڑائی کے لیے برانگیختہ کر رہی تھیں' آپ کو ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا تھا؟

اس نے کہا: امیر المؤمنین! سر کچلا گیا' دم کاٹ دی گئی، جو چلا گیا وہ واپس نہ آئے گا' زمانہ بڑے حادثات وواقعات کا محور ہے' جس نے غور وفکر کیا اس نے نتائج دیکھ لیے، ایک کے بعد دوسرا واقعہ رونما ہوتا ہی رہتا ہے۔

امیر معاویہؓ نے ان سے کہا: کیا آپ کو اپنا وہ کلام یاد ہے جو جنگ صفین کے دن آپ نے اپنی زبان سے ادا کیا تھا؟

اس نے کہا: بخدا نہیں مجھے یاد نہیں میں بھول چکی ہوں۔ میری حالت یہ ہو چکی ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں مذکور ہے:

﴿وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّى وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْباً﴾ (مریم: ٤)

''میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں اور سر بڑھاپے سے سفید ہو گیا۔''

﴿وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيّاً﴾ (مریم: ٨)

''اور میں بڑھاپے کی انتہائی عمر کو پہنچ گیا۔''

امیر المؤمنین وہ دن بیت گئے۔ امیر معاویہؓ نے فرمایا لیکن مجھے اے خالہ جان! سب یاد ہے ذرا ذرا۔ میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ خطاب کے دوران آپ کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الفاظ یہ تھے:

لوگو! خیال کرو، واپس آؤ، تم فتنے میں مبتلا ہو چکے ہو، تاریکی کے غولوں نے تمہیں ڈھانپ لیا ہے، تمہیں اس تاریکی نے سیدھے راستے سے ہٹا دیا ہے۔ افسوس ہے اس اندھے بہرے فتنے پر جس میں کسی کی بات سنی نہیں جاتی اور نہ ہی ہانکنے والے کی کوئی بات مانی جاتی۔

لوگو! دھوپ میں چراغ روشنی نہیں دیتا، چاندنی میں ستارہ نہیں دیکھا جاتا۔ خچر دوڑ کر گھوڑے سے آگے نہیں نکل سکتی۔ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ جس نے ہم سے راہنمائی حاصل کی ہم اسے اپنی طرف سے راہنمائی دیں گے۔ جس نے کوئی سوال کیا ہم اسے اس کا جواب دیں گے۔ بلاشبہ حق اپنی گمشدہ چیز کو ڈھونڈ رہا تھا تو اس نے اسے پالیا۔

اے مہاجرین و انصار کے گروہ! صبر کرو، افتراق و جدائی کا زخم مندمل ہوا ہی چاہتا ہے۔ عدل و انصاف کی بات اب ملا ہی چاہتی ہے۔ حق باطل پر غالب آ گیا۔ کوئی بھی جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ نہ کہے کہ اب یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا﴾ (الانفال: ٤٤)

''اللہ کام کو پورا کر کے رہے گا۔''

خبردار! عورتوں کا خضاب، مہندی اور مردوں کا خضاب خون ہوا کرتا ہے۔ صبر کا انجام ہمیشہ اچھا ہوا کرتا ہے۔ لڑائی میں ہمیشہ آگے بڑھو، پیچھے نہ ہٹو اور نہ ہی زمین پر نیچے گرو جو میدان میں آج ڈٹ جائے گا مستقبل اسی کا ہو گا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بات کرتے ہوئے خاموش ہوئے۔ اہل مجلس بڑی توجہ سے امیر معاویہؓ کی باتیں سن رہے تھے۔ امیر معاویہؓ زرقاء کا کلام دہرا رہے تھے، وہ اس کے سامنے تھی، انہیں کچھ یاد نہ تھا کہ جنگ صفین کے دوران اس نے کیا کچھ کہا تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اپنی ضرورت بتائیں:

حضرت معاویہؓ نے جنگ صفین کے دوران زرقاء کا سارا خطبہ اور کلام اس مجلس میں حرف بحرف دہرا دیا تو کہا:

اے زرقاء! آپ علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ شریک جنگ تھیں۔

اس نے کہا: امیر المؤمنین اللہ آپ کو خوش رکھے۔ ہمیشہ تمہیں سلامت رکھے۔ بخدا آپ جیسے لوگ ہی اچھی بشارت دیتے ہیں اور اپنے ہم نشینوں کو خوش کرتے ہیں۔

امیر معاویہ نے بڑی حیرانگی سے کہا: اے زرقاء! میری باتوں سے آپ کو خوشی ہوئی۔

اس نے کہا: اللہ کی قسم آپ کی بات نے مجھے خوش کر دیا ورنہ آج میرے اس کارنامے کی تصدیق کرنے والا کون تھا؟

یہ بات سن کر امیر معاویہؓ ہنس پڑے اور فرمایا:

اے زرقاء! اللہ کی قسم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد تمہاری ان کے ساتھ وفاداری' ان کی زندگی میں ان کے ساتھ تمہاری محبت سے میرے لیے زیادہ حیران کن ہے۔ پھر مجلس پر خاموشی چھا گئی۔ حضرت معاویہؓ نے اہل مجلس کے چہروں کو غور سے دیکھا۔ آپ نے یہ بات محسوس کی کہ سب اہل مجلس اس خاتون کی فصاحت و بلاغت سے انگشت بدنداں ہیں۔ اہل مجلس اس صورت حال سے بھی بڑے حیران دکھائی دیتے ہیں کہ یہ خاتون بغیر کسی خوف و خطر کے امیر المؤمنین کی مجلس میں باتیں کر رہی ہیں اور اس انداز پر بھی بڑے متعجب ہیں کہ یہ اپنا موقف بڑی جرأت اور دو ٹوک انداز میں بیان کر رہی ہیں۔ اس موقع پر امیر معاویہؓ نے فرمایا:

خالہ جان کوئی ضرورت ہو تو بتائیں؟ انہوں نے بڑے ہی اختصار کے ساتھ فصاحت اور مدح کے ملے جلے الفاظ میں جواب دیا۔

میں ایک عورت ذات ہوں' میں نے یہ قسم کھا رکھی ہے کہ میں کسی سے کوئی ایسا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سوال نہیں کروں گی جو اس کے لیے کسی دشواری یا مشقت کا باعث بنے۔ حضرت معاویہؓ کو اس کا یہ مختصر اور فصاحت سے آراستہ جواب بہت پسند آیا اور فرمایا: خالہ جان آپ بالکل سچ کہتی ہیں۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ حضرت زرقاء اور ان کے ساتھ آنے والے تمام افراد کو قیمتی تحائف پیش کیے جائیں۔ عمدہ لباس دیا جائے اور دلکش انعامات سے نوازا جائے۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ زرقاء بنت عدی کے قافلے کو روانہ کیا، کوفہ میں ان کے لیے جائداد بھی الاٹ کردی گئی اور انہیں پہلے سال سولہ ہزار درہم عطا کیے۔ حضرت زرقاء نے ۶۰ ھ میں وفات پائی اور کوفہ میں انہیں دفن کیا گیا۔

یہ عہد تابعین میں یکتائے روزگار خاتون تصور کی جاتی تھیں۔ خلفاء کے درباروں میں ان کی بات کو سنا جاتا اور انہیں اہمیت دی جاتی تھی۔ تاریخ کے کانوں میں ہمیشہ گونجنے والی ایک بات اس نے اپنے ورثے میں چھوڑی کہ ''زمین اور اہل زمین کا وارث اللہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ زرقاء بنت عدی پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے اور ان پر اپنے انعام واکرام کی بارش کرے جیسے اس نے منعم علیہم خوش نصیب لوگوں پر اپنی نعمتیں تمام کیں۔

﴿سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم﴾

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مصادر ومراجع

۱۔ القران الکریم

۲۔ صحیح البخاری ۔ صحیح المسلم

۳۔ الاخبار الموفقیات (تالیف : زبیر بن بکار، تحقیق۔ ڈاکٹر سامی مکی العانی، مطبعه العانی بغداد ۱۹۷۲)

٤۔ اسدالغابة فی معرفة الصحابة (تالیف: ابن اثیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

٥۔ الاعلام (تالیف: خیرالدین الزرکلی، دارالعلم لملاینیس، بیروت ۱۹۸۹م)

٦۔ الاصابة فی تمییزالصحابه (تالیف: ابن حجر العسقلانی، دارالکتاب العربی، بیروت)

۷۔ اعلام النساء (تالیف: عمر رضا کحاله، موسسة الرساله، بیروت ۱۹۸۹م)

۸۔ الأغانی (تالیف: ابوالفرج اصبهانی ، دارالفکر، بیروت)

۹۔ الام (تالیف: امام شافعیؒ، مکتبه الکلیات الازهریه ، القاهره)

۱۰۔ امالی المرتضیٰ (تالیف: الشریف المرتضیٰ، تحقیق: محمد ابوالفضل ابراهیم، داراحیاء الکتب العربیه ، القاهره ١٩٥٤م)

۱۱۔ انساب الاشراف (تالیف: بلاذریؒ، تحقیق: ڈاکٹر محمد حمید الله ، دارالمعارف، مصر)

۱۲۔ البدایه والنهایه(تالیف: ابن کثیر، تحقیق: ڈاکٹر احمد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابو ملحم، دارالکتب العلمية، بيروت)
۱۳۔ بهجة المجالس وانس المجالس (تاليف: ابن عبدالبر، تحقيق: محمد موسیٰ الخولی، دارالکتب العلمية، بيروت)
۱۴۔ تاريخ الاسلام ووفيات المشاهير والاعلام (تاليف: علامه ذهبی، تحقيق: ڈاکٹر عمر عبدالسلام تدمری، دارالکتب العربيه، بيروت ۱۹۸۷ م)
۱۵۔ تاريخ الامم والملوك (تاليف: علامه طبری، دارالکتب العلميه، بيروت ۱۹۸۸ م)
۱۶۔ تاريخ الخلفآء (تاليف: علامه سيوطی، دارالفكر ۱۹۷۴ م)
۱۷۔ تاريخ الدمشق تراجم النساء (تاليف: ابن عساكر، تحقيق: سكينة الشهابی' دارالفكر ،دمشق)
۱۸۔ تقريب التهذيب (تاليف: ابن حجر العسقلانی، تحقيق: عبدالوهاب عبداللطيف، دارالمعرفة ، بيروت)
۱۹۔ تهذيب الاسمآء واللغات (تاليف: امام نووی، دارالکتب العلمية، بيروت)
۲۰۔ تهذيب التهذيب (تاليف : ابن حجر العسقلانی، دارالمعرفة، بيروت)
۲۱۔ جمهرة انساب العرب (تاليف: ابن حزم الاندلسی، دارالکتب العلمية ، بيروت ۱۹۸۳ م)
۲۲۔ حياة الحيوان (تاليف: دميری، مطبعه البابی الحلبی، القاهره ۱۹۶۹)
۲۳۔ الحيوان (تاليف: علامه الجاحظ، تحقيق: عبدالسلام هارون، مطبعه البابی الحلبی، القاهره ۱۹۶۵ م)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۴۔ الدارس فی تاریخ المدارس (تالیف: نعیمی: تحقیق: جعفر الحسنی، مطبوعات المجمع دمشق ۱۹۵۱م)
۲۵۔ ذم الھویٰ (تالیف: ابن الجوزی، تحقیق: مصطفیٰ عبدالواحد، مصر ۱۹۶۲م)
۲۶۔ ربیع الابرار ونصوص الاخبار (تالیف: زمخشری، تحقیق: ڈاکٹر سلیم النعیمی ، دارالذخائر للمطبوعات، ایران)
۲۷۔ زھرالآداب(تالیف: حصری، تحقیق: محی الدین عبدالحمید، مطبعه السعادة ، مصر ۱۹۵۳م)
۲۸۔ سنن ابن ماجه (ترتیب: ابن ماجه، تحقیق: فواد عبدالباقی، داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۹۷۵م)
۲۹۔ سنن ابی دائود (ترتیب: امام ابودائود، تعلیق: محی الدین عبدالحمید ، دراحیاء التراث العربی، بیروت)
۳۰۔ سنن الترمذی (ترتیب: امام ترمذی، تعلیق: عزت عبید الدعاس، حمص۱۹۶۶م)
۳۱۔ سنن النسائی (ترتیب: امام نسائی، داراحیاء التراث العربی، بیروت)
۳۲۔ السمط الثمین (تالیف: محب الطبری، مکتبه التراث الاسلامی، حلب)
۳۳۔ سیر اعلام النبلآء (تالیف: امام ذھبی، موسسة الرساله، بیروت ۱۹۸۵م)
۳۴۔ سیرۃ عمر بن عبدالعزیز (تالیف: ابن عبدالحکم، تعلیق: احمد عبید ، دارالفکر، دمشق ۱۹۶۴م)
۳۵۔ شاعرات العرب (جمع و تحقیق: عبدالبدیع صقر المکتب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الاسلامی، بیروت ۱۹۷٦م)
۳٦۔ شذرات الذهب (تالیف: ابن العماد الحنبلی، تحقیق: محمود الارنائووط، دار ابن کثیر، دمشق ۱۹۸٦م)
۳۷۔ صفة الصفوة (تالیف: ابن الجوزی، تحقیق: ابراهیم رمضان وسعیه اللحام، درالکتب العلمیه، بیروت ۱۹۸۹)
۳۸۔ الطبقات الکبریٰ (تالیف: ابن سعد، تحقیق: احسان عباس، دارصادر، بیروت)
۳۹۔ العقد الفرید (تالیف: ابن عبد ربه، لجنة التالیف والترجمة والنشر، مصر ۱۹٦٥م)
٤۰۔ عیون الاخبار (تالیف: ابن قتیبه، دارالکتب، مصر ۱۹٦۳م)
٤۱۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری (تالیف: ابن حجر العسقلانی، دارالمعرفة، بیروت)
٤۲۔ الفرج بعد الشدة (تالیف: قاضی التنوخی، تحقیق: عبود الشالجی، دارصادر، بیروت ۱۹۷۸م)
٤۳۔ فوات الوفیات (تالیف: ابن شاکر الکتبی، تحقیق: محی الدین عبدالحمید، مکتبه النهضة المصربة القاهره ۱۹٥۱م)
٤٤۔ القاموس المحیط (تالیف: فیروز آبادی، مطبعه البابی الحلبی ۱۹٥۲م)
٤٥۔ الکامل فی التاریخ (تالیف: ابن الاثیر، دار صادر، بیروت)
٤٦۔ المحاسن والمساوی (تالیف: ابراهیم بن محمد البیهقی، دار صادر، بیروت ۱۹۷۰م)
٤۷۔ المسند (تالیف: احمد بن حنبل، دارالفکر، بیروت ۱۹۷۸م)
٤۸۔ مصارع العشاق (تالیف: السراج، دارصادر، بیروت)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۴۹۔ المعارف (تالیف: ابن قتیبہ، تحقیق: ڈاکٹر ثروت عکاشة، دارالمعارف، مصر ۱۹۷۷م)

۵۰۔ معجم البلدان (تالیف: یاقوت المحموی، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

۵۱۔ المعرفة والتاریخ (تالیف: علامہ بسوی، تحقیق: ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری، موسسة الرسالہ، بیروت ۱۹۸۱م)

۵۲۔ مروج الذھب (تالیف: مسعودی، تحقیق: محی الدین عبدالحمید، دارالمعرفة، بیروت)

۵۳۔ مقاتل الطالبین (تالیف: ابو الفرج اصبھانی، تحقیق: السیراحمد الصقر، موسسة الاعلمی، بیروت ۱۹۸۷م)

۵۴۔ المنمق فی اخبار قریش (تالیف: محمد بن حبیب البغدادی، تحقیق: خورشید احمد فاروق، عالم الکتب، بیروت ۱۹۸۵م)

۵۵۔ الموشی (تالیف و شاء' دارصادر، بیروت ۱۹۶۵م)

۵۶۔ المؤطا (تالیف: امام مالک، تحقیق: محمد فواد عبدالباقی، داراحیاء التراث العربی، ۱۹۸۵م)

۵۷۔ نسآء من عصر النبوة (تالیف: احمد خلیل جمعه، دار ابن کثیر، دمشق ۱۹۹۱م)

۵۸۔ نسب قریش (تالیف: مصعب الزبیری، دارالمعارف، مصر)

۵۹۔ نوادر المخطوطات (تحقیق: عبدالسلام ھارون، طبعه البابی الحلبی، مصر ۱۹۷۲م)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گالی

ایک سنگین جرم
ایک خطرناک گناہ

عبدُالمنّان راسِخ

Rs: 50/- Page: 80

ریاکاری کی ہلاکتیں

اسباب علامات اور علاج
قرآن وحدیث کی روشنی میں

تالیف فضیلۃ الشیخ سلیم بن عید الہلالی

ترجمہ
محمد حسن

تصحیح ونظرثانی
حافظ حامد محمود الخضری

تقدیم
عبداللہ ناصر رحمانی

Rs: 50/- Page: 80

سیرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

حکیم محمد ادریس فاروقی

Rs: 70/- Page: 128

ہمیں حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کیوں ہے؟

تفضیل احمد ضیغم

Rs: 50/- Page: 96

اسلام اور جدید میڈیکل سائنس

تالیف:
ڈاکٹر محمد شوکت شوکانی

نظرثانی:
فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

Rs: 90/- Page: 156

سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

فاطمة سيدة نساء اهل الجنة (بخاری)
فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں

مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی

Rs: 70/- Page: 144

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قسطنطنیہ پر پہلا حملہ
اور
امیر یزید بن معاویہؓ
کے بارے میں بشارت نبوی ﷺ
ایک تحقیقی جائزہ
شیخ ابوالفوزان کفایت اللہ سنابلی
Rs: 50/- Page: 96

سلف صالحین کے منہج کو سمجھنے کے لیے ایک آسان اور عام فہم کتاب
منہج سلف صالحین
تالیف
ابو محمد حسن بن علی البربہاری
(۳۲۹ھ)
شرح شیخ عبداللہ بن صالح العبیلان
ترجمہ حافظ حامد محمود الخضری
تقریظ شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی
Rs: 100/- Page: 192

فتنۂ دجال اور
اس سے نجات کا راستہ
تالیف حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ
Rs: 75/- Page: 136

برصغیر میں
اہل حدیث کی آمد
اس کتاب میں جماعت اہل حدیث کی تاریخ، نظریہ وعقیدہ اور اس کی ہمہ جہتی عظیم الشان خدمات کا اجمالی تذکرہ اور ان کی بابت پھیلائی ہوئی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہے۔
مؤلف: مولانا محمد اسحاق بھٹی
Rs: 200/- Page: 348

اسلامی مہینے
اور بدعات مروجہ
تالیف: تفضیل احمد ضیغم
اس کتاب میں محرم اور بدعات محرم، شب برات اور اسلام، رجب کے کونڈے، مروجہ عید میلاد النبی، رمضان المبارک اور غیر شرعی امور، جیسے اہم موضوعات پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔
Rs: 75/- Page: 144

مکتبۃ الفہیم
ریحان مارکیٹ ڈھوبیا املی روڈ، صدر چوک مئو ناتھ بھنجن
P: 0547-2222013 - 9236761926
Email: faheembooks@gmail.com
مکتبۃ الفہیم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

منہج سلف صالحین کے فروغ کے لئے کوشاں

ہماری بعض اہم خوبصورت اور معیاری مطبوعات

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email : faheembooks@gmail.com
Facebook : maktabaalfaheem

₹ 295/-